اِسلامی تعلیمات

برائے طلبہ و طالبات

بی ایس سی انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، بی ٹیک پاس

www.KitaboSunnat.com

مؤلفین :

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ انجینیئرنگ یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

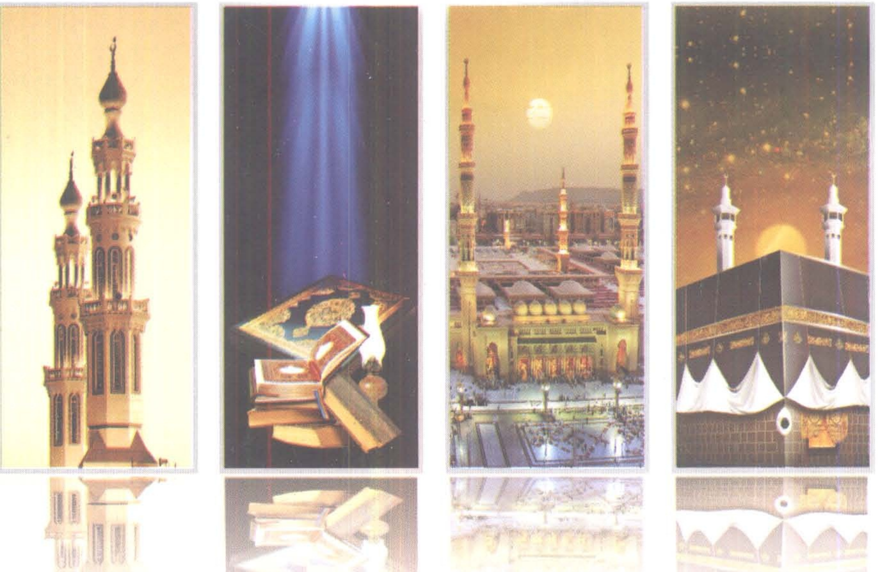

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تعلیمات

برائے طلبہ وطالبات

بی ایس سی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی

www.KitaboSunnat.com

مؤلفین

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ افکار اسلامیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب ---------------- اِسلامی تعلیمات

تالیف ---------- پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

اشاعت اول ---------------- 2010ء

اشاعت دوم ---------------- 2011ء

قیمت ----------------

ملنے کا پتا

شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اعجاز القرآن	۱۵
۲	معجزۂ قرآن	۱۵
	☆ وجوہ اعجاز	۱۶
	☆ فصاحت وبلاغت	۱۹
	☆ پیشین گوئیاں	۱۹
	☆ عدم اختلاف	۲۰
	☆ قوت تاثیر	۲۱
	☆ قرآن باعثِ ہدایت	۲۱
	☆ تعلیم: فرائض چہارگانۂ نبوت	۲۳
	☆ قرآن کا جواب لانے کی طاقت نہیں	۲۴
	☆ رسولِ امی ﷺ کی زبان سے ادا ہونا	۲۵
	☆ حفاظت کا وعدہ	۲۵
	☆ قوتِ دلائل	۲۶
	☆ خلاصہ	۲۷
۳	اصول تفسیر	۲۸
	☆ تفسیر کا لفظی مفہوم	۲۹
	☆ تفسیر کا اصطلاحی مفہوم	۳۰
	☆ تأویل	۳۲
	☆ تفسیر القرآن بالقرآن	۳۳
	☆ تفسیر القرآن بالحدیث	۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	☆ خلاصہ	۳۵
۴	اسلامی حدود و تعزیرات، فلسفہ حکمت	۳۷
	☆ احکامات الٰہی	۳۹
	☆ حد کی اصطلاحی تعریف	۳۹
	☆ حدود کی تعداد	۴۲
	☆ تعزیر کی تعریف	۴۶
	☆ اصطلاحی مفہوم	۴۷
۵	فلسفہ/حکمت	۵۱
	☆ انسان برائی کا مرتکب کیوں ہوتا ہے؟	۵۲
	۱) اصلاح نفس	۵۶
	۲) اصلاح معاشرہ	۵۷
	۳) جرائم میں کمی	۵۹
	۴) سزائیں، فطرت کے مطابق	۶۰
	۵) باعث رحمت و برکت	۶۰
	۶) اقتصادی ترقی	۶۱
	۷) انصاف کے تقاضے	۶۱
	۸) باعث عبرت	۶۲
۶	آخرت کے عذاب سے چھٹکارا	۶۴
۷	سورۃ النور	۶۷
۸	سورۃ النور کا ترجمہ	۷۰
	☆ مضامین کا تعارف	۷۵
	☆ مضامین کا خلاصہ	۷۵
	☆ زنا	۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆	آیت رجم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۷۸
☆	قذف	۷۹
☆	لعان	۸۰
☆	تہمت کے ثبوت کے لئے چار شہادتیں	۸۲
☆	احادیث سے ماخوذ لعان سے متعلق احکام	۸۲
☆	لعان بہت سے پیچیدہ مسائل کا حل ہے	۸۳
☆	واقعہ افک	۸۴
☆	حجاب	۹۰
۹	سورۃ لقمان	۹۶
۱۰	سورۃ لقمان کا ترجمہ	۹۸
☆	تفسیر سورۂ لقمان	۱۰۱
☆	حروفِ مقطعہ	۱۰۳
☆	آیات محکمات ومتشابہات	۱۰۵
☆	دیگر آیات کی تفسیر	۱۱۱
۱۰	حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی چند نصیحتیں	۱۲۲
☆	تکبر کی مذمت	۱۲۳
☆	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان	۱۲۴
☆	سورۃ لقمان میں آیات توحید	۱۳۶

حصہ دوم: الحدیث

۱	حفاظت وتدوین حدیث	۱۳۷
☆	کتابت حدیث عہد رسالت میں	۱۳۸
☆	عہد صحابہ اور کتابتِ حدیث	۱۴۰
☆	عہد تابعین میں کتابتِ حدیث	۱۴۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲	صحاح ستہ اور اُن کے مؤلفین کا تعارف	۱۴۴
	☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ	۱۴۴
	☆ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۴ھ تا ۲۶۱ھ	۱۴۷
	☆ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۲ھ تا ۲۷۵ھ	۱۴۸
	☆ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ تا ۲۷۹ھ	۱۴۹
	☆ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۵ھ تا ۳۰۶ھ	۱۵۱
	☆ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ تا ۲۷۳ھ	۱۵۱
۳	کتاب الجامع، از بلوغ المرام لابن حجر العسقلانی	۱۵۳
	حدیث نمبر۱ ایک مسلمان کے دوسری مسلمان پر چھ حقوق	۱۵۳
	حدیث نمبر۲ اللہ کی نعمتوں کا شکر	۱۵۴
	حدیث نمبر۳ حسنِ خلق	۱۵۵
	حدیث نمبر۴ آدمیت احترام آدمی	۱۵۶
	حدیث نمبر۵ وسعت قلبی	۱۵۶
	حدیث نمبر۶ آداب طعام	۱۵۷
	حدیث نمبر۷ سلام میں پہل کرنا	۱۵۷
	حدیث نمبر۸ سلام کا کافی ہونا	۱۵۸
	حدیث نمبر۹ اہل کتاب کو سلام میں پہل کی ممانعت	۱۵۹
	حدیث نمبر۱۰ چھینک کے آداب	۱۵۹
	حدیث نمبر۱۱ کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت	۱۶۰
	حدیث نمبر۱۲ دائیں طرف سے آغاز باعث برکت	۱۶۱
	حدیث نمبر۱۳ ایک پاؤں میں جوتا پہننے کی ممانعت	۱۶۱
	حدیث نمبر۱۴ غرور کی سزا	۱۶۲
	حدیث نمبر۱۵ دائیں جانب کی فضیلت	۱۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	حدیث نمبر ۱۶ غرور وغیرہ کی ممانعت	۱۶۳
۴	**باب البر والصلة**	۱۶۵
	حدیث نمبر ۱۷ نیکی اور صلہ رحمی کا باب	۱۶۵
	حدیث نمبر ۱۸ جنت سے محرومی کا سبب	۱۶۵
	حدیث نمبر ۱۹ حرام اور مکروہ افعال	۱۶۶
	حدیث نمبر ۲۰ اللہ کی رضا مندی اور ناراضگی کا سبب	۱۶۸
	حدیث نمبر ۲۱ ہمسایہ کے حقوق کی پاسداری	۱۶۸
	حدیث نمبر ۲۲ کبیرہ گناہ	۱۶۹
	حدیث نمبر ۲۳ ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے	۱۷۰
	حدیث نمبر ۲۴ قطع تعلقی کی ممانعت	۱۷۰
	حدیث نمبر ۲۵ نیکی صدقہ ہے	۱۷۱
	حدیث نمبر ۲۶ خندہ پیشانی سے ملنا نیکی ہے	۱۷۲
	حدیث نمبر ۲۷ ہمسائے کے حقوق کا لحاظ	۱۷۲
	حدیث نمبر ۲۸ مصیبت میں کام آنا	۱۷۳
	حدیث نمبر ۲۹ نیکی کی طرف رہنمائی نیکی کے مصداق ہے	۱۷۵
	حدیث نمبر ۳۰ احسان کا بدلہ احسان	۱۷۶
۵	نماز	۱۷۷
	☆ نماز کے فضائل	۱۸۱
	☆ نماز کے بعد کی دعائیں	۱۸۷
۶	زکوٰۃ	۱۹۰
	☆ زکوٰۃ کی تعریف	۱۹۰
	☆ زکوٰۃ کی اہمیت	۱۹۰
	☆ زکوٰۃ کے فوائد	۱۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مصارفِ زکوٰۃ	۱۹۳
☆ جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے	۱۹۵
☆ سونا/ چاندی اور نقدی	۱۹۵
☆ تجارتی سامان	۱۹۷
☆ تجارتی سامان کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ	۱۹۷
☆ حیوانات	۱۹۸
☆ زرعی پیداوار	۱۹۹
☆ زرعی پیداوار کا نصاب زکوٰۃ	۱۹۹
☆ زرعی پیداوار کا کتنا حصہ زکوٰۃ دیا جائے؟	۱۹۹
☆ زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام	۲۰۰
☆ گھٹیا چیز کا صدقہ کرنا	۲۰۱
☆ صدقہ واپس کرنا	۲۰۲
۷ روزہ	۲۰۳
☆ رمضان کی فضیلت	۲۰۴
☆ روزے کے احکام	۲۰۵
☆ سحری کی فضیلت	۲۰۷
☆ افطاری کا بیان	۲۰۹
☆ فضائلِ صوم	۲۰۹
☆ روزے کا اجر صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے	۲۱۰
☆ روزہ ڈھال ہے	۲۱۱
☆ باب الرّیان	۲۱۲
☆ روزہ شفاعت کرے گا	۲۱۳
☆ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک..........	۲۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	☆ روزے کی حالت میں خاتمہ..........	۲۱۴
۸	حج بیت اللہ	۲۱۶
	☆ سفر حج کے دوران موت..........	۲۲۰
	☆ مناسک حج کی فضیلت میں ایک عظیم حدیث	۲۲۱
	☆ سفرِ حج سے پہلے چند آداب	۲۲۲
	☆ دورانِ سفر اور دوران ادائیگی حج چند ضروری آداب	۲۲۳
	☆ احرام باندھنے کا طریقہ	۲۲۵
	☆ احرام کی قسمیں	۲۲۶
	☆ احرام کے کپڑے	۲۲۷
	☆ حرم شریف میں داخل ہونے کے آداب	۲۲۷
	☆ مسجد حرام میں داخل ہونے کی دعا	۲۲۸
	☆ طواف	۲۲۸
	☆ فضائلِ طواف	۲۲۸
	☆ طواف کی قسمیں	۲۲۹
	☆ طواف قدوم کی ترکیب	۲۲۹
	☆ رکن یمانی کی دعا	۲۲۹
	☆ تنبیہ	۲۳۰
	☆ سعی کی ترکیب	۲۳۱
	☆ مناسکِ حج (مختصر احکام حج)	۲۳۲
۹	جہاد فی سبیل اللہ	۲۳۳
	☆ لغوی معنی	۲۳۳
	☆ شرعی اور اصطلاحی معنیٰ	۲۳۳
	☆ جہاد فی سبیل اللہ: قرآنی آیات کی روشنی میں	۲۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆	جہاد، احادیث کی روشنی میں	۲۳۷
☆	کیا اسلام تلوار سے پھیلا ہے؟	۲۳۸
☆	اشاعت اسلام کے اصل اسباب	۲۳۹
☆	جہاد اسلام، دہشت گردی.........؟	۲۴۳
☆	انکار جہاد پر بنی اسرائیل کو سزا	۲۴۷
☆	صلیبی جنگیں	۲۴۸
☆	اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرنا	۲۴۹
☆	لا اکراہ فی الدین	۲۵۱
☆	ہندوستان میں اسلامی حکومت کی مثال	۲۵۲
☆	غزوہ ہند	۲۵۲
☆	دعوتِ توحید ورسالت	۲۵۴
۱۰	سیرت محمدیہ	۲۵۵
۱۱	مسلمانوں کا وطن چھوڑنا	۲۵۶
۱۲	ہجرت	۲۵۸
۱۳	دعوت اسلام شاہی درباروں میں	۲۶۰
۱۴	قبائل کا مسلمان ہونا	۲۶۵
۱۵	غزوات	۲۶۶
۱۶	خطبہ	۲۶۷
۱۷	کنبہ کے حالات	۲۶۸
۱۸	بیویاں	۲۶۸
۱۹	خلقِ محمدی	۲۷۱
☆	صبر وحلم	۲۷۲
☆	ادب اور تواضع	۲۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ جود وسخاوت ۲۷۳

☆ شرم وحیا ۲۷۴

☆ مہربانی اور محبت ۲۷۴

☆ صِلہ رحم ۲۷۴

☆ عدل واعتدال ۲۷۴

☆ صدق وامانت ۲۷۵

☆ عفت وعصمت ۲۷۵

☆ زہد ۲۷۵

☆ عبادت ۲۷۶

☆ عام برتاؤ ۲۷۷

☆ عفوورحم ۲۷۷

۲۰ تعلیمات مصطفویہ ۲۷۹

☆ تہذیب نفس، اپنے آپ کی درستی ۲۷۹

☆ ماں باپ کی اطاعت ۲۸۰

☆ رشتہ داروں سے برتاؤ ۲۸۰

☆ لڑکیوں کا پالنا ۲۸۰

☆ یتیموں کا پالنا ۲۸۰

☆ بادشاہ وقت کی اطاعت ۲۸۱

☆ رحم دلی ۲۸۱

☆ بھیک مانگنے کی برائی ۲۸۱

☆ باہمی برتاؤ ۲۸۱

☆ علم کی بزرگی ۲۸۲

☆ لونڈی، غلام اور خادم سے سلوک ۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱	منتخب آیات کا ترجمہ	۲۸۳
	☆ اخلاقیات	۲۸۳
	☆ قتل	۲۸۴
	☆ قصاص	۲۸۵
	☆ حرابہ	۲۸۶
	☆ سرقہ	۲۸۶
	☆ شراب نوشی	۲۸۶
	☆ ارتداد	۲۸۷
	☆ شہادت	۲۸۷
	☆ خلوت	۲۸۷

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مقدمة

الحمد لله والصلوٰة والسلام علی سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین، اما بعد: فقال اللّٰہ تعالیٰ اللّٰہ نزّل احسن الحدیث۔

قال رسول اللہ ﷺ: انّ اللّٰہ یرفع بھذا الکتاب اقوامًا ویضع بہٖ اٰخرین۔ (مسلم)

کتاب اسلامی تعلیمات (برائے سال دوم) جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اگرچہ زیادہ تفسیری وتشریحی نکات اس میں بیان نہیں کیے گئے تاہم یہ کوشش ضرور کی گئی ہے کہ انجینئرنگ کے طلباء کو بطور خاص اور دوسرے اداروں کے طلباء کو بالعموم قرآن فہمی اور علم حدیث کی بنیادی معلومات فراہم کر دی جائیں۔

ہماری اِس جامعہ میں پروفیشنل تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ اور مطالعہ پاکستان (سال اول اور سال دوم) میں بطور لازمی مضمون پڑھایا جا رہا ہے۔ تعلیم اسلامیات ومطالعہ پاکستان سے جذبۂ اسلامی اور جذبۂ حب الوطنی بیدار ہوتا ہے۔ اس کے ہمارے معاشرے پر مثبت اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اس مضمون کا مقصد یہی ہے کہ ایک اچھے انجینئر کے ساتھ ساتھ اچھے باکردار مسلمان کا ہونا بھی لازمی اور ضروری ہے۔

آخر میں "من لم یشکر النّاس لم یشکر اللّٰہ" کے تحت اپنے شعبہ کے ان اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کے حسن توجہ اور تعاونِ خاص سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ قارئین کرام اگر کہیں تشنگی یا غلطی محسوس کریں تو راقم الحروف کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہمارے سینوں کو فہم قرآن وحدیث کے لئے کھول دے۔ آمین

العبد

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعجاز القرآن

معجزہ سے مراد: معجزہ وہ امر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی صداقت کے لئے اہل دنیا پر ظاہر کرتا ہے، تو گویا ''معجزہ'' کی عام تعریف یہ سمجھنی چاہیے کہ ''معجزہ'' اس خارق عادت چیز کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے پیغمبر علیہ السلام کی تصدیق کے لئے صادر ہو۔

قرآن مجید کی زبان میں اسے ایۃ اللہ (اللہ کی نشانی) کہتے ہیں۔ انسانی دل و دماغ اس کی مثل لانے سے عاجز ہوتے ہیں۔

معجزۂ قرآن

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی سے جو معجزات عطا ہوئے ان میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو چیلنج کیا، فرمایا:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۸۸)

''کہہ دو اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا کر لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار رہوں۔''

علامہ جرجانی نے اعجاز کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے، قرآن پاک نے عربوں کو اس بات کا چیلنج کیا کہ وہ اس جیسا کلام پیش کریں۔ انہوں نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا اور روگردانی اور ہٹ دھرمی کر کے لڑنے مارنے پر اُتر آئے۔ اگر قرآن کی مثال لانا ان کے بس میں ہوتا تو یہ ان عربوں کے لئے لڑائی جھگڑے کے مقابلے میں زیادہ آسان تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی خصوصیت تھی جس نے اہل عرب کو نظیر لانے سے عاجز کر دیا؟ کیا وہ قرآن کے مناسب عمدہ اور خوبصورت الفاظ تھے یا مضامین؟ حالانکہ جب قدیم شعراء کا کلام پڑھتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ زبان دان اور اپنے مقابل کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے اور اپنی زبان پر انہیں بڑا ناز تھا۔ وہ ہر قسم کے مضامین کو شعروں، خطبوں اور مقولوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس احسن طریق سے ادا کرتے تھے کہ ان کی نظیر آج بھی مشکل ہے۔

درحقیقت قرآن کے مخالفین نے قرآن کی شستگی الفاظ، اس کی ترتیب بیان کی، خصوصیات آیات کا غیر معمولی آغاز و اختتام اور ان کا آپس میں ربط، الفاظ کی روانی، واقعات کا بیان، اسلوب نصیحت اور یاددہانیوں اور دلائل کو خوب دیکھا، پرکھا اور اس کی ایک ایک آیت پر غور کیا۔ مگر ایک لفظ بھی ایسا نہ پایا جو اپنی جگہ غیر موزوں اور نامناسب ہو، کہ اس پر اعتراض کیا جا سکے یا کسی قسم کی ترمیم کی جا سکتی ہو۔ انہیں خصوصیات کی وجہ سے کسی کو بھی مثال لانے کی ہمت نہ پڑی۔

علامہ عبدالقاہر جرجانی اپنی کتاب ''دلائل الاعجاز'' میں اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب عربوں کو چیلنج دیا گیا کہ وہ قرآن پاک کی مثل بنا لائیں، اس وقت ان کو قرآن کی وہ مخصوص خوبیاں جو اپنی عبارتوں میں وہ نہیں پیدا کر سکتے تھے ضرور معلوم ہوں گی کیونکہ یہ ایک مہمل سی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی خاص پہلو کی طرف اشارہ کئے بغیر دوسرے آدمی سے یہ کہے کہ تم میری طرح اس کام کو نہیں کر سکتے۔ قرآن کی یہ خاص خوبی محض اس کے الفاظ حروف، اعراب اور مسجع اور حقیقی جملوں میں مخصوص ہی ہو سکتی۔ کیونکہ یہ تو عربوں کے نزدیک کوئی مشکل بات نہ تھی، اس لئے وہ خوبی محض ترتیب الفاظ ہی ہو سکتی ہے جو ایسے مضامین کو ادا کرتی ہے جو نزولِ قرآن سے پہلے نامعلوم تھے۔''

وجوہِ اعجاز

علامہ باقلانی کی رائے کے مطابق قرآن کے اعجاز کی تین خاص وجوہ ہیں انہوں نے آخری وجہ کو دس قسموں میں تقسیم کر کے کل تعداد بارہ تک کر دی ہے۔ ماوردی نے ان کی تعداد بیس قرار دی ہے اور قاضی عیاض چار وجہیں بتاتے ہیں مگر آٹھ کا اضافہ کر کے انہوں نے بھی تعداد بارہ تک لکھی ہے اور اس طرح کل ملا کر چوالیس ہوتی ہیں'۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (۲۹/ العنکبوت: ۵۰)

''اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوتیں، کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں۔''

اور آنحضرت ﷺ نے اپنی اسی وحی آسمانی کو سب سے بڑا معجزہ قرار دیا، چنانچہ اسی آیت پاک کی تفسیر میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ما من الانبياء نبي الا اُعْطِىَ من الايات ما مثله اومن او امَنَ عليه البشر وانما كان الذي اوتيتُ وحيًا اوحاه الله اِلَيَّ فارجو اني اكثرهم تابعًا يوم القيامة))

(صحیح بخاری، الاعتصام: ج:۹، ص:۱۱۳)

''پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر معجزات عنایت کیے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے، لیکن جو معجزہ مجھے مرحمت ہوا وہ وحی (قرآن) ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتارا، اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیرووں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔''

پس ثابت ہوا کہ:

۱۔ ہر پیغمبر کو کوئی نہ کوئی معجزہ عطا ہوا ہے۔

۲۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات وقتی اور عارضی تھے، لیکن آنحضرت ﷺ کا معجزہ قرآن مجید قیامت تک دنیا میں قائم اور باقی رہے گا۔

۳۔ قرآن مجید چونکہ ہمیشہ دنیا میں قائم رہنے والا ہے، اس لیے اس کا اثر بھی دائمی اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

۴۔ قرآن مجید ہی ایک معجزہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اعلانِ عام کیا ہے کہ کوئی اس کی مثال پیش کرے، اور پھر خود ہی بتا دیا کہ دنیا ہمیشہ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز رہے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ ﴿اَمْ يَقُولُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○﴾ (۱۱/ ھود: ۱۳)

''کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنے جی سے بنالیا ہے، تو کہہ دے کہ وہ ایسی بنائی ہوئی دس ہی سورتیں لے آئیں اور اپنی مدد کے لیے اللہ کے سوا جس کو چاہیں بلالیں اگر وہ سچے ہیں۔''

۲۔ ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ○﴾ (۲/ البقرة: ۲۳-۲٤)

''اور اگر تم کو اس (کتاب) میں کچھ بھی شک ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر اُتاری ہے تو اس طرح کی ایک ہی سورہ لاؤ، اور اللہ کے سوا اپنے تمام گواہوں کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر تم ایسی سورۃ بنا کر نہ لاسکو اور یقیناً نہ لا سکو گے تو اِس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر (جن کو تم پوجتے ہو) ہوں گے، جو کافروں کے لیے تیار رکھی گئی ہے۔''

۳۔ ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○﴾ (۱۰/ یونس: ۳۸)

''کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بنالیا ہے، اِن سے کہہ دو کہ اس جیسی ایک سورۃ تم بنا لاؤ، اللہ کے سوا اور جس کو چاہو مدد کے لیے بلالو، اگر تم سچے ہو۔''

٤۔ ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ○﴾ (۵۲/ طور: ۳۳، ۳٤)

''کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو گھڑ لیا ہے، بات یہ ہے کہ ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اللہ پر) ایمان نہیں، اگر وہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات بھی پیش کریں۔"

فصاحت و بلاغت

۱۔ ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِىْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِىٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِيْنٌ﴾ (۱٦/ نحل: ۱۰۳)

"اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر کو ایک شخص سکھا تا ہے مگر جس کی طرف یہ کفار نسبت (تعلیم کی) کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے جبکہ یہ صاف اور واضح عربی زبان ہے۔"

۲۔ ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ (۲٦/ شعراء: ۱۹۵)

"یہ قرآن ایک ایسی فصیح زبان میں ہے جو اپنے مدعائے دلی کو بخوبی ظاہر کرتی ہے۔"

۳۔ ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ (۳۹/ الزمر: ۲۸)

"یہ قرآن عربی زبان میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں، تاکہ وہ ڈر مانیں۔"

٤۔ ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ (۳٦/ یٰس: ٦۹)

"یہ (قرآن) تو محض نصیحت ہے اور اپنے مدعا کو خوبی سے ظاہر کرنے والا ہے۔"

پیشین گوئیاں

قرآن پاک میں بہت سی اطلاعات اور پیشین گوئیاں کی گئی ہیں جو سو فیصد سچی ہوئیں، قرآن مجید کی پیشین گوئیوں کی معجزانہ صداقت کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ جنگِ بدر میں کفار کی شکست کی پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

۲۔ ہجرت نبوی سے قبل رومی اور ایرانی سلطنتوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری تھا ایران والے معرکہ پر معرکہ سر کر رہے تھے۔ انہی ایام میں قرآن حکیم نے اعلان کیا کہ:

﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ ○ فِىْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ○ فِىْ بِضْعِ سِنِيْنَ ○﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”رومی مغلوب ہوئے پاس کی سرزمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے، چند برس میں۔“

مشرکین کو اعتراض کا بہانہ مل گیا اور کہا کہ ایرانیوں کے غلبہ پر مہر لگ چکی ہے۔ اب پانسہ کیسے پلٹ سکتا ہے، لیکن تھوڑی مدت گزری تھی کہ 622 م میں رومیوں نے فیصلہ کن فتح حاصل کی۔

۳۔ قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ فرعون سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہوا اور اس کا بدن اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر لیا تا کہ آئندہ ادوار میں عبرت دلانے کا کام دے۔ اس دعویٰ کی صداقت حال ہی میں ثابت ہوگئی ہے۔ مصر میں بعض بادشاہوں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں ان میں سے ایک کے بارے میں محققین کا فیصلہ ہے کہ یہ اس فرعون کی لاش ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں غرق ہوا۔

۴۔ قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفانِ آب کے اترنے کے بعد کوہ جودی پر اٹک گئی ہے۔ یہ پہاڑ پر برف میں مدفون ہے جو ترکی میں ہے۔

۵۔ مخالفین کو مثال لانے کا چیلنج جو زمانہ حال تک مثال پیش نہ کر سکے۔

۶۔ فتح مکہ کی پیشین گوئی: صلح حدیبیہ سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں فاتحانہ داخل ہو رہے ہیں اور یہ حضور کی پیشین گوئی قرآن نے یوں بیان کی:

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ﴾ (٤٨/ الفتح: ٢٧)

”اللہ نے اپنے نبی کا خواب سچ کر دکھایا۔“

۷۔ اسی طرح سورۃ القمر میں فتح کی پیشین گوئی کی گئی ہے حالانکہ سورۃ القمر مکی ہے اور اس کے زمانہ نزول تک جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

عدمِ اختلاف

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (٤/ النساء: ٨٢)

”بھلا یہ کافر قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے، اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کی طرف سے ہوتا، تو وہ اس میں بہت سے اختلافات پاتے۔''

قوت تاثیر

﴿وَلَقَدْ جَآئَهُمْ مِنَ الْأَنْبَآءِ مَافِيْهِ مُزْدَجَرٌO حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُO﴾ (٥٤/ قمر: ٤، ٣)

''ان کو (قرآن کے ذریعہ سے) اگلی امتوں کے ایسے حالات سنائے جا چکے ہیں جو ان کی تنبیہ کے لئے کافی تھے، یہ قرآن دل تک پہنچ جانے والی دانائی ہے، لیکن ان کو ڈرانا بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔''

قرآن مجید کی قوت تاثیر بنا پر کفار قرآن مجید کو سحر (یعنی جادو) کہتے تھے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌO﴾ (٤٦/ الاحقاف: ٧)

''اور جب ان کافروں پر ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو سچائی کے آنے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔''

عامۃ النّاس کو ایمان لانے سے روکنے کے لئے کفار کہتے تھے کہ جب محمد ﷺ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنانے لگیں تو شور کر دو تا کہ لوگ سن کر متاثر نہ ہوں:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَO﴾ (٤١/ حٰم السجدہ: ٢٦)

''اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور اس کے پڑھتے وقت شور وغل کرو، شاید تم غالب رہو۔''

قرآن باعث ہدایت

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (٢/ بقرة: ٢)

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے یہ پرہیز گاروں کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث ہدایت ہے۔"

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ ۝﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۹)

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔"

﴿قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝﴾ (۲۸/ قصص:۴۹)

"کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم اللہ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں (قرآن وتورات) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو تا کہ میں بھی اس کی پیروی کروں۔"

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝﴾ (۵/ المائدہ:۱۵)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور مدعا کو ظاہر کرنے والی کتاب آ چکی ہے۔"

﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝﴾ (۲۴/ النور:۳۴)

"اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کیں ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں اُن کی خبریں اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت۔"

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یَصْدِفُوْنَ ۝﴾

(۶/ الانعام:۱۵۵، ۱۵۷)

"اور یہ مبارک کتاب ہم نے اتاری ہے تو تم اس کی پیروی کرو اور پرہیز گاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے (یہود و نصاریٰ) دو قوموں پر کتاب اتاری گئی، اور ہم ان کے پڑھنے سے بے خبر تھے، یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی، تو ہم ان دونوں قوموں سے زیادہ راہ راست پر ہوتے تو لو یہ تمہارے رب کی طرف سے دلیل و ہدایت و رحمت آئی ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرے اور اُن سے (لوگوں کو) پھیر دے، جو لوگ ہماری آیتوں سے پھیرتے ہیں تو اس پھیرنے کے سبب ہم اُن کو بُرے عذاب کی سزا دیں گے۔''

تعلیم: فرائض چہارگانۂ نبوت

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (٦٢/ الجمعة:٢)

''وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے (محمد ﷺ کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو اُن کے سامنے اُس کی آیتیں پڑھتے اور اُن کو پاک کرتے اور اللہ کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔''

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:۸۲)

''اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز اتارتے ہیں، جو مومنوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔''

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایٰتُہٗ ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ ○﴾

(٤١/ حم السجدہ: ٤٤، ٤١)

''جن لوگوں نے نصیحت کو نہ مانا جب وہ (نصیحت) اُن کے پاس آئی اور یہ تو عزت والی کتاب ہے، جس کے آگے پیچھے (آس پاس بھی) باطل نہیں آ سکتا، یہ حکمت اور تعریف والے، اللہ کی اتاری ہوئی ہے، اے پیغمبر ﷺ تجھ سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے پیغمبروں سے کہا گیا، تیرا پروردگار بخشش والا ہے، اور عذاب والا بھی ہے، اگر ہم اس قرآن کی زبان عجمی کرتے تو وہ لوگ یہ کہتے کہ اس کے احکام کیوں نہیں کھول کر بیان کیے گئے، ہم عرب ہیں اور کتاب عجمی، کہہ دے کہ یہ کتاب مومنوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے۔''

﴿یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○﴾ (١٠/ یونس: ٥٧)

''لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ چکی اور وہ دلوں کی امراض کا علاج ہے، اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔''

﴿یٰسۤ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○﴾ (٣٦/ یٰس: ١، ٢)

''یٰس۔ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے۔''

﴿صۤ ○ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ○﴾ (٣٨/ ص: ١)

''ص۔ قسم ہے قرآن کی جو نصیحت دینے والا ہے (کہ تم حق پر ہو)۔''

قرآن کا جواب لانے کی طاقت نہیں

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا ○﴾

(١٧/ بنی اسرائیل: ٨٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہہ دو اگر انسان اور جن مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔''

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ﴾ (۲/ بقرۃ:۲۴)

''لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔''

رسولِ امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہونا

''اور قرآن سے پہلے اے پیغمبر نہ تو تو کچھ پڑھ کر سناتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا، اگر ایسا ہوتا تو البتہ یہ باطل پرست شک کر سکتے، بلکہ یہ کھلی آیتیں ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو علم بخشا گیا ہے، اور ہماری آیتوں سے صرف گنہگار (مشرک) ہی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیوں اس (پیغمبر) پر اس کے اللہ کی طرف سے نشانیاں نہیں اتریں۔ کہہ دے کہ نشانیاں اللہ کے قبضہ میں ہیں، میں تو کھلا ڈرانے والا ہوں، کیا ان کے لیے یہ نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھ پر کتاب اتاری، انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ اس میں ایمان والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔''

(۲۹/ العنکبوت: ۴۸، ۵۱)

حفاظت کا وعدہ

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (۱۵/ الحجر:۹)

''بیشک یہ کتاب نصیحت ہمیں نے اُتاری ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾

(۷۵/ القیامۃ: ۱۶، ۱۷)

''(اے پیغمبر) وحی کے پڑھنے کے لئے اپنی زبان کو جنبش نہ دیا کرو کہ اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد یاد کرلو۔ یقیناً ہم پر ہے اس قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا۔"

قرآن حکیم عرب کے ملک میں نازل ہوا جو اُس وقت تہذیب وتمدن سے قطعاً بیگانہ تھا۔ تاہم آج چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اور قرآن مجید روزِ اول کی طرح محفوظ چلا آ رہا ہے۔ ربّ تعالیٰ نے نہ صرف اپنی کتاب کو محفوظ رکھا بلکہ اس کی زبان کو بھی زمانہ کی دست برد سے مامون کر دیا۔ قرآن سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی زبانیں تک ناپید ہو گئیں جب کہ قران کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اٹھایا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جس کی نگہبانی کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا ہو وہ یقیناً ہر طرح دست برد سے محفوظ رہے گا۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۝﴾

(٤١/ حم السجدة: ٤٢)

"باطل نہ سامنے سے اس پر آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔"

سامنے سے نہ آ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پر براہِ راست حملہ کر کے اگر کوئی شخص اس کی کسی بات کو غلط اور کسی تعلیم کو باطل وفاسد ثابت کرنا چاہے تو اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پیچھے سے نہ آ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کوئی حقیقت وصداقت ایسی منکشف نہیں ہو سکتی جو قرآن کے پیش کردہ حقائق کے خلاف ہو کوئی علم ایسا نہیں آ سکتا جو فی الواقع علم ہو اور قرآن کے بیان کردہ علم کی تردید کرتا ہو۔ کوئی تجربہ اور مشاہدہ ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ ثابت کر دے کہ قرآن کے عقائد اخلاق، قانون، تہذیب وتمدن معیشت ومعاشرت اور سیاستِ مدن کے باب میں انسان کو جو رہنمائی دی ہے وہ غلط ہے اس کتاب نے جس چیز کو حق کہہ دیا وہ کبھی باطل نہیں ہو سکتی اور جسے باطل کہہ دیا ہے وہ کبھی حق ثابت نہیں ہو سکتی۔

(تفهيم القرآن، ٤/ ٤٦٣)

قوتِ دلائل

﴿فَقَدْ جَآءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ......﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٦/ الانعام: ١٥٧)

"یقیناً تمہارے پاس تمہارے اللہ کی دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔"

﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ﴾ (٦/ الانعام: ١٤٩)

"کہہ دے کہ اللہ ہی کے لیے وہ دلیل ہے جو دلوں تک اتر جاتی ہے۔"

﴿هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

(٧/ الاعراف: ٢٠٣)

"یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے سمجھ بوجھ کی باتیں اور ہدایت و رحمت ہے۔"

خلاصہ

قرآن مجید نے نہ صرف عربوں کی کایا پلٹ دی بلکہ ہر قسم کی بدیوں سے نجات دلا کر اخلاق فاضلہ کے زیور سے آراستہ کر دیا اور پوری انسانیت کو راہ ہدایت عطا کی۔

قرآن مجید کی روحانی برکات کا اثر صرف عہد نبوی ﷺ تک محدود نہ تھا بلکہ وہ روحانی برکات تمام انس و جن کے لئے اب بھی جاری ہیں جو بھی سچے دل سے اپنے آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کے تابع بنا لیتا ہے وہ انہی انعاموں کا وارث بن جاتا ہے جس کے صحابہ کرام وارث ہوتے تھے۔

اگر صرف فصاحت و بلاغت ہی کو معیار اعجاز قرار دیا جائے تو کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ عین اُس وقت جب ایک اُمّی کی طرف سے، جو ایک شعر تک موزوں نہیں پڑھ سکتا تھا یہ مدعیانہ اعلان عرب میں شائع ہوا، اُس وقت عرب کے قبیلہ قبیلہ میں زبان آور شعراء اور آتش بیان خطباء موجود تھے، مگر اس "صوت سرمدی" کے سامنے سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ (علامہ شبلیؒ، سیرۃ النبی: ۳/۴۵۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول تفسیر

علم تفسیر اپنی عظمت جلالت قدر، وسعت اور جامعیت کے اعتبار سے تمام علوم وفنون میں ممتاز ہے اور اس علم میں قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا ہے اس لئے تفسیر کا اطلاق قرآن کریم کی تشریح پر ہوتا ہے۔ فن تفسیر پر صحابہ کرام سے لے کر بے شمار اہل علم نے متعدد زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں جن کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور برصغیر میں علمائے کرام نے بھی بلاشبہ اس فن پر بہت اچھا کام کیا ہے۔ مگر قرآن کریم کی برکتیں اور رحمتیں صرف اسی صورت میں میسر آ سکتی ہیں جب ہم اسے اپنا رہبر و رہنما تسلیم کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امت مسلمہ کی اشد ترین ضرورت قرآن مجید کی معرفت ہے، اس لئے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، ذکر حکیم ہے، صراط مستقیم ہے، جس کے ذریعے نفسانی خواہشات غلط رخ اختیار نہیں کر سکتیں، اس سے زبانیں دروغ گوئی سے پاک رہتی ہیں، اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے، علماء اس سے سیر نہیں ہوتے، جس نے قرآن کی بات کی اس نے سچ کہا جس نے اس پر عمل کیا وہ ماجور ہوا، جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل کیا، جس نے اس کی دعوت دی وہ صراط مستقیم پر گامزن ہوا۔ جس نے اسے جبر وقہر کی وجہ سے ترک کیا اللہ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جس نے قرآن کے علاوہ کسی دوسرے ذریعے سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی وہ گمراہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝﴾

(۲۰/ طٰہٰ: ۱۲۴، ۱۲۶)

''اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا! اللہ فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا اسی طرح آج ہم تجھے بھلا دیں گے۔"

جب کسی علم کو فن کا مقام حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اس کے اصول وقواعد بھی تیار ہوتے ہیں۔ علم تفسیر باقاعدہ ایک "فن" ہے۔ اس کے اصول جب وضع ہوتے ہیں تو انہیں "اصول تفسیر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(مقدمه فی اصول التفسیر، ج٥، ص٤، دارالفرقان الکریم، بیروت)

تفسیر کا لفظی مفہوم

(۱) تفسیر "فَسَّرَ" سے ماخوذ ہے اس سے مراد کسی چیز کا کھولنا اور ظاہر کرنا ہے۔

قرآن مجید میں لفظ تفسیر صرف ایک دفعہ استعمال ہوا ہے:

﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا﴾

(۲۵/ الفرقان:۳۳)

"اور یہ لوگ آپ کے پاس جو اعتراض کی بات لاتے ہیں ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ توجیہ آپ کو بتائیں گے۔"

(۲) لفظ "تفسیر"، فَسَّرَ، يُفَسِّرُ کا مصدر ہے، بمعنی تشریح وتوضیح۔

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج۶ ص:۴۸۸، ہالینڈ ۱۹۵۷ء)

(۳) "کسی چیز کی وضاحت کی، خوب وضاحت کی، قرآن کریم کی آیات کی (تشریح) کی، اور انہی آیات کو کھول کھول کر بیان کیا، (قرآنی آیات) میں جو اسرار و رموز اور احکام الہیہ ہیں ان کے معانی کو تفصیل سے بیان کیا۔"

(ابراھیم انیس: المعجم الوسیط، ج۲، ص۶۹۵، ط:۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(۴) اَلْفَسْرُ: "کسی چیز کو واضح کرنا، کسی مستور چیز کو ظاہر (عریاں) کرنا، جس طرح تفسیر کا مفہوم ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) فَسَّر کے معانی بیان، فَسَّرَ الشَّیْءَ سے مراد کسی کی تشریح، فَسَّرَہٗ اس کی وضاحت اور تفسیر کا بھی یہی مفہوم ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فَسَّرَ سے مراد کسی مستور چیز کا کھولنا، تفسیر سے مراد مشکل لفظ کے مفہوم کو بیان کرنا، کھول دینا۔

(لسان العرب، ج٦، ص٣٦١ مؤسسة المصرية)

علامہ زرکشی نے علم تفسیر کی تعریف یوں کی ہے:

''یہ وہ علم ہے جس سے قرآن کریم کا فہم حاصل ہوتا ہے اور اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جاتا ہے۔''

(بدرالدین الزرکشی، البرهان فی علوم القرآن، ج١، ص١٣، دارالمعرفة، بیروت)

علامہ محمود آلوسی (م ١٢٧٠ھ) فرماتے ہیں:

''علم تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی کے طریقے، ان کے مفہوم، ان کے افرادی اور ترکیبی احکام اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے۔ جو ان الفاظ سے ترکیبی حالت میں مراد لئے جاتے ہیں۔''

(ابو الفضل شهاب الدین محمود الآلوسی: روح المعانی، ج١، ص٤، ادارة الطباعة المنیریة، بیروت)

تفسیر کا اصطلاحی مفہوم: ''تفسیر اصطلاحاً وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے معانی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق بشری استطاعت کے مطابق بیان کیے جاتے ہیں۔''

(الزرقانی، مناهل العرفان فی علوم القرآن، دمشق 1372هجری)

اصطلاحاً تفسیر کا اطلاق مشکل الفاظ، پیچیدہ فقرات اور مغلق، گنجلک کتب کی تشریح اور توضیح پر ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کے نزول کے بعد یہ فن صرف قرآن حکیم کے ساتھ منسلک ہو کر رہ گیا ہے۔ علمی اور فلسفی کتابوں کی شرح کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور شرح کا مترادف ہے۔ دنیائے اسلام میں تفسیر سے مراد تفسیر قرآن اور خود علم تفسیر ہے۔ ''تفسیر قرآن، علوم اسلامیہ کا ایک علم ہے۔ جس کا مقصد قرآن کے معنی کی تشریح و توضیح، آیات عقائد ان کے اسرار و رموز اور ان کی حکمتوں اور احکام الٰہی کو بیان کرنا ہے۔''

(المعجم الوسیط، ج٢، ص ٦٩٥)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کے اصطلاحی مفہوم کو بیان کرنے کے لئے علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہترین قول ابو حیان کا ہے۔ فرماتے ہیں:

''تفسیر ایسا علم ہے جس میں قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی یعنی علم القراءت اور ان الفاظ کے مدعا و مقصود سے حسب استطاعت بحث کی جاتی ہے۔ اس کے احکام ضروری اور ترکیبی کو بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی تفسیر میں روایت کا معاملہ بھی آتا ہے، اس میں تأویل یعنی درایت کی بحث بھی ہوتی ہے، علم صرف ونحو، علم بیان اور علم بدیع کا بیان بھی ہوتا ہے۔ اس میں حقیقت اور مجاز کی بحث بھی آتی ہے۔ کیونکہ ترکیب اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ الفاظ کے ظاہری معانی کو یہاں من وعن نہ لیا جائے بلکہ جو چیز اصل مقصود ہوتی ہے وہ مجاز ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ناسخ ومنسوخ کا علم، شان نزول کا بیان اور قرآن مجید میں جو باتیں اجمالی طور پر بیان کی گئی ہیں انہیں واضح طور پر پیش کیا جائے۔''

(ابو حیان، البحر المحیط، ج ۱، ص ۱۳ دار الفکر العربی القاهره)

''اصطلاحی طور پر تفسیر ایسا علم ہے جس میں قرآنی آیت کے نزول، ان سے متعلق واقعات، شان نزول، مکی و مدنی سورتوں کی خصوصیات، محکم ومتشابہ، ناسخ ومنسوخ، خاص وعام، مطلق ومقید، مجمل ومفصل، حلال وحرام، وعدہ ووعید، امر ونہی، عبرت اور امثال وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ (الاتقان، ج ۲، ص ۱۷٤)

''دنیائے اسلام میں لفظ تفسیر سے مراد بالخصوص قرآن کی تفسیر اور خود علم تفسیر ہے۔ علم کی یہ شاخ جسے عِلْمُ الْقُرْاٰنِ وَالتَّفْسِیْر کہتے ہیں علم حدیث کی ایک خاص اور اہم شاخ ہے۔ مدرسوں اور جامعات میں اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تفسیر کی توضیح میں یہ کہنا کافی ہے کہ وہ کلام اللہ کے مطلب بیان کرنے کا نام ہے یا یہ کہ اس کا کام قرآن مجید کے الفاظ و معانی کی تشریح کرنا ہے۔'' (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج ٦، ص ٤٩٠، ٤٨٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تأویل

''لغوی معنی: تأویل کا مادہ، اَ، و، ل (اول) رجوع کرنا، لوٹنا، منحرف کرنا وغیرہ۔ تأویل کلام سے مراد اس کی تشریح وتوضیح، کسی چیز سے انحراف کرنا، اس کی تعریف کرنا اور اس سے مراد خوابوں کی تعبیر بھی ہے۔'' (القاموس، ج۳، ص ۳۳۱)

"اول" کے معنی رجوع کرنا ہے۔ کسی چیز سے منحرف ہونا، حدیث میں آتا ہے کہ ''جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا، نہ ہی اس کا روزہ ہوا اور نہ ہی اس نے نیکی کی طرف رجوع کیا۔'' تأویل کلام سے مراد اظہار اور تشریح وتعبیر ہے۔''

(لسان العرب، ج ۱۳، ص ۳٤، ۳۳)

تفسیر، تأویل اور تعبیر مترادف ہیں، تأویل اور تفسیر کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اس لئے بعض علماء نے تفسیر وتأویل کو ہم معنی وہم مفہوم قرار دیا ہے اور کچھ علماء ان دونوں کو یکسر ایک دوسرے سے مختلف مانتے ہیں۔

ابن حبیب نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ہمارے زمانے میں مفسرین کی ایک تعداد ایسی بھی ہے کہ اگر ان سے تفسیر اور تأویل کا فرق پوچھا جائے تو وہ واضح نہ کرسکیں گے۔''

(الاتقان، ج ۲، ص ۱۷۳)

''تأویل: اپنے مشہور ترین معانی کے لحاظ سے تفسیر کا مترادِف ہے۔ جن آیات میں تأویل کا لفظ آیا ہے تو وہ ان معنوں میں آیا ہے کہ بات کو واضح کرنا، پوشیدہ معنی وعیاں کرنا اور تحصیل کر بات کو بیان کرنا۔'' (مناهل العرفان، ص ٤٧٧ المطبوعات الاسلامی، دمشق)

ابوعبیدہ لکھتے ہیں:

"اَلتَّفْسِیْرُ وَالتَّاوِیْلُ بِمَعْنًی وَاحِدٍ" (الاتقان: ۱۷۳)

''تفسیر وتأویل ہم معنی الفاظ ہیں (ان میں کوئی فرق واختلاف نہیں)''

"اَلتَّفْسِیْرُ ما یَتَعَلَّقُ بِالرِّوَایَةِ وَالتَّاوِیْلُ مَا یَتَعَلَّقُ بِالدِّرَایَةِ"

''تفسیر کا تعلق علمِ روایت سے ہے اور تأویل کا تعلق علمِ درایت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔" (الاتقان، ج ۲، ص ۱۷۳)

بہر حال ان اقوال کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ "ترتیب عبارت سے جو مفہوم اخذ ہو سکے اس کے بیان کو تفسیر کہتے ہیں اور ایسی عبارت جس میں مفہوم اشارہ و کنایہ سے معلوم ہو اس کے کشف و بیان کا نام "تاویل" ہے۔ "تاویل" دراصل الفاظ کے ممکنہ مختلف معانی سے کسی ایک کو خاص دلیل کی بنیاد پر ترجیح دینا ہے۔ ترجیح میں اجتہاد پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ الفاظ کے معانی و مفاہیم کو لغت عرب کے تناظر میں تلاش کیا جاتا ہے۔

(التفسیر والمفسرون، ج ۲، ص ۲۲)

تفسیر القرآن بالقرآن:

قرآن کی تفسیر کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے اور "اَلْقُرْآنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا" کے مسلمہ اصول کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا جائے۔ قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا حرام ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے اپنی رائے اور عقل یا قیاس سے وہ بات کہی جسے وہ نہیں جانتا اور قرآن مجید کی تفسیر کی وہ شخص دوزخ میں اپنی جگہ بنا لے: (عن ابن عباس)

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: پس قرآن میں صحیح تفسیر وہ ہوگی جس میں مفردات کو لغت کی شہادت سے حل کیا گیا ہو اور مضامین کی تفسیر میں قرآنی تفسیر کو مقدم سمجھا گیا ہو۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اس کے لئے بہترین نمونہ ہے۔

(آیات متشابہات، ص ۹،۸)

مثلاً سورۃ الفاتحہ میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہہ کر جن لوگوں کا بیان کیا گیا ہے ان کی وضاحت سورۃ النساء کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں کی گئی ہے: اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی، صدیق، شہید، اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔ (آیت:۶۹)

تفسیر القرآن بالحدیث:

اسلام میں حدیث رسول ﷺ کی شرعی حیثیت فہم قرآن میں مسلم ہے۔ ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری تعالیٰ ہے:

(۱) ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب)

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ کی حیات طیبہ میں عمدہ نمونہ ہے۔''

(۲) ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (سورۃ النحل)

''اور ہم نے تم پر یہ ذکر (قرآن کریم) نازل کیا ہے تاکہ جو ارشادات لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو تاکہ وہ غور کریں۔''

رسول اکرم ﷺ کی ذات حامل قرآن اور مفسر قرآن ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطاع بنایا ہے۔ حدیث رسول اکرم ﷺ قرآن کی نبوی تفسیر ہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) قرآن کی تفسیر قرآن سے کی گئی ہو اور وہی حکم حدیث میں ہو۔

(۲) قرآن کسی حکم کے بارے میں ساکت ہے اور حدیث اس حکم کو بیان کرتی ہو۔ مثلاً کتے و بلی کی حرمت، نواقض وضو وغیرہ۔

(۳) قرآن کے حکم عام کو خاص کرنا مثلاً ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ﴾ (المائدۃ) کو خاص کرتے ہوئے مچھلی، ٹڈی دل اور جگر و تلی وغیرہ کا حلال کرنا۔

(۴) قرآن کے الفاظ و سیاق سے مدعا سمجھ نہ آ رہا ہو تو اس کا تعین کر کے مدعا بیان کیا گیا ہو۔ مثلاً ''اہل بیت'' سے مراد ازواج مطہرات ہیں مگر ترمذی اور حاکم کی صحیح روایات میں علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا، حسین رضی اللہ عنہ کو اہل بیت قرار دیا گیا ہے تو یہ ''لحوق معنوی'' ہے۔ گویا آپ ﷺ نے انہیں شریک اہل بیت کرنے کی دعا فرمائی ہے۔ حالانکہ قرآن کا یہ خطاب ازواج مطہرات کو ہے اور دعا سے یہ حضرات بھی اہل بیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ کے تمام گھر والوں کو اہل بیت قرار دے دیا گیا۔

(۵) تطبیق کا اصل مدار اصول حدیث پر ہے کیونکہ قرآن شریف کا وصول ہم کو بطریق تواتر ہوا ہے اور حدیث کا بطریق احاد جو اس درجے کا نہیں اس لئے ان دونوں کی تعیین میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرق ہے۔اس لئے محدثین کا اصول ہے کہ حسن حدیث کے مقابل ضعیف کو نہیں لیتے اور صحیح کے مخالف حسن کو قبول نہیں کرتے۔طرقِ وصول کے لحاظ سے چونکہ حسن کے وصول کا طریق ضعیف سے، صحیح کا حسن سے اور صحیحین کا باقی کتب سے، بخاری کا مسلم سے اقویٰ اور اضبط ہے۔اس لئے اس کو ترجیح ہے پس اس اصول سے قرآن شریف کو سب پر ترجیح ہے۔

(آیات متشابہات،ص:۸!)

''خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر کے لئے کسی زمانہ کے علماء پر پابندی نہیں بلکہ ہر زمانے میں پابندیٔ اصول دین یعنی قرآن وحدیث اور عربی زبان کے لحاظ سے ہر ایک عالم کا حق ہے کہ قرآن شریف کو اپنی علمی استعداد سے سمجھے، خواہ پہلے لوگوں میں اس کا کوئی موافق ہو یا نہ ہو مگر دلیل رکھتا ہو۔زبان عربی کے قواعد اور کسی آیت یا حدیث کے خلاف اس کی توجیہ یا تفسیر نہ ہو۔یہی معنی ہیں اس حدیث کے جس میں سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''میری امت بارش کی طرح ہے جس کے اول یا آخری کی تمیز نہیں ہوسکتی کہ افضل کون ساحصہ ہے'' ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے افضل ہونے میں کیا شبہ ہے؟''

(آیات متشابہات،ص:۱۳)

خلاصہ

۱۔ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے کیونکہ اگر ایک جگہ اجمالی طور پر بیان ہے تو دوسری جگہ قرآن مجید میں اس کی تفسیر موجود ہے۔

۲۔ قرآن کی تفسیر سنت رسول ﷺ سے کی جائے کیونکہ رسولِ اکرم ﷺ کی سنت قرآن کی شرح اور تفسیر ہے۔

۳۔ اگر سنت رسول ﷺ میں قرآن کی تفسیر موجود نہیں تو پھر اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن کی تفسیر کی جائے کیونکہ صحابہ قرائن احوال سے واقف اور اس وقت کے حالات کے شاہد ہیں۔

۴۔ اگر اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرآن کی تفسیر میسر نہ آئے تو پھر تفسیر قرآن تابعین کے اقوال سے کی جائے۔ان کے ہاں اختلاف کی صورت میں بعض کو بعض پر ترجیح نہ دی جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ کسی بات پر جمع ہو جائیں تو پھر ان کے قول کو حجت مانا جا سکتا ہے۔

جمہور کے نکتہ نگاہ سے بالاتفاق جو اصول تفسیر سامنے آئے ہیں ان کو درج ذیل ترتیب سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن
۲۔ تفسیر القرآن بالحدیث
۳۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہ
۴۔ تفسیر القرآن باقوال التابعین
۵۔ عربی زبان وقواعد میں مہارت
۶۔ تاریخ عرب سے واقفیت
۷۔ شان نزول
۸۔ کتب مقدسہ سے استفادہ
۹۔ ناسخ ومنسوخ کا علم
۱۰۔ غریب الفاظ کی تشریح

امام ابن تیمیہ ''ابن ماجہ'' سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل کیں ان کا سارا علم چار کتابوں میں جمع کر دیا۔ قرآن مجید میں ان چار کتابوں کا علم جمع کر دیا۔ قرآن کا سارا علم مفصل (لمبی) سورتوں میں جمع کر دیا اور تمام طویل سورتوں کا علم ام القرآن میں جمع کر دیا۔ اور ام القرآن کا سارا علم دو کلمات ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ میں جمع کر دیا۔ اس طرح سب آسمانی کتابوں کا علم ان مذکورہ کلمات میں سمٹ آیا۔

(ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی ج ١٤ ص: ٧٨ مکتبہ الریاض السعودیة ١٣٨٢ھ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی حدود وتعزیرات، فلسفہ اور حکمت

حد کی جمع حدود ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں چودہ مقامات پر آیا ہے۔ فرمایا:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾ (۲/ البقرہ: ۱۸۷)

"یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان کے پاس نہ جانا"

﴿اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ (۲/ البقرہ:۲۲۹)

"ہاں اگر میاں بیوی کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔"

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾

(۲/ البقرہ:۲۲۹)

"اگر تم ڈرتے ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔"

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا﴾ (۲/ البقرہ: ۲۳۹)

"یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں (احکامات) ان سے باہر نہ جانا۔"

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۲/ البقرہ:۲۳۹)

"اور جو لوگ اللہ کی حدود سے باہر نکل جائیں گے، وہ گناہگار ہوں گے۔"

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ (۲/ البقرہ:۲۳۰)

"ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے اور عورت اور پہلا خاوند ایک دوسرے کی طرف رجوع کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کر لیں کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔"

﴿وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ (۲/ البقرہ:۲۳۰)

"اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اللہ ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے جو دانش رکھتے ہیں"

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ (۴/ النساء:۱۳)

"یہ تمام اللہ کے احکامات ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا﴾ (٤/ النسآء: ١٤)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور ان کی حدوں سے نکل جائے گا تو اللہ اسے دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

﴿اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ (٩/ التوبہ: ٩٧)

''بدو لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اسی قابل ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر نازل کئے ان سے واقف ہی نہ ہوں۔''

﴿وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (٩/ التوبہ: ١١٢)

''بری باتوں سے منع کرنے والے اللہ کے احکامات کی حفاظت کرنے والے اور (اے پیغمبر) مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔''

﴿ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾

(٥٨/ المجادلہ: ٤)

''یہ حکم اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو جاؤ اور یہ اللہ کی حدود (احکامات) ہیں۔''

﴿وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ (٦٥/ الطلاق: ١)

''اور اللہ تعالیٰ کی حدیں (احکامات) ہیں۔''

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (٦٥/ الطلاق: ١)

''اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔''

حد کا لغوی معنی ''خط کھینچنا ہے'' امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

''حد'' وہ خط متارکہ ہے جو دو چیزوں کے درمیان حد فاصل قائم کرتا ہے اور انہیں یک دوسرے سے ملنے سے روکتا ہے کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ حد لگا دی یعنی خط کھینچ دیا تاکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمیز ہو سکے۔اور گھر کی حد جو اسے دوسرے گھر سے علیحدہ کرتی ہے وہ اس کا خط ہوتا ہے۔"
(المفردات ص: ۱۰۹)

احکامات الٰہی

جب ہم قرآن مجید کی آیات پر غور کرتے ہیں تو حد کی تعریف احکامات الٰہی بنتی ہے۔
جہاں بھی قرآن مجید میں خاص حکم دیا گیا، اس کے بعد فرمایا گیا......
﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا﴾ (۲/ البقرہ:۲۲۹)
اسی طرح سورۃ بقرہ میں رمضان کے مفصل احکامات دینے کے بعد فرمایا:
﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾ (۲/ البقرہ: ۱۸۷)
سورۃ البقرہ کی آیات ۲۲۹، ۲۳۰ میں نکاح و طلاق کے قطعی احکامات کے بعد فرمایا......:
﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا﴾
سورۃ النساء کی آیات ۱۳، ۱۴ سے پہلے وراثت کی مفصل تقسیم کے بعد فرمایا......:
﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾
سورۃ توبہ کی آیت ۹۷ میں بدوؤں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کے احکام کو نہیں مانتے۔ آیت ۱۱۲ میں ان مومنین کی تعریف کی جو اللہ، کے احکام کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سورہ المجادلہ کی آیت ۴ میں وہ بیویوں کو مائیں کہنے والوں کے جرم اور اس کے کفارے کے احکامات دینے کے بعد فرمایا...... ﴿وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾
سورہ طلاق میں بھی طلاق اور اس کی عدت کے احکامات کے بعد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور جو اللہ کی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کرے گا وہ خود ظالم ہوگا۔

حد کی اصطلاحی تعریف

متعدد احادیث میں بھی لفظ حد استعمال ہوا ہے جو اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

"زمین والوں پر ایک حد کا جاری کرنا تیس دن کی متواتر بارش (رحمت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بہتر ہے (دوسری روایت میں) چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔"

(ابن ماجه ، سنن نسائی)

حد قائم کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسند احمد: ۵/۲۱۴)

قرآن وسنت کے عمیق مطالعے سے حد کی اصطلاحی تعریف یوں بنتی ہے......

"کسی جرم کی وہ سزا جو قرآن وسنت میں متعین کر دی گئی ہو، اس میں کم وبیشی کا اختیار پیغمبر ﷺ کو تھا نہ حاکم وقت یا قاضی وقت کو ہے۔"

یہ تعریف رسول اکرم ﷺ کی ایک حدیث سے ہی ماخوذ ہے......:

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی وہ لوگوں سے کچھ چیزیں ادھار لے لیا کرتی تھی، پھر واپس دینے سے انکار کر دیتی تھی، تو رسول اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا، اس عورت کے گھر والے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس سفارش کے لئے آئے، آپ ﷺ نے رسول اکرم ﷺ کے پاس اس عورت کی سفارش کی تو رسول اکرم ﷺ کا چہرہ انور غصے سے تمتما اٹھا آپ ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا......:

"اتشفع في حد من حدود الله"

(اے اسامہ!) میں کیا دیکھتا ہوں کہ تم اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش لے کر آئے ہو؟:

پھر رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی میں فرمایا:

"بے شک تم سے پہلے لوگ (یہود نصاریٰ) اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی سردار چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی غریب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر (مخزومیہ کی جگہ) میری بیٹی فاطمہؓ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" (بخاری: ٦، ٣١١)

حدیث میں جہاں بھی لفظ حد استعمال ہوا، اکثر و بیشتر کسی جرم کی سزا کے لئے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوا ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جرم کی سزا کو ختم کر دیا کرو اگر اس کے ختم کرنے کی کوئی صورت نظر آئے''(ابن ماجه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمانوں سے جرم کی سزا حتی المقدور ختم کر دیا کرو، اگر کوئی چھٹکارے کا پہلو نکلتا ہو تو مجرم کو آزاد کر دو (شک کا فائدہ دے کر) اگر کوئی امام سزا کو معاف کرنے میں غلطی کرے تو یہ کہیں بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے''(ترمذی، بیہقی)

ثابت یہ ہوا کہ حد کا اصطلاحی مفہوم کسی جرم کی وہ سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کی ہے:

''حد شریعت میں اللہ کے حق کی بنیاد پر مقرر سزا کو کہتے ہیں، تعزیر اس سے الگ ہے کہ وہ حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے اور قصاص اسی میں اس لئے نہیں آتا کہ وہ اللہ کا نہیں بندے کا حق ہے'' (فقه السنة: ۲، ۳۰۲)

''شرعی اصطلاح میں مجرم کے لئے وہ مقرر کردہ سزا جو اس کے لئے واجب ہے''
(المعجم الوسیط: ۲-۱۱-۱۰)

''حد کا معنی اللہ کے حق کے لئے مقرر کردہ سزا ہے، جو جماعت کی اصلاح اور نظام عام کو محفوظ کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے دین کی غرض و غایت یہی ہے، جب یہ اللہ کا حق ہے تو اس میں معافی نہیں ہوتی، نہ افراد کی طرف سے اور نہ جماعت کی جانب سے''(فقہ السنۃ:۲، ۳۰۲)

''گناہوں کی سزاؤں کو حدود کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اغلباً یہ سزا گناہگار کو اس گناہ کی طرف رجوع کرنے سے روکتی ہے جس کی وجہ سے یہ سزا متعین کی گئی ہے''(ایضاً)۔

''اور گناہ کو بھی فی نفسہ حدود کہا گیا جیسے اللہ نے فرمایا:''تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ''

(البقرہ: ۱۷۸) (فقه السنه: ۲: ۳۰۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود کی تعداد

قرآن سنت میں جن جرائم کی سزائیں متعین کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) زنا (۲) قذف (جھوٹی تہمت) (۳) چوری (۴) خمر (شراب نوشی) (۵) (حرابہ) ڈاکہ (۶) ارتداد (اسلام سے مرتد ہونا)

قتل نفس کو اس لئے حدود اللہ میں شامل نہیں کیا گیا کیونکہ وہ بندے کا بندے پر حق ہے اور اس کے لئے قرآن وسنت میں قصاص ودیت کا پورا قانون موجود ہے۔

(۱) زنا

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (٢٤/ النور:٢)

''زانیہ عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین میں (دونوں کو سزا دینے میں) تمہیں کسی قسم کی نرمی دامن گیر نہ ہو اور ان دونوں کی سزا کا مشاہدہ مومنین کی ایک جماعت کرے۔''

یہ غیر شادی شدہ مرد وزن کے لئے ہے اور شادی شدہ مرد وزن کے لئے رجم (سنگسار کرنا) کی سزا حدیث رسول ﷺ میں متعین کر دی گئی ہے: رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''مجھ سے احکامات حاصل کرو...... مجھ سے احکامات حاصل کرو...... اللہ تعالیٰ نے زانیہ عورتوں کے لئے راستہ مہیا کر دیا ہے، غیر شادی شدہ زانیوں (مرد وزن) کے لئے سزا سو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد وزن کے لئے سو سو کوڑے اور رجم ہے'' (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

سیدنا عبداللہ بن عباس سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ بلیغ خطبہ منقول ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، ان پر قرآن نازل کیا اور اس قرآن میں آیت رجم بھی تھی، ہم نے آیت کو پڑھا اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کیا، رسول اکرم ﷺ نے رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا، مجھے خطرہ ہے کہ ایک دور ایسا آئے گا کہ لوگ کہیں گے ہم رجم کتاب اللہ میں نہیں پاتے پس وہ اللہ کے اس فرض کو ترک کر کے گمراہ ہوں گے، پس شادی شدہ مرد و زن پر اگر وہ زنا کے مرتکب ہوں رجم برحق ہے، جب اس پر شہادت ثابت ہو جائے، حمل ثابت ہو یا مجرم خود اعتراف کریں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں اضافہ کروا دیا تو میں اسے ضرور (سورۃ احزاب میں) لکھوا دیتا۔ آیت رجم یہ ہے:

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم (بخاری ومسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

حدیث ابی اُمامہ بن سہیل رضی اللہ عنہ میں الفاظ یہ ہیں:

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھا البتۃ بما قضیا من اللذۃ

(مسند احمد، طبرانی)

اُبی ابن کعب کے الفاظ یہ ہیں:

کانت سورۃ الاحزاب توازی سورۃ البقرۃ وکان فیھا آیۃ الشیخ والشیخۃ ...... (صحیح ابن حبان)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رجم کا حکم حدیث رسول ﷺ میں برقرار ہے اور اس پر اجماع امت ہے:

فانہ قد ثبت بالسنۃ المتواترۃ المجمع علیھا و ایضا ثابت بنص القرآن لحدیث عمر عند الجماعۃ

(نیل الاوطار: ۷/ ۹۶)

"جہاں تک رجم کی سزا کا تعلق ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔"

ایک اعتراض کا جواب

عام طور پر ایک اعتراض آیت رجم پر یہ کیا جاتا ہے کہ اگر حد رجم کا حکم برقرار تھا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے قرآن سے کیوں نکلوایا گیا؟

اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ یہ اللہ کا اختیار ہے اور اس کا فرمان ہے:

﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾

(۱۳/ الرعد:۳۹)

''اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اور لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔''

اگر اس حکمت کو تلاش کرنا ہی مقصود ہو کہ اس آیت کو قرآن سے کیوں نکلوایا گیا تو یہ بات بالکل صاف اور عیاں ہے کہ اللہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا میرے حکم کے علاوہ میرے پیغمبر ﷺ کے فرمان کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے یا نہیں؟ جہاں اللہ کا یہ فرمان (اطیعوا اللہ) ہے وہاں یہ بھی حکم ہے ﴿اطیعوا الرسول﴾ اور کتنی آیات قرآن مجید میں ایسی ہیں جن میں اطاعت رسول ﷺ پر زور دیا گیا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے فیصلے کو جو تسلیم نہ کرے، صریحاً انکار کرے اسے دائرہ اسلام سے خارج مانا گیا ہے۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(٤/ النساء:٦٥)

''آپ کے پروردگار کی قسم کوئی آدمی اس وقت تک سچا مسلم نہیں بن سکتا جب تک وہ آپ کو اپنے درمیان پھوٹنے والے جھگڑوں میں فیصل اور قاضی نہ مان لیں اور پھر جو فیصلہ آپ سنا دیں اس کے خلاف اپنے دل میں کسی قسم کا غبار (تنگی) محسوس نہ کریں بلکہ آپ کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کریں'' ...... ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾

(٥٣/ النجم:٤، ٣)

''اور رسول (دین کے معاملے میں) اپنی خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کہتے، وہ تو وحی ہے جو (ان کی طرف) کی جاتی ہے ہیں)۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ﴾

(۵۹/ الحشر:۷)

''رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے مضبوطی سے تھام لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔''

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾

(۴/ النساء:۵۹)

''اگر تمہارا کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم واقعتاً اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بات ہر لحاظ سے بہتر اور تاویل کے اعتبار سے بھی سب سے اچھی ہے۔''

ان تمام آیات سے ثابت ہوا کہ جہاں اللہ کے حکم کو ماننا لازم ہے، وہاں رسول اکرم کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے لئے قرآن میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض آیات کا حکم منسوخ ہے۔ مگر ان کی تلاوت منسوخ نہیں۔ ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کریں گے۔ شراب کے بارے میں قرآن مجید میں تین آیات میں دو آیات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ شراب اب بھی حلال ہے:

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا﴾ (۲/ البقرہ:۲۱۹)

''یہ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے یہ دونوں بہت بڑے گناہ ہیں، لیکن اس میں لوگوں کے لئے (وقتی) فائدے (بھی) ہیں، مگر ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔''

دوسری آیت:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی﴾

(۴/ النساء:۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان لانے والو نشہ کے عالم میں نماز کے قریب ہرگز نہ جاؤ۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(۵/ المائدہ: ۹۰)

''اے ایمان لانے والو بیشک شراب، جوا، بت پرستی، فال نکالنے والے تیر، یہ سب گندگی اور شیطانی اعمال ہیں، تم ان سے دور ہٹ جاؤ تا کہ تم دین و دنیا میں سرخرو ہو سکو۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا کلی اختیار ہے کہ کسی حکم کو قرآن مجید سے نکلوا کر حدیث میں اسے برقرار رکھے (جیسے رجم) اور یہ بھی اللہ کا اختیار ہے کہ کسی حکم کو تبدیل کر دے جیسی زانیہ عورتوں کی سزا (پہلے گھروں میں قید رکھنے کا حکم تھا، پھر غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگانے کا حکم دیا) پس اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے رجم کی آیت نکلوا کر اس کے حکم کو شریعت مطہرہ میں بحال رکھا تو اس کی حکمت یہی ہے کہ کیا ہم قرآن کے ساتھ ساتھ فرمان رسول کو مانتے ہیں یا نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۲/ البقرہ: ۱۰٦)

''ہم جس آیت کو بھی منسوخ کرتے یا اسے فراموش کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی ہی دوسری آیت بھیج دیتے ہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تعزیر کی تعریف

لغوی معنیٰ: تعزیر، عزّر، یعزّر تعزیراً سے ماخوذ ہے، جس کا معنیٰ روکنا، منع کرنا اور تعظیم کے ساتھ مدد کرنا ہے کہا جاتا ہے: عزّره لامه، ای اعانه یعنی اس نے اپنی مال کی مدد کی اور عزّره عن كذا ہو تو منع کیا، روکا (منعه ورده) أدّبه، ضربه اشد الضرب، فخمه، وعظمه، اعانه ونصره یعنی ادب سکھایا، اور سخت ضرب ماری، اس کی تعظیم کی، اس کو بڑا مانا اس کی اعانت و مدد کی (المنجد، ص: ۵۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیر یہ ہے کہ کسی کی عظمت کے پیشِ نظر اس کی مدد کرنا۔ (المفردوات ص:۳۳۳)

قرآن مجید میں ہے.......

﴿وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ﴾ (۵/ المائدہ: ۱۲)

''اور اللہ نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ ہوں ...... اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے۔''

﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ﴾ (۷/ الاعراف: ۱۵۷)

''جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کی تعظیم کی اور انہیں مدد دی۔''

اصطلاحی مفہوم

''تعزیر کا معنی وہ سزا ہے جو حد سے کم تر ہوتی ہے اور یہ دراصل تادیب ہوتی ہے اور تادیب درحقیقت کسی کی برائی سے روکنے پر مدد ہوتی ہے۔ (المفردات ص:۳۳۳)

''تعزیر میں تعظیم اور نصرت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسے کہ اللہ کا فرمان ہے۔ کہ ''تم اللہ پر اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو'' یعنی تم پیغمبر کی تعظیم بجالاؤ اور اس کی مدد بھی کرو۔ (فقه السنه: ص ٤٩١ ج٢)

تعزیر کا ایک مفہوم اہانت ...... (کسی کو ذلیل کرنا) بھی ہے......

''کہا گیا ہے فلاں نے فلاں کی تذلیل کی یعنی اسے لعنت ملامت کرتے ہوئے اس کے کسی گناہ پر اسے سزا دی۔''

شریعت میں اس کا مقصد اور تعریف یوں بنتی ہے......

''حاکم وقت کسی جرم یا گناہ پر ایسی سزا نافذ کرے جو شریعت نے مقرر نہیں کی''

(فقه السنة: ٤٩٧ ج ٢)

''تعزیر کسی جرم کی وہ سزا ہے جو رسول اکرم ﷺ نے معین نہیں کی بلکہ یہ معاملہ قاضی کی رائے واجتہاد پر چھوڑ دیا گیا ہے'' (تلك حدود الله: ١٨)

مذکورہ بالا تمام بحث سے تعزیر کی جو تعریف سامنے آتی ہے وہ اس طرح ہے جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیر کا معنی کسی کو ملامت کرنا، زجر وتوبیخ کرنا اور اصلاح کے لئے سزا دینا ہے وہاں تعزیر کا معنی کسی کی پشت پناہی اور اس کی مدد اور نصرت بھی ہے۔ یہ اصول ہمیشہ سے مسلمہ ہے کہ تادیب اس سزا کو کہا جاتا ہے جو کسی کو اصلاح کے لئے دی جائے۔ ہمارے گھروں اور تعلیمی اداروں میں ہر جگہ رائج ہے۔ حتیٰ کہ دنیا کو کوئی بھی ملک ایسا نہیں جو تادیب کا انکاری ہو۔ انگریزی محاورہ ہے۔ "Spare the rod spoil the child" (یعنی جہاں بچے کو تادیب نہ کی جائے، وہاں اس کی اصلاح نہیں ہوگی)۔

یہ فرد اور معاشرے دونوں کی پشت پناہی ہے۔ فرد کی اس اعتبار سے کہ تادیب میں اصلاح کا پہلو ہے اور معاشرے کی اس اعتبار سے کہ وہ امن وامان کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

پس تعزیر کسی جرم کی وہ سزا ہے جسے شریعت نے پیغمبر ﷺ حاکم وقت یا قاضی وقت کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہو۔ اس سزا میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی سزا دس کوڑوں تک بھی دی ہے۔

ھانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"اللہ کی حدود کے علاوہ دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دو۔"

(بخاری، مسلم، ابو داؤد)

بہز بن حکیم اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں......:

ان النبی ﷺ حبس فی التھمة

(ابو داؤد، ترمذی، النسائی، بیھقی وصححه الحاکم)

"نبی ﷺ نے تہمت کی بنا پر ایک آدمی کو قید کیا (احتیاط کے طور پر ایسا کیا کہ حقیقت حال معلوم ہو سکے)"

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے۔ فقہ السنہ (۴۹۷، ۴۹۸، ج ۲) میں ہے:

"وہ تعزیر اور تادیب کرتے تھے، کسی کا سر منڈا کر، کسی کو جلاوطن کر کے اور کسی کو مار پیٹ کر، آپ نے شراب بیچنے والوں کی دکانیں جلا دیں، وہ بستی جس میں شراب بیچی جاتی تھی اسے آگ لگا دی اور سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوفہ میں محل جلا دیا، جب انہوں نے محل کے دروازوں پر دربان بٹھا دیئے اور رعیت کو ملنا چھوڑ دیا، وہ اکثر ہاتھ میں درہ پکڑے رہتے تھے، جو اس کا مستحق ہوتا تھا اسے لگا دیتے تھے، آپ نے قید خانہ بھی بنایا تھا، آپ نے نوحہ کرنے والی عورت کو اتنا پیٹا کہ اس کے سر کے بال ننگے ہو گئے۔"

"تعزیر معمولی سے معمولی سزاؤں مثلاً نصیحت، سخت نظروں سے دیکھنا، یا کسی سے توجہ ہٹا لینا سے شروع ہو کر سخت ترین سزاؤں جیسے قید، کوڑے لگانا، بلکہ انتہائی گھناؤنے جرم میں قتل کی سزا تک بھی جا پہنچی ہے جب کہ مصلحت عامہ کا تقاضا یہی ہو اور مجرم کے فساد کو سوائے قتل کے کوئی سزا کم نہ کر سکے (اس وقت یہ لازمی ہوتی ہے) جیسے سرکش مجرم، جاسوس، نت نئے جرائم ایجاد کرنے والے۔ اس سزا کا اختیار قاضی/ حاکم کی رائے پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ مجرم کو اس کے اصلاح احوال کے مطابق سزا دے اور اسلامی حاکم کو ایسے قوانین (By laws) بنانے کی اجازت ہے جو جرائم کو ختم کرنے کے لئے تعزیر کی صورت میں نافذ ہو سکتے ہیں۔ (تلك حدود الله: ۱۸، ۱۹)

جیسے آج کل سعودی عرب میں منشیات فروشوں کو قتل کی سزا دی جا رہی ہے۔

اس طرح سنن ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک مخنث کو لایا گیا جس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی لگائی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا اس نے ہاتھوں اور پاؤں کو کیوں مہندی لگائی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، عورتوں سے مشابہت اختیار کرتا ہے، پس آپ ﷺ نے اسے بقیع کی جانب سے شہر سے نکال دیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: کیا ہم اس کو قتل کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا......:

"انی نهيت عن قتل المصلين"

(مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شراب کے بارے میں چالیس کوڑوں کی حد کو اسّی (۸۰) کوڑوں میں تبدیل کیا۔ اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شراب کی حد اسّی (۸۰) کوڑے مانتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے شراب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد کے بارے میں مشورہ کیا تو سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"اجعله كأخف الحدود ثمانين" سب سے ہلکی حد کی سزا کے مطابق اسّی (۸۰) کوڑے دیجیے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَسّی (۸۰) کوڑے لگوائے اور شام میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

"ہمارا مشورہ ہے کہ اسے اَسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں کیونکہ جب وہ شراب پیتا ہے تو نشے میں ہوتا ہے، جب نشے میں ہوتا ہے تو بیہودہ بکواس کرتا ہے اور جب بیہودہ بکواس کرتا ہے تو تہمت لگاتا ہے اور تہمت (قذف) لگانے والے کو سزا (۸۰) کوڑے ہے" (ص:۲۰۱)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے مختلف ہے اور یہ رائے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے ہے کہ شراب کی حد صرف چالیس کوڑے ہے اور اگر امام اسے اسّی (۸۰) کوڑے لگائے تو اس کی اسے اجازت ہے کیونکہ حد چالیس (۴۰) ہے اور اس سے زائد تعزیر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل حجت ہے، کسی دوسرے کے عمل کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمل کا ترک جائز نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عمل کے خلاف، کوئی اجماع نہیں ہوسکتا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا چالیس کوڑے زیادہ کرنا دراصل تعزیر ہے اور یہ اس طرح جائز ہے کہ جب امام/خلیفہ اس بات کو مناسب سمجھے تو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ موٹے تازے عادی شرابی کو (۸۰) کوڑے لگواتے اور ضعیف اور کمزور شرابی غیر عادی کو چالیس کوڑے لگواتے"۔ (فقه السنه: ۳۳۶، ج ۲)

تعزیر زبان سے بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ کسی کو سخت سست کہنا، لعنت ملامت کرنا، وعظ و نصیحت کرنا اور حالات کے تقاضوں کے مطابق اور عمل سے بھی ہوسکتی ہے، جیسے مارنا، پیٹنا، قید کرنا، جلاوطن کرنا، معزول کرنا اور ذلیل ورسوا کرنا" (فقه السنه: ۲/ ۴۹۸)

یہ بھی ثابت ہے کہ تعزیر میں درج ذیل سزائیں دینا جائز نہیں: (۱) داڑھی کا منڈوانا (۲) گھر کا برباد کرنا، (۳) باغوں کو تباہ کرنا اور کھیتوں کا اجاڑنا، پھلوں اور درختوں کا کاٹنا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) ناک، کان، ہونٹ اور انگلیوں کا کاٹنا۔

تعزیر کی ایک صورت یہ بھی بنتی ہے کہ اگر کسی حد کے جرم میں قاضی وقت کے پاس ''حد'' کی اسلامی شہادت کی شروط مکمل نہ ہوں اور وہ موجودہ شہادتوں، تحقیق و تفتیش کے نتیجے میں سمجھتا ہو کہ مجرم یہی ہے تو اس صورت میں وہ حد کے بجائے اس پر تعزیر نافذ کر سکتا ہے۔

حدود و تعزیرات کا فلسفہ/حکمت

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں، اسلام کی سزائیں بڑی وحشیانہ اور ظالمانہ ہیں، غیر فطری اور غیر انسانی ہیں۔ جب کہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی قانون سزاؤں (Penal Code) سے مستثنیٰ نہیں، وہ ممالک جو کسی مذہب کو نہیں مانتے، دہریت والحادان کا ایمان ہے، وہ بھی اپنے قانون میں سزاؤں کا ایک نظام رکھتے ہیں اور وہ معمولی جرائم پر اس قسم کی سزائیں بھی دیتے ہیں جن کا تصور بھی قرآن و سنت میں نہیں کیا جا سکتا۔

روس میں ہمیشہ سے یہ نظام رہا کہ جو آدمی کمیونزم کے خلاف بات کرتا تھا تو اسے سائبریا کے جنگلات میں پھینک دیا جاتا تھا اور ایسے بہت سے لوگوں کو اُڑا دیا گیا، ان کا جرم یہ تھا کہ جس ڈیم کی تعمیر پر ان کی ڈیوٹی تھی وہ گر گیا۔ اس طرح دنیا کے ہر ملک کے قانون میں سزاؤں کا ایک نظام ہے جو انسان کے اپنے ذہن کی پیداوار ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس نظام میں جرم کم ہوتا ہے سزا زیادہ ہوتی ہے یا سزا کم ہوتی ہے اور جرم بڑا ہوتا ہے لیکن اس نظام کا مقصود بھی اُن کے مطابق فرد اور معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام نے حدود و تعزیرات کا جو نظام دیا ہے اس سے ہی جرائم کی روک تھام ممکن ہو سکتی ہے۔

اللہ ہی نے انسان کی تخلیق کی اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے، یہ بات معروف ہے کہ جو انجینئر جس مشینری کا موجد ہوتا ہے وہ اس کی سب سے بہترین اصلاح کر سکتا ہے، امریکی معاشرے کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ وہاں لوگ زیور تعلیم سے آراستہ ہیں، جو بڑے مہذب اور صاحب اخلاق مانے جاتے ہیں لیکن مختصر وقفے کے لئے بجلی چلے جانے پر یہ تعلیم یافتہ اور مہذب لوگ جو گل کھلاتے ہیں ان کی تفصیلات اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام افسوس یہ ہے کہ ان مہذب لوگوں نے جرائم کی تعریف بدل ڈالی ہے۔ ان کے ہاں زنا صرف وہ ہوتا ہے جو کسی کے ساتھ زبردستی کیا جائے، اگر باہمی رضامندی سے بدکاری کی جائے تو یہ زنا کی تعریف میں نہیں آتی اور مستوجب سزا نہیں۔ بلکہ ایسے مادر پدر آزاد معاشروں میں اگر ماں باپ اپنے بچوں کو منع کرنے کی کوشش کریں تو وہ قابل گردن زدنی قرار پائیں۔

بہر حال یہ بات واضح ہے کہ دنیا کا کوئی قانون سزا کے نظام سے مستثنیٰ نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سزا سے اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ جیسے اہم مقاصد حاصل ہوتے ہیں، اس لئے اسلام نے جو سزائیں مقرر کی ہیں، وہ نہ صرف اصلاح معاشرہ کے لئے کام آتی ہیں بلکہ یہ ایسا نظام ہے جو باعث برکت و رحمت ہے جو لوگوں کی جان، عزت و آبرو کا محافظ بھی ہے اور دنیا میں باعث امن اور آخرت کے لئے فوز و فلاح کا ضامن بھی ہے۔

ابراہیم احمد لکھتے ہیں:

"اسلام نے حدود و تعزیرات کا ایسا نظام دیا جو لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا محافظ ہے۔"

اسلام نے حدود کو اس لئے قانونی صورت دی کہ یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے باعث رحمت ہے، اگر وہ ان حدود کو قائم کیے رکھیں، ان سے آگے نہ بڑھیں، انہیں لازم جانیں اور انہیں پامال نہ کریں تو (اسلامی معاشرے میں) عدل کی حکمرانی ہو، امن وامان کا دور دورہ ہو، اہل اسلام امن و آشتی کے ساتھ رہیں اور یہ بلاشک دنیا میں ترقی اور کمال کا زینہ اور آخرت کے لئے فوز و فلاح کا ضامن ہوگا۔" (تلك حدود الله، ص ٥)

فرق صرف یہ ہے کہ باقی ممالک کی سزائیں خودساختہ اور ان کے اپنے ذہنوں کی پیداوار ہیں جب کہ اسلامی سزاؤں کا نظام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا تشکیل کردہ ہے۔

انسان برائی کا مرتکب کیوں ہوتا ہے؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی برائی کا مرتکب کیوں ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○﴾

(۹۱/ الشمس: ۷، ۸)

''قسم ہے نفس کی اور ان کی جس نے اس کے اعضاء کو برابر کیا، پھر اس کے نفس میں نیکی اور برائی کے جذبات ڈال دیئے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ (۷۶/ الدھر:۳)

''ہم نے انسان کو صراط مستقیم کی ہدایت دی، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ شکر گزار بن جائے یا ناشکرا۔''

رسول اکرم ﷺ کی حدیث ہے:

((کل بنی آدم خطاء ون وخیر الخطائین التوابون))

(ترمذی، ابن ماجہ)

''تمام بنی نوع انسان خطا کار ہیں اور سب سے بہتر خطا کار وہ ہیں جو اللہ کے دروازے پر لوٹ جاتے ہیں (توبہ کر لیتے ہیں)۔''

انگریزی کا مقولہ ہے: "To error is human" ''انسان خطا کا پتلا ہے۔''

اِن آیات اور حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی فطرت میں برائی کا مادہ موجود ہے۔ یہ حقیقت قرآن مجید میں یوں بیان ہوئی ہے:

﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ﴾

(۱۲/ یوسف:۵۳)

''میں اپنے آپ کو برائی سے بری الذمہ قرار نہیں دیتا کیونکہ نفس انسان کو برائی پر بہت زیادہ اکسانے والا ہے مگر ہاں جس پر میرا پروردگار رحم کرے۔''

شیطان نے ابتدائے آفرینش میں اللہ سے یہ کہا تھا:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○﴾ (۷/ الاعراف:۱۶، ۱۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’(شیطان نے) کہا کیونکہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے تو میں بھی تیرے سیدھے راستے پر (ان سب انسانوں کو) گمراہ کرنے کے لئے جم کر بیٹھوں گا، پھر میں ان کے آگے سے ان کے پیچھے سے اُن کے دائیں، اُن کے بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا اور انہیں گمراہ کروں گا اور تو ان میں سے اکثر شکر گزار نہیں پائے گا۔‘‘

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِي لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (۱۵/ الحجر: ۳۹)

’’(شیطان نے) کہا میرے پروردگار جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں لوگوں کے لئے زمین میں گناہ کو آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو گمراہ کروں گا۔‘‘

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝﴾ (۳۸/ ص: ۸۲، ۸۳)

’’(شیطان نے) کہا مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب (انسانوں) کو گمراہ کروں گا، سوائے اُن کے جو تیرے خالص بندے ہیں۔‘‘

آدم اور حوا علیہما السلام کو بہکانے والا شیطان تھا۔ ارشاد ہے:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ﴾ (۷/ الاعراف: ۲۰) ﴿وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ﴾ (۷/ الاعراف: ۲۱) ﴿فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ﴾ (۷/ الاعراف: ۲۲) ﴿فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ﴾ (۲/ البقرۃ: ۳۶)

’’شیطان نے آدم اور حوا کے جی میں وسوسہ ڈالا ...... اور (شیطان نے) ان دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں ...... غرض (اس نے) انہیں دھوکہ دے کر (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا ...... پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (جنت) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔‘‘

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا انسان کو برائی پر اکسانے والے یہی دو عوامل ہیں، عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ انسان برائی کرنے کے بعد شیطان کو کوستا ہے، لیکن اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡكُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ﴾ (۳۶/ یٰسٓ:۶۰)

''اے آدم کی اولاد ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

﴿اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا﴾ (۳۵/ فاطر:۶)

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن جانو۔''

لیکن انسان کا نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو شیطان کی زبان سے یوں بیان کیا:

ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعلِ بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ابلیس کو اس کے نفس نے گمراہ کیا۔ قرآن مجید میں ہے جب اللہ نے اس سے پوچھا کہ تو نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا تو اس نے کہا:

﴿اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ﴾

(۷/ الاعراف:۱۲)

''میں انسان سے افضل ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔''

دوسری جگہ ہے:

﴿اَبٰی وَ اسۡتَكۡبَرَ وَ كَانَ مِنَ الۡكٰفِرِیۡنَ﴾ (۲/ البقرۃ:۳۴)

''(شیطان کے نفس کی سرکشی یہ تھی کہ) وہ تکبر میں آ گیا اور اللہ کے حکم کا انکار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔“

جس پر اللہ نے فرمایا:

﴿قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ﴾ (۷/ الاعراف:۱۳)

”اللہ نے فرمایا: تو جنت سے اتر جا۔ تجھے یہاں تکبر کرنے کی اجازت نہیں تو جنت سے نکل جا، بے شک تو ذلیل ورسوا ہے۔“

پس ثابت ہوا کہ برائی کے دو نمائندے نفس امارہ اور شیطان انسان کو ہر وقت برائی پر اکساتے رہتے ہیں جب تک ایک بھی انسان دنیا میں رہے گا برائی اور گناہ کے امکانات معدوم نہیں ہو سکتے۔

ذیل میں ہم نکتہ وار اسلامی نظامِ عقوبات کے پس پردہ کار فرما تصورات اور نظریات پر بحث کرتے ہیں:

(۱) اصلاح نفس

انسان خطا کا پتلا ہے یہی مفہوم ہے رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث کا کہ ”تمام بنی نوع انسان خطا کار ہیں اور سب سے بہتر خطا کار وہ ہے جو اللہ کے دروازے پر لوٹ آئے“ لہٰذا انسانی سرشت اور فطرت سے برائی کا مادہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ صورت صرف ایک باقی رہ جاتی ہے کہ مجرم کو معاشرے کا باعزت شہری بنا کر زندہ رہنے کے قابل بنایا جائے۔

اسلامی سزاؤں کا نظام مجرم کی اصلاح کرتا ہے لہٰذا اسلام نے جو سزائیں دی ہیں ان کا پہلا بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ اس فرد کی اصلاح کی جائے، چور کا ہاتھ کاٹنا ظلم نہیں بلکہ اصلاح نفس کی ایک صورت ہے، ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ ”اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو، یہ اُن کے افعال کی سزا اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست اور صاحب حکمت ہے“ (۵/ المائدہ:۳۸)۔ رسول اکرم ﷺ نے بنو مخزوم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کا جب ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا تو آپ ﷺ کے پاس سفارش کی گئی تھی کہ آپ ﷺ کوئی جرمانہ، تاوان وغیرہ لگا دیں مگر ہمارے قبیلے کی عورت کا ہاتھ نہ کاٹیں۔ تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ((ایم اللہ لو کانت فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا)) (احمد، نسائی)

پس چور کا ہاتھ کاٹنا کوئی سخت اور انوکھی سزا نہیں اور روس میں چوروں کو قید کی سزا دی جاتی تھی لیکن آخر کار روسیوں پر یہ بات عیاں ہوئی کہ قید کی سزا سے چوری ختم نہیں ہوئی بلکہ جرم دن بدن بڑھ رہا ہے تو انہوں نے چور کو گولی سے اڑانے کی سزا متعین کی:

''بے شک چور کا ہاتھ کاٹنا کوئی سنگدلانہ یا عجیب وغریب سزا نہیں ہے روس آخر کار چوری کی سخت سزا نافذ کرنے پر مجبور ہوا، جب اسے یہ علم ہوا کہ چوری کے لئے قید کی سزا چوری کے جرم کے ارتکاب میں کوئی کمی نہیں کر سکی بلکہ اس سے معاشرے میں انتشار و بے راہ روی کا اضافہ ہوا ہے، لہٰذا روس کو چوری کے لئے گولی سے اڑانے کی سزا مقرر کرنا پڑی۔

(صحیفہ الاھرام المصریہ: 14 اگست 1963ء)۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدود کے اسی فلسفہ وحکمت کے بارے میں بڑی بلیغ بات کی:

بے شک اللہ تعالیٰ نے شرعی سزاؤں کو اپنے بندوں کے لئے باعث رحمت بنایا ہے اور یہ اس کی مخلوق کے لئے اللہ کی طرف سے رحمت و احسان ہیں۔ پس ہر وہ آدمی جو انسانوں کو گناہوں پر سزا دینے کے لئے متعین ہوا سے چاہیے کہ وہ ان مجرموں کے ساتھ رحمت اور احسان کا اسی طرح قصد کرے جس طرح ایک والد اپنے بیٹے کی سزا کے لئے کرتا ہے اور جس طرح ایک ڈاکٹر اپنے مریض کا علاج میں کرتا ہے'' (تلك حدود الله: ٦)

(۲) اصلاح معاشرہ

اسلامی حدود و تعزیرات کا دوسرا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ معاشرے کے اندر امن اور استحکام پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ......ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے ، یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا..... جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد برپا کرتے پھریں اُن کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا اُن کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں، یہ تو دنیا میں اُن کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بہت بڑا عذاب (تیار) ہے (۵/ المائدہ: ۳۲،۳۱)۔ پس معلوم ہوا کہ اسلامی فلاحی مملکت کا تو بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ عوام کے لئے ریاست کو امن کا گہوارہ بنائے اگر مجرم کو سزا نہ دی جائے تو کوئی فلاحی مملکت معرض وجود میں نہیں آ سکتی، معاشرہ جنگل کا معاشرہ ہوگا جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا قانون چلے گا، یہ چیر پھاڑ کر کھا جانے والے درندوں کی بستی ہوگی، فرد کی سزا اور اصلاح کا مقصد معاشرے کی اصلاح وفلاح ہے، قرآن نے اس حقیقت کو یوں بھی بیان کیا:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ (۲/ البقرۃ:۱۷۹)

''اے عقل مندو! قصاص میں ہی تمہاری زندگانی ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: www.KitaboSunnat.com

''زمین پر اگر ایک حد نافذ کر دی جائے تو یہ اہل ارض کے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ انہیں چالیس دن متواتر صبح سویری بارش سے سیراب کیا جائے۔''

بارش بستیوں کے لئے خوشحالی کا پیغام لاتی ہے، چالیس دن اگر متواتر صحرائی زمینوں میں بارش ہو تو اس سے کھیتیاں لہلہا اٹھیں گی، اجناس میں برکت ہوگی، بستی والوں کے لئے خوشحالی و فارغ البالی بڑھے گی، لیکن رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''ایک حد کا نافذ کر دینا گویا اس بستی کے لئے اس سے بڑے امن وسکون، خوشحالی، فارغ البالی کا پیغام ہوگا جو کہ چالیس روز کی بارش بھی مہیا نہیں کر سکتی۔''

اس کی عملی مثال ہم قرون اولیٰ سے پیش نہیں کرتے بلکہ آج کی دنیا میں سعودی عرب کا معاشرہ اس کی بہترین مثال ہے، آج سعودیہ میں جرائم کا تناسب ساری دنیا سے کم کیوں ہے؟ اپنے آپ کو ترقی یافتہ ممالک کہلانے والے، سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تسلیم کروانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کیا یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کے ممالک میں جرائم کا تناسب سعودیہ سے کم ہے؟

سعودی عرب کے رہنے والے آسمانوں سے نہیں اترے اور نہ وہ فرشتے ہیں اگر آج وہاں جرائم کی تعداد کم ہے، معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ ہے، گاڑیاں بغیر لاک کے کھڑی رہتی ہیں، نماز کے اوقات میں دکاندار کھلی دکانیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، ڈاکے اور رہزنی کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہاں قرآن وسنت کے مطابق حدود وتعزیرات کا نظام نافذ ہے اس کی برکتیں معاشرے میں دیکھنے والوں کو نظر آتی ہیں۔

پس یہ ہے وہ تجربہ جس سے ثابت ہوا کہ اسلامی شریعت کا نفاذ ہی معاشرے کی حفاظت کا ضامن ہے، آج انگلینڈ، امریکہ اور مصر جیسے ممالک بھی مجبور ہو گئے ہیں کہ تموین (ذخیرہ اندوزی) اور تسعیر (قیمتوں میں بے جا اضافہ) اور امن عامہ جیسے معاملات پر کوڑوں کی سزا نافذ کریں۔

"یہ بین الاقوامی اعتراف ہے کہ کوڑوں کی سزا ہر دوسری سزا سے زیادہ کارگر ہے اور یہی وہ تنہا سزا جو عوام کو قانون کی اطاعت اور نظام کی حفاظت پر کفایت کرتی ہے اور انسانی خودساختہ سزائیں کوڑوں کی سزا کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ (ص:227)۔

(۳) جرائم میں کمی

اسلامی حدود وتعزیرات کے نفاذ سے جرائم میں ممکنہ حد تک کمی وقوع ہوتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ حدود وتعزیرات کے نفاذ سے معاشرے سے جرم کا وجود ختم ہو جائے گا اس لئے کہ جب تک انسان اس زمین پر موجود ہے جرائم ختم نہیں ہو سکتے، رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: كل بنی آدم خطاء ون" (تمام بنی نوع انسان خطا کار ہیں)۔"

کتنی مقدس سے مقدس فضا کیوں نہ ہو جہاں بھی انسان ہوگا خطائیں ہوں گی، جنت جیسی مقدس فضا میں بھی آدم علیہ السلام سے غلطی ہو گئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے غلطیاں ہوئیں، انہیں سزائیں بھی ملیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان جہاں بھی ہوگا وہاں ایسے معاملات پیش آئیں گے، لیکن نگرانی کے اس نظام کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت کر کے ہم اس کے امکانات کو کم سے کم تر کر سکتے ہیں، اگر چہ ختم نہیں کر سکتے، کسی ملک سے سمگلنگ ختم نہیں ہو سکتی البتہ سرحدوں پر پہرے بٹھا کر سمگلنگ کے امکانات کو کم کیا جا سکتا ہے۔

(۴) سزائیں، فطرت کے مطابق

ہم یہ بات لکھ چکے ہیں کہ اللہ نے انسان کی تخلیق کی اور وہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی اصلاح کیسے اور کتنی سزا سے ہو سکتی ہے، لہذا اسلامی حدود و تعزیرات کا نظام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے، ایک شادی شدہ مرد و عورت کے لئے جب رجم کی سزا متعین ہوئی تو یہ ان کے ساتھ زیادتی نہ تھی بلکہ تجربے اور مشاہدے میں یہی آتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو دیکھتا ہے تو غیرت کے مارے دونوں کو قتل کرنے کے درپے ہوتا ہے اور یہی سزا جب اسلام سناتا ہے تو یہ ظالمانہ نہیں اور نہ صرف یہ کہ فطرت کے عین مطابق ہے بلکہ اپنے اندر بہت سے سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح کی بھی ضامن ہے۔

یہ سزائیں کم وبیش زمانہ جاہلیت میں قبائل میں نافذ کی جاتی تھیں، ان میں سے جو فطرت کے مطابق تھیں، انہیں من وعن نافذ کر دیا گیا اور جو فطرت کے خلاف تھیں، انہیں منسوخ کر دیا گیا۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا اور دیت کا نظام زمانہ جاہلیت میں بھی بعض قبائل میں رائج تھا۔ اسلام نے اِسی کو اختیار کیا۔ ہاتھ کاٹنے کی یہ سزا ایک چور کے لئے نہ تو سخت تھی اور نہ شاذ، بلکہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ روس اور چین جیسے ممالک میں جہاں وجود باری تعالیٰ کا ہی انکار کیا جاتا ہے وہ بھی ان سزاؤں کو نافذ کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ (نوائے وقت، 3 نومبر 1996)

(۵) باعث رحمت و برکت

اسلامی حدود و تعزیرات کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ اس نظام کو نافذ کرنے سے اللہ کی رحمت اور برکت اس سرزمین پر برستی ہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ذکر ہوا ہے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ نے حدود و تعزیرات کو اپنے بندوں کے لئے باعث رحمت بنایا ہے اور یہ کائنات کے لئے رحمت اور بندوں پر اس کا احسان ہے، پس جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی لوگوں کے جرائم پر سزا نافذ کرے اس کو چاہیئے کہ وہ اُن کے ساتھ رحمت اوران پر احسان کا قصد کرے جس طرح ایک والد اپنے بیٹے کو سزا دیتا ہے یا جس طرح ایک ڈاکٹر اپنے مریض کا ہمدردی کے ساتھ علاج کرتا ہے"۔(تلك حدود الله:٦)

اسلامی حدود وتعزیرات کا نظام جہاں اللہ کی طرف سے دنیا والوں کے لئے باعث برکت ورحمت ہے وہاں اہل دنیا کے لئے باہمی محبت واخوت کا ضامن بھی ہے، جتنے جرائم کم ہوں گے اتنا ہی لوگوں کے درمیان شکوے شکایات کم ہوں گی۔ جذبہ انتقام سرد پڑ جائے گا اورعوام الناس میں یگانگت اور محبت کے جذبات پرورش پائیں گے۔تہذیب و ثقافت کا معیار بلند ہوگا اورایک مثالی معاشرہ معرض وجود میں آئے گا۔

(٦) اقتصادی ترقی

معاشرے کا امن وامان دراصل اقتصادی ترقی کا ضامن ہوتا ہے،جن ممالک میں قدم قدم پر ڈاکے پڑتے ہوں، بنک لوٹے جاتے ہوں اور راتوں کو چور لوگوں کی نیندیں حرام کردیں،قتل وغارت گری کا بازار گرم رہے تو وہ ملک اقتصادی موت مرجاتے ہیں۔لہٰذا اسلامی حدود وتعزیرات کے نفاذ سے ہر ملک کی اقتصادی ترقی بھی وابستہ ہے۔ جہاں اقتصادی ترقی ہوگی وہاں لازماً معاشرتی سکون آئے گا۔مجرموں کی حوصلہ شکنی ہوگی،مظلوم کی دادرسی ہوگی اورعوام الناس میں قانون شکنی کی ہمت نہیں رہے گی،معاشرتی دشمنیاں، حسد اور کینہ اس قسم کی روحانی بیماریوں سے معاشرہ محفوظ رہے گا۔غربت وافلاس کے سائے ختم ہوں گے اورخوشحالی اور فارغ البالی کا دوردورہ ہوگا۔

(٧) انصاف کے تقاضے

اسلامی حدود وتعزیرات کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ یہ حدود وتعزیرات انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ......﴾ الخ

(٢/ البقرہ:١٧٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایمان والو! (مقتولوں کے بارے میں) تم پر قصاص (خون کے بدلے خون) فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلے میں آزاد (قتل کیا جائے) اور غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت قتل کی جائے، اگر قاتل کو اس کے مقتول بھائی کے قصاص میں سے کچھ معاف کر دیا جائے (تو مقتول کے وارث کو) اچھے طریقے سے (قرارداد کی پیروی یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا چاہیے اور (قاتل کو خوبی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربانی ہے، جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے، دوسری جگہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ...... ﴾ الخ

(٥/ المائدہ:٤٥)

''اور ہم نے ان لوگوں کے لئے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے، لیکن جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی بے انصاف ہیں۔''

اِن آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کا نظام دیا ہے جسے اگر معاشرے میں نافذ نہیں کیا جائے گا تو انصاف کے تقاضے کسی صورت پورے نہ ہوں گے۔ لہٰذا لازمی اور ضروری ہے کہ مظلوم اور مجبور طبقوں کی دادرسی، حوصلہ افزائی اور ان کو انتقامی جذبوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ان حدود و تعزیرات کا نفاذ کیا جائے۔

(۸) باعث عبرت

اسلامی حدود و تعزیرات کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ سزائیں باعث عبرت ہوتی ہیں، اسی لئے قرآن وسنت میں انہیں سر عام نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۂ نور میں ہے:

﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (٢٤/ النور:٢)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور اس (جرم زنا) کی سزا کا مشاہدہ مومنین کی ایک جماعت کرے۔"

رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں جتنی بھی سزائیں دی گئیں وہ سب سرِ عام مسجد نبوی کے سامنے دی گئیں۔سیدنا ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کے سامنے رجم کیا گیا۔غامدیہ رضی اللہ عنہا کو مسجد نبوی کے سامنے رجم کیا گیا۔مخزومیہ کا ہاتھ مسجد نبوی کے سامنے کاٹا گیا،اس پر کسی نے چوں و چرا نہ کی لیکن حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ آج ہمارے نام نہاد دانشور اور بعض جدید تعلیم یافتہ اور مغرب زدہ لوگ یہ کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے کہ "سر عام سزا دینا انسان کی توہین ہے" تو کیا نعوذ باللہ من ذلک ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسان نہ تھے؟ وہ تو شرف انسانی کے ایسے مقام مرتبہ پر فائز تھے کہ آج کا بڑے سے بڑا ولی اللہ ان کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔دراصل اعتراض کرنے والے حضرات کو سر عام سزا دینے میں جو مقام عبرت ہے اس کی حکمت سمجھ نہیں آتی۔

ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر آج ہماری حکومت اسلامی حدود وتعزیرات کو نافذ نہ بھی کرے مگر انگریز کے قانون کے مطابق جو پھانسی کی سزائیں جیلوں میں چھپ کر دی جاتی ہیں انہیں اگر آج سرِ عام نافذ کرنا شروع کر دیں تو یقیناً معاشرے سے جرائم کی تعداد میں کمی ہوگی ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں لاہور کے پپو کیس میں تین مجرموں کو جیل روڈ پر سرِ عام پھانسی دی گئی تھی لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا، پھانسی کا منظر دیکھنے کے بعد لوگ توبہ توبہ کرتے اور کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھروں کو رخصت ہو رہے تھے۔اس دن کے بعد پاکستان کے چھ مہینوں کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں ان میں آپ کو نمایاں کمی دکھائی دے گی لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب اسلام اپنی صحیح صورت میں نافذ ہونے والا ہے لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ اسلام کا نفاذ نہیں ہوا تو معاشرے میں جرائم پھر سے پہلے کی طرح شروع ہو گئے۔

سعودی عرب میں قرآن و سنت کے احکام کے عین مطابق آج بھی سزائیں بیت اللہ کے سامنے، مسجد نبوی کے سامنے اور ہر شہر میں جامع مسجد کے سامنے نافذ کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے لوگ عبرت حاصل کرتے ہیں مجرموں کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ انسانی فطرت میں بعض اوقات جرم پل اور بڑھ رہا ہوتا ہے لیکن انسان نے اس پر عمل نہیں کیا ہوتا۔ سزا کے مشاہدے سے ایسے مجرم ضمیر خود بخود اپنی اصلاح کرتے ہیں اور جرم سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتے ہیں۔

(۹) آخرت کے عذاب سے چھٹکارا

اسلامی حدود و تعزیرات کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ جس آدمی کو اس جہاں میں اسلامی شریعت کے مطابق سزا مل جائے تو آخرت میں اللہ کی طرف سے اسے کوئی سزا نہیں دی جاتی گویا وہ آدمی پاک وصاف ہو کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ جب سیدہ غامدیہ رضی اللہ عنہا کو رجم کیا گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھانے کی تیاری کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی "اتصل علی الزانیة (کیا آپ زانیہ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے؟) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عمر رضی اللہ عنہ تم نہیں جانتے "لقد تابت توبة لو قسمت علی هذه القرية لكفتها" (اس عورت نے اتنی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ کو اس بستی (مدینہ) کے سب گناہ گاروں پر تقسیم کر دیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو جائے)۔"

اس سے ثابت ہوا کہ غامدیہ رضی اللہ عنہا سزا ملنے کے بعد گناہوں سے پاک وصاف ہو گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((التائب من الذنب كمن لا ذنب له))

"(گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ارتکاب گناہ کی کوئی ایک شہادت موجود نہ تھی پھر بھی یہ خود آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کرتے تھے؟ دراصل ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ علم تھا کہ اگر انہیں دنیا میں سزا نہ ملی تو آخرت کی سزا بہت سخت ہوگی۔ منافقین نے جب غزوۂ تبوک پر اس بہانے نکلنے سے انکار کیا کہ گرمی بہت شدید ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وارننگ دی:

﴿قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ﴾ (۹/ التوبة:۸۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے رسول اکرم ﷺ) آپ کہہ دیجئے جہنم کی آگ (عرب کی چلچلاتی دھوپ سے) بہت زیادہ سخت ہے۔ اے کاش وہ اس حقیقت کو سمجھ لیتے۔"

یہ تھا وہ خوف جس کی بنا پر یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود اپنے جرم کا اقرار واعتراف کرتے، اپنے گناہوں پر نادم ہوتے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: التوبة الندم۔"

کہ "توبہ کی حقیقت اپنے گناہوں پر سچے دل سے نادم ہونا ہے۔"

تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سچی توبہ کی اور اپنے جرم کے اقرار واعتراف سے دنیاوی سزا کو قبول کرلیا اور آخرت کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کرلیا۔

ضمناً ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی کا جرم قانون سے پوشیدہ رہتا ہے تو اس کی سزا کا معاملہ کیا ہوگا؟ اس سلسلے میں قرآن وسنت ہماری رہنمائی کرتے ہیں اگر ایسا آدمی بغیر توبہ کے دنیا سے چلا جائے تو اسے اپنے ہر جرم کی سزا آخرت میں ملے گی لیکن اس نے پکی اور سچی توبہ کی ہو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر اللہ اس کو معاف کردیں تو اس کو آخرت میں کوئی سزا نہ ملے گی۔

ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی حدود وتعزیرات کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"کسی محبت کے مارے عاشق کو اگر اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنے محبوب کو دیکھتا رہے اور گفتگو کرتا رہے تو اس سے اس کے مرض کو افاقہ نہیں ہوگا بلکہ اس کا مرض بڑھے گا لہٰذا وہ فرماتے ہیں: اسلامی حدود و تعزیرات کڑوی دوائی کی مانند ہے جو ایسے اخلاقی مریضوں کا علاج کرتی ہیں۔"

"اور مریض جب وہ چیز مانگے جو اسے ضرر پہنچائے یا کڑوی دوا کھانے سے واویلا کرے تو اگر ہم اس پر نرمی کرتے ہوئے اس کو دوائی نہ پلائیں تو ہم اس کی تکلیف کے بڑھانے اور اس کی ہلاکت کا سبب بنیں گے اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہی حالت ایک گناہگار اور عاشق کی ہے کہ وہ مریض ہوتا ہے اس کے ساتھ نرمی اور رحمت یہ نہیں ہے کہ ہم اس کو ہر وہ چیز مہیا کریں جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وہ خواہش کرے اور اس طرح اس کی مدد کریں اور نہ یہ کہ اسے ان عبادات کے ترک کرنے کی طرف مائل کریں جو اسے فائدہ دے کر اس کے مرض کو زائل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة النور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِیْهَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝۱
اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا
تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۲ اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا
زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ
ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ۝۳ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا
بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً
اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ۝۴ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝۵ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ
یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ
بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ
مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۝۷ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ
اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۙ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ
الصّٰدِقِیْنَ۝۹ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ
حَكِیْمٌ۝۱۰ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا
لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ
وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۝۱۱ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ۝۱۲ لَوْلَا
جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ
اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۝۱۳ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٤ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ
بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ
هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝١٥ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ
نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝١٦ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا
لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١٧ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ۝١٨ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝١٩
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٠ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ
يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝٢١ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ
يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ وَلْيَعْفُوْا
وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٢٢
اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٢٣ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ
وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٢٤ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ
الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝٢٥ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ
اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٢٦ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا
عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝٢٧ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا
فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا
يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ
اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي
الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ
وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا
الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا
يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ
الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ
وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ
اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ
اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ
مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ
تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ
لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۽
يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ
اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ
مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ
حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ
بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ
نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

سورۃ النور کا ترجمہ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

"یہ (ایک) سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور اُس (کے) احکام کو فرض کر دیا اور اس میں واضح المطالب آیتیں نازل کیں تاکہ تم یاد رکھو (۱)۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو دُرّے مارو اور اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کی شریعت (کے حکم) میں تمہیں اُن پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو (۲)۔ بدکار مرد تو بدکار یا مشرک عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے (۳)۔ اور جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا عیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگائیں اور اُس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن (میں سے ہر ایک) کو اسّی دُرّے مارو اور کبھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں (۴)۔ ہاں جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور (اپنی حالت) سنوار لیں تو اللہ (بھی) بخشنے والا مہربان ہے (۵)۔ اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں، اور خود اُن کے سوا اُن کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ بے شک وہ سچا ہے (۶)۔ اور پانچویں (بار) یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت (۷)۔ اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ بے شک یہ جھوٹا ہے (۸) اور پانچویں (دفعہ) یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب (نازل ہو) (۹) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی (تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتیں مگر وہ صاحب کرم عمیم ہے) اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا اور حکیم ہے (۱۰)۔ جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے۔ اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اُس کے لئے اُتنا وبال ہے۔ اور جس نے اُن میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا (۱۱)۔ جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا اور (کیوں نہ) کہا کہ یہ صریح طوفان ہے (۱۲)۔ یہ (افترا پرداز) اپنی بات (کی تصدیق) کے (لئے) چار گواہ کیوں نہ لائے۔ تو جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو اللہ کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں (۱۳)۔ اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس شغل میں تم منہمک تھے اُس کی وجہ سے تم پر بڑا (سخت) عذاب نازل ہوتا (۱۴)۔ جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اُسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے۔ اور اللہ کے نزدیک وہ بڑی (بھاری) بات تھی (۱۵)۔ اور جب تم نے اُسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردگار) تو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے (۱۶)۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسا (کام) نہ کرنا (۱۷)۔ اور اللہ تمہارے (سمجھانے کے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے(۱۸)۔
جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت بدکاری کی خبر)
پھیلے اُن کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے
(۱۹)۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے)
اور یہ کہ اللہ نہایت مہربان اور رحیم ہے(۲۰)۔ مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا اور جو
شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور بُرے کام ہی
بتائے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں پاک نہ ہو سکتا
مگر اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے(۲۱)۔
اور جو لوگ تم میں صاحبِ فضل (اور) صاحبِ وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ
رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ پات نہیں دیں گے۔ اُن کو
چاہیئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے؟ اور اللہ تو
بخشنے والا مہربان ہے(۲۲)۔ جو لوگ پرہیز گار اور بُرے کاموں سے بے خبر اور ایماندار
عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور
اُن کو سخت عذاب ہوگا(۲۳)۔ (یعنی قیامت کے روز) جس دن اُن کی زبانیں اور ہاتھ اور
پاؤں سب اُن کے کاموں کی گواہی دیں گے(۲۴)۔ اُس دن اللہ اُن کو (اُن کے اعمال کا)
پورا پورا اور ٹھیک بدلا دے گا اور اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ برحق (اور حق کو) ظاہر کرنے
والا ہے(۲۵)۔ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں
کے لئے۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔
یہ (پاک لوگ) ان (بدگویوں) کی باتوں سے بَری ہیں (اور) اُن کے لئے بخشش اور نیک
روزی ہے(۲۶)۔ مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر
والوں سے اجازت لئے اور اُن کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے
اور ہم یہ نصیحت اس لئے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو(۲۷)۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ
پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دے دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر (یہ) کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے (۲۸)۔ (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی نہ بستا ہو اور اس میں تمہارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے (۲۹)۔ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ اُن کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں اللہ اُن سے خبردار ہے (۳۰)۔ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اُس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز اُن خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت اور سنگار کے مقاماتِ کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور اپنے پاؤں (ایسے طور پر زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) اُن کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ (۳۱)۔ اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ (اُن کو اپنے فضل سے خوشحال کرے گا۔ اور اللہ (بہت) وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے (۳۲)۔ اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کئے رہیں یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم اُن میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو اُن سے مکاتبت کر لو اور اللہ نے جو مال تم کو بخشا ہے اُس میں سے اُن کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کرنا اور جو اُن کو مجبور کرے گا تو اُن (بیچاریوں) کے مجبور کئے جانے کے بعد اللہ بخشنے والا مہربان ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۳)۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُن کی خبریں اور پرہیز گاروں کے لئے نصیحت (۳۴) خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور خدا (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے (۳۵) (وہ قندیل) اُن گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں اور وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) اُن میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں (۳۶) (یعنی) ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں (۳۷) تاکہ خدا اُن کو اُن کے عملوں کا بہت اچھا بدلا دے۔ اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے (۳۸) اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اُسے کچھ بھی نہ پائے۔ اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اُسے اُس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے (۳۹) یا (اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چڑھی چلی آتی ہو اور اُس کے اُوپر اور لہر (آ رہی ہو اور) اُس کے اُوپر بادل ہو غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں۔ ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔ اور جس کو خدا روشنی نہ دے اُس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی) (۴۰)۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین کا تعارف

وجہ تسمیہ: سورۂ نور میں فرمایا:﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

ترجمہ: ”اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔“

یہ سورۃ غزوہ بنی مصطلق کے بعد (6ھ) میں نازل ہوئی۔

مضامین کا خلاصہ: سورۃ کی ابتداء میں فرمایا: سورۃ انزلنها وفرضنها ، یہ ایک سورۃ جس کو ہم نے نازل کیا اور اس کے احکامات کو فرض کیا ہے“ لہٰذا ان احکامات کو ماننا اور عمل کرنا ہر مومن کے لئے لازم ہے کہ زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے احکام: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا زانی اور زانیہ کی سزا، سو سو دُرّے مارو اور اگر شادی شدہ ہے تو رجم کرو۔ رجم کا حکم آپ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً اور بدکار مردوں اور عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ مُناکحت سے اہل ایمان کو روک دیا گیا۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے والوں کی سزا (80 کوڑے)۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ اپنی بیویوں پر تہمت لگانے والوں کا حکم، جن کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہ ہو۔ ”لعان“۔

اس سُورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس جھوٹی تہمت سے براءت وطہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپ ﷺ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

”اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ“ سے لے کر ”وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“ تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنے والوں کے لئے وعید ہے۔ یہ کہ ان منافقین کے لئے تنبیہ ہے جنھوں نے یہ تہمت لگائی تھی۔ عبداللہ بن اُبی نے یہ شوشہ چھوڑ کر بیک وقت کئی شکار کرنے کی کوشش کی۔ ایک طرف اس نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت پر حملہ کیا۔ دوسری طرف اس نے اسلامی تحریک کے بلندترین اخلاقی وقار کو گرانے کی کوشش کی۔ تیسری طرف اس نے یہ ایک ایسی چنگاری پھینکی تھی کہ اگر اسلام اپنے پیروؤں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کایا نہ پلٹ چکا ہوتا تو مہاجرین اور انصار، اور خود انصار کے بھی دونوں قبیلے آپس میں لڑ مرتے۔(تفہیم ج ۳ ص ۳۱۴)

اِنَّ اللہ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ ان تشیع الفاحشۃ یہ پہلے گروہ کے لئے دردناک عذاب کی خبر ہے۔ پھر جب واقعہ افک سے مدینے کے معاشرے میں ایک ہلچل برپا ہوئی تو یہ سورۃ نور اخلاق، معاشرت اور قانون کے ایسے احکام و ہدایات کے ساتھ نازل فرمائی گئی جن کا مقصد یہ تھا کہ اوّل تو مسلم معاشرے کو برائیوں کی پیداوار اور ان کے پھیلاؤ سے محفوظ رکھا جائے اور اگر وہ پیدا ہو ہی جائیں تو پھر ان کا پورا پورا تدارک کیا جائے۔ "و لا یأتل اولوا الفضل" جو سادہ لوح مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسنِ سلوک جاری رکھنے کی ترغیب "ان الذین یرمون - تا - ھو الحق المبین" پہلے گروہ کے لئے تخویف اخروی کے بعد الخبیثت للخبیثین میں برے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اِس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے کچھ اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا" جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت داخل ہونا۔ "لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ" البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ عوامی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں، دکانیں اور طعام خانے وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ "وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ" ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تا کہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں۔

۳۔ "وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ" اس میں ایمان والی عورتوں کو ہدایات دی گئی ہیں، اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

۴۔ چوتھا قانون "وانکحوا الایامی منکم" بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کو نکاح سے مت روکو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ "وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ" تمہارے جو غلام اور باندیاں آزادی کا معاہدہ کرنا چاہیں اگر تم اس میں بہتر سمجھو تو اُن سے مکاتب کرو۔

۶۔ وَلَا تکرھوا فتیتکم علی البغآء - اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

زنا: (آیت ۲) زنا کی سزا سے متعلق پہلا حکم سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۵ اور ۱۶ میں نازل ہوا تھا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے "تم میں سے جو عورتیں بدکاری کی مرتکب ہوں، ان پر چار مردوں کی گواہی لاؤ، پھر اگر وہ چاروں گواہی دے دیں تو تم ایسی عورتوں کو گھروں میں بند رکھو تا آنکہ وہ مر جائیں یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے دوسری راہ مقرر کر دے اور پھر جو دو مرد تم میں سے اسی جرم کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو ایذا دو (۴:۱۵، ۱۶)

اِن آیات سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے ابتدائی سزا ان کو ایذا پہنچانا تھا جس میں لعنت ملامت اور مار پیٹ سب کچھ شامل ہے۔ البتہ عورتوں کے لئے یہ اضافی سزا تھی کہ تا زیست انہیں گھر میں نظر بند رکھا جائے۔

۲۔ ایسی سزا کا حکم عارضی اور تا حکم ثانی ہے۔

۳۔ یہ سزا حکومت سے نہیں بلکہ معاشرہ سے تعلق رکھتی تھی۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳۲ میں فرمایا:

"اور زنا کے بھی پاس نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بُرا راستہ ہے"

یعنی حکم کے مخاطب افراد اور معاشرہ بحیثیت مجموعی شامل ہیں۔ افراد زنا سے بچنے کے علاوہ محرکاتِ زنا سے بھی دور رہیں اور معاشرہ اس کا سدِ باب کرے۔

۶ ہجری میں واقعہ افک پیش آیا جس کے نتیجہ میں ۶ ھ کے آخر میں سورۃ نور میں یہ سزا مقرر کی گئی اور اس کو فوجداری جرم قرار دیا گیا۔ اِس آیت میں زنا کی جو سزا مقرر کی گئی ہے صرف کنوارے زانی کے لئے ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کی دلیل اس سے اگلی آیت ہے جو یوں ہے: "زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ یا مشرکہ عورت کے ساتھ اور زانیہ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک مرد کے ساتھ اور مومنوں پر یہ چیز حرام کر دی گئی ہے" (۲۴:۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت رجم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آخری ایام میں مسجد نبوی میں جمعہ کے دن مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع کے سامنے خطبہ کے دوران فرمایا:

''اس کتاب اللہ میں رجم کی بھی آیت موجود تھی جسے ہم نے پڑھا، یاد کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی رجم ہوا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ مجھ ڈر ہے کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم رجم کے حکم کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کے اس فریضہ کو جسے اللہ نے اپنی کتاب میں اتارا چھوڑ کر مر جائیں۔ کتاب اللہ میں رجم کا حکم برحق ہے اس پر جو زنا کرے اور شادی شدہ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ جبکہ اس کے زنا پر کوئی شرعی ثبوت یا حمل موجود ہو''

(بخاری، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے (شرع کی باتیں) سیکھ لو۔ اللہ نے (زانی) عورتوں کے لئے ایک راہ نکالی۔ جب کنوارا مرد، کنواری عورت سے زنا کرے۔ تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شوہر دیدہ عورت، زن دیدہ مرد سے زنا کرے تو سو کوڑے اور رجم ہے۔

(مسلم، کتاب الحدود، باب حدالزنا)

ماعز بن مالک اسلمی کے رجم کا واقعہ بخاری میں کئی ابواب کے تحت مذکور ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے۔ اس نے آپ کو آواز دی اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ یہی الفاظ کہے۔ جب آپ نے چار مرتبہ اپنے خلاف گواہی دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس بلا کر پوچھا: کیا تو مجنون تو نہیں؟ وہ کہنے لگا۔ ''نہیں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری شادی ہو چکی ہے؟ اس نے کہا ''جی ہاں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف لفظوں میں پوچھا: اس نے کہا ''جی ہاں'' تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور رجم کرو۔ پھر ہم لوگوں نے اس کو عیدگاہ میں لے جا کر رجم کیا۔ جب اسے پتھر پڑے تو بھاگ کھڑا ہوا۔ ہم نے اسے مدینہ کے پتھریلے میدان میں جا پکڑا اور اسے رجم کر ڈالا۔ بعد میں اس واقعہ کی اطلاع آپ کو دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ بھاگ کھڑا ہوا تھا تو تم نے اسے چھوڑ دیا ہوتا۔"

(بخاری، کتاب المحاربین، باب رجم المحصن)

عسیف یا مزدور لڑکے کے مقدمہ کی پیشی کے وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود وہاں موجود تھے اور فرماتے ہیں کہ کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری، کتاب المحاربین، باب اعتراف الزنا) اور اس واقعہ میں اس مزدور کی مالکہ کو رجم کیا گیا۔

یہودی اور یہودن کے رجم کے وقت سیدنا عبداللہ بن ابی الحارث وہاں موجود تھے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ان دونوں کو رجم کیا جب کہ آپ اپنے دادا کے ساتھ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔

(فتح الباری، باب احکام اھل الذمة ج ۱۲ ص ۱٤٤)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ غامدیہ کی ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے زنا کی ہے۔ مجھے پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کا بچہ ایک مسلمان کے حوالے کیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کے سینے تک گڑھا کھودا جائے اور لوگوں کو اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

(مسلم، کتاب الحدود، تیسیر القرآن ج ۳)

قذف: (آیات ۴،۵) کسی پر تہمت لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ یہاں مُحصن کا لفظ صرف پاکباز یا بے قصور کے معنوں میں آیا ہے۔ خواہ وہ عورت کنواری ہو یا شادی شدہ ہو۔ حتیٰ کہ بعض علماء کے نزدیک پاکباز لونڈی پر تہمت زنا لگانا بھی اِس میں شامل ہے اور یہ حکم صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے کہ وہ پاکباز مردوں پر ایسی تہمت نہ لگائیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس گناہ کو ان سات بڑے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے جو انسان کو ہلاک کر دینے والے ہیں۔

(بخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ عزوجل اِنَّ "الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الایۃ") (ج: ٤ ص: ١٢)

"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ" یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے بُرے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کرسکیں تو انہیں حدِ قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسّی (٨٠) دُرّے مارے جائیں "وَلَا تَقْبَلُوْا لهم" اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے "اولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْن" یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے، اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کی اور اپنے کیے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائے گا۔ نیز اس سے اسلامی نظام زندگی کے ایک وسیع باب کی بنیاد بنی۔ مثلاً پردے کے احکامات جاری کیئے۔ فواحش کی اشاعت کو سختی کے ساتھ روک دیا گیا، شراب، موسیقی، رقص وسرود اور تصاویر پر بندشیں لگائی گئیں جن سے زنا کے معاشرتی اسباب کی جڑ کٹ گئی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم، پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی (روح المعانی ج ٨ص ١١٦) والذین یرمون ازواجھم یہ چوتھا حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا۔

لعان: (آیات ٦ تا ١٠)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بیوی (خولہ بنت عاصم) شریک بن سحماء سے متہم کیا۔ آپ ﷺ نے ہلال سے فرمایا: (چار) گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف پڑے گی" ہلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی سے بدکاری کرتے دیکھے تو کیا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہ ڈھونڈتا پھرے؟" (یہ تو بہت مشکل ہے) لیکن آپ ﷺ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ حد پڑے گی" ہلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے، میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور میرے متعلق کوئی ایسا حکم نازل کریں گے جس سے میری پشت کو سزا سے بچالیں گے" اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام اترے اور ﴿والذین یرمون...... سے لے کر من الصادقین﴾ تک آیت نازل ہوئیں۔ بعدازاں آپ نے ہلال کی بیوی کو بلا بھیجا۔ (پہلے) ہلال نے لعان کی گواہیاں دیں۔ جب کہ آپ ﷺ ساتھ ساتھ فرما رہے تھے: "دیکھو تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے اور جو جھوٹا ہے وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں؟" ہلال کے بعد اس کی بیوی کھڑی ہوئی اس نے چار گواہیاں دے دیں جب پانچویں کا وقت آیا تو لوگوں نے اسے ٹھہرایا (اور سمجھایا) کہ "یہ پانچویں گواہی تمہیں عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "یہ سن کر وہ عورت ذرا جھجکی اور رُکی اور ہم سمجھے کہ وہ اقرار کرلے گی مگر وہ کہنے لگی کہ میں اپنی قوم کو تمام عمر کے لئے رسوا نہیں کر سکتی، پھر پانچویں گواہی بھی دے دی" آپ ﷺ نے فرمایا: "دیکھتے رہو، اگر اس عورت کا بچہ کالی آنکھوں، موٹے سر اور موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سحماء کا بچہ ہوگا۔ چنانچہ اس عورت کے ہاں اسی صورت کا بچہ پیدا ہوا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کا حکم (لعان) نازل نہ ہوا ہوتا تو میں اس عورت کو ٹھیک سزا دیتا۔

(بخاری، کتاب التفسیر، ج ٦، ص ١٢٤،٢٦)

اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حدِ قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں بار اپنے اوپر بدعا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے "فشهادة احدهم" یہ تہمت لگانے والے کے لئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت میں سچا ہے۔ والخامسة اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت۔ اگر خاوند اس طرح لعان کرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس پر حدِ قذف نہیں ہوگی۔ "ویدرأ عنھا" اور "العذاب" سے حدِ زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی طریقِ ذیل لعان کرے تو اس سے حدِ زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر اس کا خاوند اپنے دعویٰ میں سچا ہو تو اس (یعنی بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خاوند بیوی دونوں بطریق بالا لعان کرلیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائیں گے اور قاضی کی تفریق سے ان کو طلاق بائن ہو جائے گی۔

تہمت کے ثبوت کے لئے چار شہادتیں

زنا کی شہادت سے مراد تو ایسی شہادت ہے جس میں وضاحت کے ساتھ فعل زنا کی شہادت ہو اور تہمت زنا کی شہادت سے مراد ایسے قرائن کی شہادت ہے جیسے کوئی یہ گواہی دے کہ میں نے فلاں اجنبی مرد اور عورت کو خلوت میں دیکھا ہے۔ یا فحش حرکات کرتے دیکھا ہے یا کوئی کسی کو ولد الزنا یا ولد الحرام کہے۔ ایسے مدعی کے لئے چار شہادتوں کا پیش کرنا ضروری ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی چار شہادتیں میسر آنا نہایت ہی مشکل ہے۔ لہٰذا شہادتوں کے اِس سخت نصاب اور سخت سزا سے اصل مقصود یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی برائی دیکھ بھی لے تو اس کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ پردہ پوشی کرے اور مطلقاً اس کی تشہیر نہ کرے۔ یا پھر چار شہادتیں مہیا کر کے حاکم/قاضی کو مطلع کرے تاکہ عدالت ملزموں کا جرم ثابت ہو جانے پر انہیں سزا دے کر اس گندگی کا سدِ باب کرے۔

احادیث سے ماخوذ لعان سے متعلق احکام

۱۔ اگر کوئی شخص کسی غیر عورت پر تہمت لگائے تو اس کا فیصلہ شہادتوں کی بنا پر ہوگا۔ اور اگر اپنی ہی بیوی پر الزام لگائے تو اس کا فیصلہ لعان کی صورت میں ہوگا جیسے ان آیات میں مذکور ہے۔

۲۔ قسم کھانے کے دوران قاضی فریقین کو اللہ سے ڈرا کر صحیح بات کہنے کی تلقین کرتا رہے اور اگر فریق اپنے دعویٰ سے رک جائے تو اس پر حدِ قذف لگے گی اور مرد کے قسمیں کھانے کے بعد عورت رک جائے پھر مزید قسم نہ کھائے تو ظاہر ہے کہ اس نے اپنے زنا کے جرم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کرلیا، اس صورت میں اسے رجم کیا جائے گا اور آیت نمبر ۸ میں لفظ عذاب سے یہی سزا مراد ہے۔

۳۔ لعان، تفریق زوجین کی سب سے سخت قسم ہے۔ جس کے بعد فریقین میں کبھی دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

۴۔ لعان کے بعد مرد طلاق دے یا نہ دے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیشہ کے لئے جدائی ازخود واقع ہوجاتی ہے۔

۵۔ لعان کے بعد مرد عورت سے حق مہر یا دیگر اخراجات کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

۶۔ لعان کے بعد عدت کے دوران عورت کا نان ونفقہ یا سکنیٰ (رہائش) مرد کے ذمہ نہ ہوگا۔

۷۔ پیدا ہونے والا بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا۔ اسے متہم زانی کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ بچہ ماں کا وارث ہوگا اور ماں بچے کی وارث ہوگی۔ اور وضع حمل کے بعد اگر عورت مجرم ثابت ہوجائے تو بھی اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔

لعان بہت سے پیچیدہ مسائل کا حل ہے

یعنی اگر اللہ تعالیٰ لعان کا حکم نازل نہ فرماتے تو تم پر کئی قسم کی مشکلات پڑسکتی تھیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص خود اپنی بیوی کو بدکاری میں مبتلا دیکھ لے تو کیا کرے؟ گواہ ڈھونڈنے جائے تو گواہوں کے آنے تک معاملہ ختم ہوجاتا ہے اور اگر گواہوں کے بغیر بات کرے تو اس پر حدِ قذف پڑتی ہے۔ اگر خاموش ہورہے تو خاموشی دوسروں کے حق میں تو اختیار کی جاسکتی ہے مگر اپنی بیوی کے حق میں یہ کڑوا گھونٹ کیسے پی سکتا ہے؟ اگر بیوی کو غصہ میں آ کر قتل کردے تو خود قصاص میں مارا جاتا ہے اور اگر طلاق دے دے تو اس میں اس کا اپنا نقصان بھی ہے اور بیوی کو یا اس کے آشنا کو کوئی بدنی یا اخلاقی سزا بھی نہیں ملتی۔ بلکہ یہ طلاق شاید ان دونوں زانی اور زانیہ کے حق میں خوشی کا باعث ثابت ہو۔ اور اگر بالفرض محال کڑوا گھونٹ پی کر صبر کرہی جاتا ہے تو ایک ناجائز بچے کی پرورش کا بار اس کے گلے میں آپڑتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو بعد میں اس کا وارث بھی ہوگا۔ یہ اور ایسی ہی اور کئی مشکلات تھیں جن کا تمہارے پاس کوئی حل نہ تھا۔ اللہ نے لعان کا حکم نازل فرما کر ان تمام پیچیدگیوں کو حل کر دیا۔ پھر لعان کے اس قانون میں فریقین کو یکساں سطح پر رکھا گیا ہے۔ اس لئے یہ حقیقت ہے کہ قسمیں کھانے کے باوجود ان دونوں میں سے ایک نہ ایک ضرور سچا اور دوسرا جھوٹا ہے۔ اور یہی باتیں اللہ تعالیٰ کے حکیم ہونے کی زبردست دلیل ہیں۔ (تیسیر القرآن، ج ۳)

واقعہ افک (آیات ۱۱ تا ۲۶)

آیت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ﴾ سے لے کر دس آیتیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس تہمت سے براءت ظاہر فرمائی ہے جو منافقوں نے ان کی نسبت تراشی تھی۔ اور جس کو زیادہ تر عبداللہ بن ابن سلول رئیس المنافقین نے مشہور کیا تھا اور جس کا تذکرہ مسلمانوں میں بھی ہوا۔ اس کی تفصیل جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے اور خود حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں یہ ہے کہ جناب رسالت مآب کی عادت یہ تھی کہ جب آپ ﷺ کسی سفر کو تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے۔ جس بیوی کے نام کا قرعہ نکلتا، اُس کو آپ ﷺ اپنے ہمراہ لے جاتے ایک غزوے میں میرے نام کا قرعہ نکلا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ گئی۔ اور یہ سفر پردے کے حکم کے نازل ہونے کے بعد تھا۔ میں اونٹ پر سواری کرتی اور ہودج یعنی کجاوے میں بیٹھتی تھی۔ جب آپ ﷺ غزوے سے فارغ ہو چکے اور لوٹتے ہوئے مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات کوچ کا اعلان کیا گیا میں اس وقت قضائے حاجت چلی گئی۔ یہاں تک کہ لشکر کے آگے بڑھ گئی۔ جب میں واپس آئی تو دیکھا کہ میرا ہار کہیں رستے میں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ میں ہار کی تلاش کے لئے لوٹ گئی اور اُس کو تلاش کرتے کرتے مجھے دیر ہوگئی اتنے میں میرے ہودج کو اٹھا لیا گیا اور اُس کو میرے اونٹ پر کس دیا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ میں اس میں نہیں ہوں۔ غرض وہ اونٹ کو لے کر چل دیئے۔ مجھے اپنا ہار اس وقت دستیاب ہوا جب لشکر گذر گیا میں لشکر کے پڑاؤ کی جگہ میں آئی، وہاں کوئی نہ تھا۔ پھر اپنی منزل کو جہاں اُتری ہوئی تھی چلی گئی۔ اس خیال سے کہ جب لوگ مجھے گم پائیں گے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ کر لے جائیں گے۔ اِسی اثنا میں مجھے نیند آ گئی۔ اُدھر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو آ خر شب کو لشکر کے پیچھے آرام لینے کے لئے اُترے تھے آ گئے۔ جب وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا۔ کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے کو دیکھ چکے تھے۔ میں نے چادر سے گھونگٹ نکال لیا اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ نہ تو اُس نے مجھ سے کوئی بات کی نہ میں نے اس سے کوئی بات سنی بجز اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے، جو اُس نے سواری کے بٹھاتے وقت کہا تھا۔ پھر اُس نے سواری کا اگلا پاؤں دبایا تو میں اس پر سوار ہو گئی اور وہ میری سواری کی باگ ہاتھ میں لے کر چلا یہاں تک کہ ہم لشکر میں جا پہنچے۔ اور اُس وقت ٹھیک دوپہر تھی پھر میرے بارے میں جو من گھڑت باتیں اور افواہیں کی گئی سو کی گئی اور جو ہلاک ہوا سو ہوا۔ اس طوفان اُٹھانے میں جس نے سب سے بڑا حصہ لیا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ اِس کے بعد ہم مدینے آئے اور وہاں آ کر میں مہینہ بھر بیمار رہی۔ لوگ میرے بارے میں تذکرے کرتے تھے لیکن مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ البتہ مجھے ایک بات سے شک ہوتا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر وہ التفات نہیں فرماتے تھے جو پیشتر میرے ایامِ علالت میں فرمایا کرتے تھے اب جو تشریف لائے تو سلام کرنے کے بعد صرف اتنا پوچھتے کہ تمہارا حال کیسا ہے اس سے مجھے ایک طرح کا شبہ تو ہوتا لیکن افترا پردازوں کے بہتان و شرارت کی مطلق خبر نہ تھی۔ اس حالت میں میں بہت کمزور ہو گئی۔ ایک رات جو قضائے حاجت کے لئے باہر نکلی تو مسطح" کی ماں میرے ساتھ تھی۔ اتفاق سے اُس کا پاؤں لڑکھڑایا تو اُس نے کہا کہ تعس مسطح یعنی مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا کہ تم ایسے شخص کو بددعا دیتی ہو جو بدر میں شریک ہوا اس نے کہا کیا تم نے سُنا نہیں کہ اس نے کیا افترا پردازی کی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تم بتاؤ کہ اس نے کیا کہا ہے تو اس نے تمام ماجرا بیان کیا اِس کو سن کر مجھے بہت رنج ہوا۔ ایک تو میں پہلے ہی بیمار تھی۔ یہ کیفیت سُن کر رنج پر رنج ہوا۔ جب میں لوٹ کر اپنے گھر آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرا حال پوچھا میں نے کہا اگر آپ اجازت بخشیں تو میں اپنے میکے چلی جاؤں میرا مطلب یہ تھا کہ وہاں جا کر اس خبر کی نسبت یقین حاصل کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے ہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلی گئی۔ وہاں میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ لوگ کیا تذکرہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے تم کچھ خیال نہ کرو۔ اِس جواب سے میرا دل مطمئن نہ ہوا اور میں رات بھر روتی رہی۔ اُدھر جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی کے آنے میں بہت دیر ہو گئی تو آپ نے مشورہ لینے کے لئے حضرت علی ابن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ اسامہ نے تو یہ کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کی بیوی ہیں۔ اور ہم کو ان کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہیں اور علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ ﷺ پر تنگی نہیں کی۔ عورتیں اور بہت ہیں۔ اگر آپ لونڈی یعنی بریرہ سے دریافت فرمائیں گے تو وہ سچ سچ بیان کر دے گی۔ آپ نے بریرہ کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی کہ اس کا اس پر عیب لگاؤں وہ تو ایک سیدھی سادی اور بھولی بھالی نوعمر لڑکی ہے یہ سن کر آپ اسی روز خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس شخص کے مقابلے میں جس کے سبب مجھے میرے اہل کے معاملے میں اس قدر ایذا پہنچی ہے کون میری مدد کرتا ہے تو سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی مدد کرتا ہوں اگر وہ شخص قبیلہ اَوس سے ہے تو ہم اُس کی گردن ماریں گے اور اگر ہمارے بھائیوں یعنی قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ رضی اللہ عنہ جو ارشاد فرمائیں گے ہم اُس کی تعمیل کریں گے۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے یہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے تو نیک آدمی لیکن حمیت نے جوش مارا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ تم نے غلط کہا۔ اللہ کی قسم نہ تم اس کو قتل کرو گے اور نہ اُس کے قتل پر قادر ہو سکو گے۔ اگر وہ شخص تمہاری جماعت سے ہے تو میں بھی پسند نہیں کرتا کہ قتل کیا جائے تو اُسید رضی اللہ عنہ بن حضیر جو سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی ہیں کھڑے ہوئے اور سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ سے کہنے لگے کہ تم نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی قسم ہم اس کو ضرور قتل کر ڈالیں گے۔ تم منافق ہو کہ منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو پھر دونوں قبیلے اَوس اور خزرج مارے غصے کے کھڑے ہو گئے اور قریب تھا کہ اِن میں لڑائی اور ہاتھا پائی ہو جائے مگر جناب رسالت مآب ﷺ نے اُن کے جوش کو فرو کر دیا اور لڑائی ہونے سے رہ گئی ہاں تو میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رونے کا یہ حال تھا کہ میرے والدین خیال کرتے تھے کہ رونا میرے کلیجے کو پھاڑ کر رہے گا، اسی اثنا میں کہ ایک دن دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت میرے پاس آئی اور وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ ابھی ہم رو ہی رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ جب سے لوگوں نے میرے بارے میں وہ کہا جو کہا آپ میرے پاس نہیں بیٹھتے تھے اور آپ پر میری شان میں کچھ وحی نہیں ہوئی تھی جب آپ بیٹھ گئے تو خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے بارے میں ایسی بات مجھ تک پہنچی ہے۔ اگر تم بُری نہیں ہو تو عنقریب خدا تمہاری براءت ظاہر کر دے گا اور اگر تم سے گناہ ہوا ہے تو اللہ سے بخشش مانگو۔ اور اس کی طرف رجوع کرو کیونکہ بندہ جس وقت اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے تو اللہ بھی اس پر رجوع فرماتا اور اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے جب آپ بات ختم کر چکے تو میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی آنکھ سے نہیں نکلتا تھا پھر میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ جواب دیجئے۔ انہوں نے بھی یہی کہا۔ کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے خود ہی کہا حالانکہ میں ایک نوعمر لڑکی تھی اور قرآن بھی بہت سا نہیں پڑھا تھا۔ کہ جو قصہ آپ ﷺ نے سنا ہے وہ مجھے معلوم ہو گیا ہے اور یہ بھی کہ آپ ﷺ اس کو باور کر چکے ہیں لیکن اگر میں کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بَری ہوں۔ تو آپ اُس کو سچ نہیں سمجھیں گے۔ اور اگر اس کا اقرار کر لوں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ اُس کو مان لیں گے۔ سو اللہ کی قسم میں وہی بات کہتی ہوں جو یوسف علیہ السلام کے باپ نے کہی تھی۔ کہ "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ" پھر میں وہاں سے اُٹھ کر اپنے بستر پر آ لیٹی اور میں یقین کرتی تھی کہ چونکہ میں بے گناہ ہوں اس لئے اللہ ضرور میری براءت ظاہر فرمائے گا لیکن میں یہ خیال نہیں کرتی تھی کہ میری شان میں قرآن کی آیتیں نازل ہوں گی۔ کیونکہ میں اپنی شان کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ میرے بارے میں اپنا کلام نازل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا جو ہمیشہ پڑھا جائے گا۔ البتہ یہ امید ظاہر کرتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھ لیں گے جس میں اللہ میری براءت ظاہر فرمائے گا سو اللہ کی قسم ابھی رسول اللہ ﷺ اس مجلس سے تشریف بھی نہیں لے جانے پائے تھے کہ اللہ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا۔ اور نزول وحی کے وقت جس طرح آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے اسی طرح اس وقت آپ ﷺ کے بدن اطہر سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے۔ جب وہ حالت رفع ہو گئی تو آپ کا چہرہ بشاش بشاس ہو گیا اور پہلا فقرہ جو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا یہ تھا۔ کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو جاؤ۔ اللہ نے تمہاری براءت نازل فرمائی ہے۔ جب اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت میں "اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ" دس آیتیں نازل کیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں آئندہ مسطح رضی اللہ عنہ کو کچھ خرچ نہیں دوں گا۔ مسطح رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عزیزوں میں سے تھے اور غریب تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیب سے ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ لیکن اتفاق سے اس بہتان میں وہ بھی شریک ہو گئے تھے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ مسطح رضی اللہ عنہ کو خرچ نہیں دیں گے تو اللہ نے آیت "وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ" نازل فرمائی، اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بدستور خرچ دینا جاری کر دیا اور کہنے لگے کہ واللہ میں اس کو خرچ دینے سے کبھی دست کشی نہ کروں گا۔

(بخاری، ج ۵، ص ۱۵۳، ۱۴۸ باب حدیث الافك)

"ولو لا فضل الله عليكم" تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کو متنبہ کیا کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے سلسلے میں سچائی کا ساتھ کیوں نہیں دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُ - یہ منافقین کے لئے وعید ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین جماعتوں میں منقسم ہو گئے۔ اوّل وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھڑی اور اس کی تشہیر کی۔ جو سرغنہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی نا مناسب باتیں نکل گئیں۔ دوم حضرت حسان بن ثابت اور مسطح رضی اللہ عنہما بن اثاثہ ایسے ہی سادہ تھے۔ سوم عام مخلص مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں کو تنبیہ کی۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ سزا دینے کی وعید سنائی گئی۔ عُصْبَۃٌ سے وہ مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کر کے "لا تحسبوہ" یعنی اس افک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیش خیمہ ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے تہمت سے پاک ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ چار احکام بھی نازل فرما دیئے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طہارت و پاکیزگی کا پیغام لے آئے ہیں "بل ھو خیر لکم منھم" اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا لیا ہے۔ "والذی تولی" اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد کا سرغنہ اور لیڈر یہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار رہا۔ (معالم و خازن ج ۵ ص ۶۲) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں عبداللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کے جھوٹے الزام کی تردید کرتے ہوئے یہ ہدایت کی گئی کہ آنکھیں بند کر کے ہر شریف آدمی کے خلاف ہر قسم کی تہمتیں قبول نہ کر لیا کرو، اور نہ ان کو پھیلاتے پھرو۔ اس طرح کی افواہیں اگر اڑ رہی ہوں تو انہیں دبانا اور ان کا سدِ باب کرنا چاہیے، یہ کہ ایک منہ سے لے کر دوسرا منہ اسے آگے پھونکنا شروع کر دے۔ اسی سلسلے میں یہ بات ایک اصولی حقیقت کے طور پر سمجھائی گئی کہ طیب آدمی کا جوڑ طیب عورت ہی سے لگ سکتا ہے، خبیث عورت کے اطوار سے اس کا مزاج چند روز بھی موافقت نہیں کر سکتا۔ اور ایسا ہی حال طیّب عورت کا بھی ہوتا ہے کہ اس کی روح طیّب مرد ہی سے موافقت کر سکتی ہے نہ کہ خبیث سے۔ اب اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم جانتے ہو کہ وہ ایک طیّب، بلکہ اطیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان ہیں تو کس طرح یہ بات تمہاری عقل میں سما گئی کہ ایک خبیث عورت ان کی محبوب ترین رفیقۂ حیات بن سکتی تھی۔ جو عورت عملاً زنا تک کر گزرے اس کے عام اطوار کب ایسے ہو سکتے ہیں کہ رسول ﷺ جیسا، پاکیزہ انسان اس کے ساتھ یوں نباہ کرے۔ پس صرف یہ بات کہ ایک کمینہ آدمی نے ایک بیہودہ الزام کسی طرح لگا دیا ہے، اسے قابلِ قبول کیا معنی قابلِ توجہ اور ممکن الوقوع سمجھ لینے کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ الزام لگانے والا ہے کون اور الزام کس پر لگا رہا ہے۔

☆ جو لوگ بیہودہ خبریں اور بری افواہیں پھیلائیں اور مسلم معاشرے میں فحش اور فواحش کو رواج دینے کی کوشش کریں، ان کے متعلق بتایا گیا کہ وہ ہمت افزائی کے نہیں بلکہ سزا کے مستحق ہیں۔

☆ یہ قاعدۂ کلیہ مقرر کیا گیا کہ مسلم معاشرے میں اجتماعی تعلقات کی بنیاد باہمی حسن ظن پر ہونی چاہیے۔ ہر شخص بے گناہ سمجھا جائے جب تک کہ اس کے گنہ گار ہونے کا ثبوت نہ ملے۔ نہ یہ کہ ہر شخص گنہ گار سمجھا جائے جب تک کہ اس کا بے گناہ ہونا ثابت نہ ہو جائے۔

(تفهيم القرآن، ج ٣ ص ٣١٦).

ولا یاتل اولوا الفضل یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے قریبی رشتہ دار تھے یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق، حضرت مسطح رضی اللہ عنہما کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بنا پر ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے واقعہ افک میں مسطح رضی اللہ عنہ سے بھی غلطی ہو گئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رضی اللہ عنہ پر خرچ نہیں کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حجاب (آیات: النور: ۳۰-۳۱، ۶۰)

ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تا کہ اجنبی عورتوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی نگاہیں محفوظ رہیں۔ یہ ان کے لئے طہارت وعفاف کا باعث ہے۔ غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا اس لئے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب ومحرکات سے دور رہے گا تو پھر اس سے بھی محفوظ رہے گا۔ "وقل للمؤمنات......" عورتیں اپنی زینت وآرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت وآرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اور ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں کیونکہ اپنے کام کاج کے لئے انہیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے لہذا انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو۔ یاد رہے کہ حجاب اسلامی اقدار کا حصہ اور مسلم خاتون کے لئے پہچان ہے۔

ولیضربن بخمرھنّ ، کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈال دیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے اور اپنی زیبائش کو کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے محرم ہیں: باپ، خسر، بیٹا، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اَوْ نِسَآءِ هِنَّ اِن رشتہ دار مردوں کے علاوہ عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کر سکتی ہیں۔ او ما ملکت اس سے مراد لونڈی اور غلام ہے، وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر گزارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بس اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاتر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کر سکتی ہیں۔

اسی طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ "ولا یضربن بارجلھن" چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سن لیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وانکحوا الایامیٰ" غیر شادی شدہ مرد وعورت کو کہتے ہیں یا وہ مرد وزن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو، الایم یعنی جس عورت ومرد کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر اِن کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جانے سے ان میں نیکی بڑھے گی اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں۔

پردہ کا مزید حکم سورۃ الاحزاب (آیت نمبر ۵۳) میں بایں الفاظ مرقوم ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾

"اور جب نبی ﷺ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔"

یہی آیت "آیت حجاب" کے نام سے موسوم ہے۔ اس حکم کے نزول کے بعد ازواج مطہرات کے گھروں کے سامنے پردے لٹکا دیے گئے، نبی ﷺ کا گھر چونکہ مسلمانوں کے لئے نمونہ تھا اس بنا پر مسلمانوں نے بھی اپنے گھروں پر پردے لٹکا دیے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب آیة الحجاب، ٦٢٣٨)۔ اِسی آیت کے آخری حصہ میں پردہ کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ یہ دلوں کی پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ شرم وحیا اور خودداری اور عفت وعصمت کی بقا کا ضامن ہے۔ اس حصار کی حفاظت کی خاطر مرد وزن سے سورۃ نور میں نگاہ نیچی رکھنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی عصمت کا بہترین بچاؤ کر سکیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (۳۳/ الاحزاب: ۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے کہ پہچان کی جائیں تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اِس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ کر ان کا ایک حصہ یا ان کا پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں جسے عرف عام میں گھونگھٹ ڈالنا کہتے ہیں۔

حدیث میں ہے:"اَلْمُحْرِمَةُ لَا تَنْتَقِبُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنَ"

(ابو داؤد، مؤطا)

"محرمہ عورت احرام کی حالت میں نہ چہرے پر نقاب ڈالے اور نہ ہاتھوں میں دستانے پہنے۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نقاب اوڑھنا اور دستانے پہننا غیر محرم عورتوں میں معروف تھا۔"

"وَذَالِكَ يَقْتَضِي سَتْرَ وَجُوْهِهِنَّ وَاَيْدِيْهِنَّ۔"

(حجاب المرأة المسلمة ولباسها في الصلاة: ص١٧)

"یعنی اس کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے چہروں اور ہاتھوں کو پردے میں رکھتی تھیں۔"

علامہ ابوبکر جصاص کا کہنا ہے کہ آیت ہذا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو غیروں سے اپنے چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت ستر اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ مشتبہ سیرت و کردار کے لوگ اسے دیکھ کر کسی طمع میں مبتلا نہ ہوں۔(احکام القرآن: ٣/ ٤٥٨)

پھر شریعت میں غیر محرم مردوں اور محرم رشتہ داروں کے درمیان فرق قائم کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ
وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾

(۳۳/ الاحزاب:۵۵)

''عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر شے سے واقف ہے۔''

علامہ آلوسی زیر آیت ہذا فرماتے ہیں: بھائیوں بھانجوں اور بھتیجوں کے حکم میں وہ سب رشتہ دار آ جاتے ہیں جو ایک عورت کے لئے حرام ہوں خواہ وہ نسبی رشتہ دار ہوں یا رضاعی۔ اس فہرست میں چچا اور ماموں کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ عورت کے لئے منزلہ والدین ہیں یا پھر ان کے ذکر کو اس لئے ساقط کر دیا گیا کہ بھانجوں اور بھتیجوں کا ذکر آ جانے کے بعد اِن کے ذکر کی حاجت نہیں ہے، کیونکہ بھانجے اور بھتیجے سے پردہ نہ ہونے کی جو وجہ ہے وہی چچا اور ماموں سے پردہ نہ ہونے کی وجہ ہے۔

(روح المعانی، تفہیم القرآن، ج ٤ ص ١٢٢)

نیز فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ......لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾

(٢٤/ النور:٣١)

''مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں ان سے خبردار ہیں اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو، اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بھانجوں اور اپنی (قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) ظاہر نہ ہونے دیں، اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں (کہ جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

الغرض جن افراد کو شریعت مطہرہ نے مستثنٰی قرار دیا گیا ہے ان کے ماسوا باقی سب حضرات سے عورت کو پردہ کرنا شامل ہے ان میں بہنوئی بھی شامل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ لقمٰن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۝١ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝٢ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝٣
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٥
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ
النَّعِيْمِ ۝٨ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝١٠ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝١١ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝١٢ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝١٣ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ
وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ
الْمَصِيْرُ ۝١٤ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ
فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ
اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٥ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ
تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿16﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ
وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿17﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ
مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿18﴾ وَاقْصِدْ فِىْ مَشْيِكَ
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿19﴾ اَلَمْ
تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ
نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿20﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿21﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿22﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا
يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿23﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿24﴾
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿25﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿26﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ
وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿27﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿28﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ
فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ
اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿29﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿30﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ
تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ
الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا
كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ۝ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي
وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۖ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا
تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ
إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

سورۃ لقمان کا ترجمہ

شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''الم(۱) یہ حکمت کی (بھری ہوئی) کتاب کی آیتیں ہیں (۲) نیکوکاروں کے لئے ہدایت اور رحمت (۳) جو نماز کی پابندی کرتے اور زکوۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں (۴) یہی اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں (۵) اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بیہودہ حکایتیں خریدتا ہے تا کہ (لوگوں) کو بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزا کرے یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۶) اور جب اُس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا اُن کو سنا ہی نہیں جیسے اُن کے کانوں میں ثقل ہے تو اُس کو درد دینے والے عذاب کی خوشخبری سُنا دو (۷) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کے لئے نعمت کے باغ ہیں (۸) ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے (۹) اُسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے تا کہ تم کو ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے۔ اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اُس سے) اُس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائیں (۱۰)۔ یہ تو اللہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش ہے تو مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے سوا جو لوگ ہیں اُنہوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں (۱۱)۔ اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بھی بے پروا اور سزا وارِ حمد (وثنا) ہے (۱۲)۔ اور اُس وقت کو یاد کرو، جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے (۱۳)۔ اور ہم نے انسان کو جسے اُس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے، پھر اس کو دودھ پلاتی ہے اور آخر کار دو برس میں دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (تا کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (۱۴)۔ اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو اُن کا کہا نہ ماننا۔ ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُن کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اس کے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کا آنا ہے۔ تو جو کام تم کرتے رہے میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا (۱۵)۔ (لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں اللہ اس کو قیامت کے دن لا موجود کرے گا، کچھ شک نہیں کہ اللہ باریک بین اور خبر دار ہے (۱۶)۔ بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور لوگوں کو اچھے کاموں کے کرنے کا امر اور بُری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں (۱۷) اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھیلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اِترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا (۱۸)۔ اور اپنی چال میں اعتدال کیے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اُونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے (۱۹)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ نے تمہارے قابو میں کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پُوری کر دی ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن (۲۰)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا بھلا اگر چہ شیطان اُن کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی) (۲۱)۔ اور جو شخص اپنے تیئں اللہ کا فرمان بردار کر دے اور نیکوکار بھی ہو تو اُس نے مضبوط دست آویز ہاتھ میں لے لی۔ اور (سب) کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے (۲۲) اور جو کفر کرے تو اُس کا کفر تمہیں غمناک نہ کر دے اُن کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم اُن کو جتا دیں گے۔ بے شک اللہ دلوں کی باتوں سے واقف ہے (۲۳)۔ ہم اُن کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے (۲۴)۔ اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو بول اٹھیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر سمجھ نہیں رکھتے (۲۵)۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے۔ بے شک اللہ بے پروا اور سزاوارِ حمد (وثنا) ہے (۲۶) اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی) اس کی صفتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے (۲۷)۔ (اللہ) کو تمہارا پیدا کرنا اور جلا اٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے۔ بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے (۲۸) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند کو (تمہارے) زیر فرمان کر رکھا ہے۔ ہر ایک ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے (۲۹) یہ اس لئے کہ اللہ کی ذات برحق ہے اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ لغو ہیں اور یہ کہ اللہ ہی عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے (۳۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں۔ تا کہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے۔ بیشک اس میں ہر صبر کرنے والے (اور) شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں (۳۱)۔ اور جب اُن پر (دریا کی) لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارنے (اور) خالص اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ اُن کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں (۳۲)۔لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے۔ اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آ سکے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے (۳۳) اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے۔اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا۔اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اُسے موت آئے گی۔ بے شک اللہ ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے (۳۴)۔

تفسیر سورۂ لقمان

کلمات: ۵۵۴، آیات: ۳۴، "مکی" ۵۷، رکوع ۴

اس سورت کا نام مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے لیا گیا ہے۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ﴾ (۳۱/ لقمان: ۱۲)

اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں لقمان حکیم کی نصیحتیں نقل کی گئی ہیں۔حکمتوں بھری قرآن کی آیات سب لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں۔سورۃ بقرۃ کی ابتداء میں فرمایا: کہ قرآن کی ہدایت سے صرف وہی لوگ مستفید ہوں گے جو خود طالب ہدایت ہوں۔ "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ"

اِس سورت میں توحید کے دلائل بیان کیے گئے ہیں اور کج روی اختیار کرنے والوں کا ردّ جو قرآن نہیں سنتے بلکہ مشرکانہ قصے اور لہو ولعب نیز آلات موسیقی سے دلچسپی رکھتے ہیں اور سنتے ہیں۔حق بات کو چھوڑ کر باطل بات کو اختیار کرتے ہیں۔"لھو الحدیث" سے مراد ہر وہ بات یا کھیل وغیرہ جو انسان (مسلمان) کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔قرآن کے الفاظ "لھو الحدیث" کا مفہوم یہی ہے۔

خلق السمٰوٰت: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اپنی قدرت کاملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس ساری کائنات کو چلا رہا ہے۔ اور آسمان بغیر ستونوں کے قائم ہیں یا ایسے ستونوں پر قائم ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ: حضرت لقمان محسنین میں سے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت شرک سے منع کیا تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حقوق والدین کی نصیحت کی۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اگر وہ تمہیں میرے ساتھ شرک کرنے پر مجبور کریں تو اُن کی بات ہرگز ہرگز نہ ماننا کیونکہ شرک کی تعلیم میں نے کسی کو نہیں دی۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "لا طاعة لأحدٍ فی معصیة الله اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ" (بخاری و مسلم) ''اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔'' لقمان نے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی وسعت بیان فرمائی۔ نماز با جماعت کی ادائیگی، اچھے کاموں کا حکم دینا، برے کاموں سے روکنا، مصائب برداشت کرنا، متکبرانہ حرکات و مزاج سے پرہیز کرنا، ضرورت سے زیادہ آواز بلند نہ کرنا کیونکہ سب سے ناپسندیدہ اور مکروہ آواز گدھے کی ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللهَ...... اس بات کی دعوت دی گئی ہے کہ اپنے آباء واجداد کی اندھی پیروی ترک کر دیں اور عقل سلیم کے استعمال سے تم لوگ آپ ﷺ کی تعلیم پر غور کرو اور دیکھو کہ ہر طرف کائنات اور خود اُن کے نفس میں واضح آثار آپ ﷺ کی اس تعلیم کی سچائی کی گواہی دے رہے ہیں۔ درحقیقت وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مشرکین کا اعتراف کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ کہ ساری کائنات کا اختیار اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہی کارساز ہے۔

وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَوْجٌ: جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو یہ مشرکین خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اور کیونکہ پانی کی موجوں کی طاقت اتنی ہولناک ہوتی ہے کہ انسان صرف اپنی تدابیر کے بل بوتے پر بخیر و عافیت سفر نہیں کر سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو کنارے لگا دیتا ہے تو بہت کم لوگ اپنے کیے ہوئے وعدے پر قائم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا احسان یاد رکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰـهَ عِـنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعة: غیب کے امورِ خمسہ جن کا انسان کو علم نہیں ہو سکتا: قیامت کا علم، نفع رساں بارش کب ہوگی، رحم مادر میں کیا کچھ ہو سکتا ہے، وہ کل کیا کرے گا، وہ کہاں فوت ہوگا۔ غیب جملہ مخلوقات سے پوشیدہ اور اللہ تعالیٰ پر روشن ہے۔

حروفِ مقطعہ

تفسیر آیت: ۱

الٓمٓ: جیسے حروف مقطعہ، جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں ان کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ ان کے معنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں کسی اور کو معلوم نہیں، اس لئے ان حروف کی کوئی تفسیر نہیں۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی نقل کیا ہے۔

بعض لوگ ان حروف کی تفسیر بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تفسیر میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ عبدالرحمٰن ابن زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یہ سورتوں کے نام ہیں۔ بعض عربی داں کہتے ہیں کہ یہ حروف الگ الگ جو اٹھائیس ہیں اُن میں سے چند ذکر کر کے باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے جیسے کوئی کہے کہ میرا بیٹا ا ب ت ث لکھتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ تمام اٹھائیس حروف لکھتا ہے، لیکن ابتدا کے چند حروف ذکر کر دیئے باقی کو چھوڑ دیا۔ سورتوں کے شروع میں اِس طرح کے کل چودہ حرف آئے ہیں۔ (۱) ا (۲) ل (۳) م (۴) ص (۵) ر (۶) ک (۷) ہ (۸) ی (۹) ع (۱۰) ط (۱۱) س (۱۲) ح (۱۳) ق (۱۴) ن۔ ان سب کو اگر ملا لیا جائے تو یہ عبارت بنتی ہے نَصٌّ حَكِيْمٌ قَاطِعٌ لَهٗ سِرٌّ۔ تعداد کے لحاظ سے یہ حرف چودہ (۱۴) ہیں اور جملہ حروف چونکہ اٹھائیس ہیں۔ جو حروف بیان کئے گئے یہ ان حروف سے جو نہیں لائے گئے زیادہ فضیلت والے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ اس کے کچھ نہ کچھ معنی یقیناً ہیں۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنے کچھ ثابت ہوں تو ہم وہ معنیٰ کریں گے اور سمجھیں گے ورنہ جہاں کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ معنی بیان نہیں کئے ہم بھی نہیں کریں گے اور ایمان لائیں گے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اِن حروف کے معانی وغیرہ کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں ملا۔ (تفسیر ابنِ کثیر)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حروفِ مقطعات قرآن مجید کی بعض سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں۔ جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اُس دور کے اسالیب بیان میں اس طرح کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا۔ خطیب اور شعراء دونوں اس اسلوب سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ اب بھی کلام جاہلیت کے جو نمونے محفوظ ہیں ان میں اس کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ اس استعمال عام کی وجہ سے یہ مقطعات کوئی چیستاں نہ تھے جس کو بولنے والے کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو، بلکہ سامعین بالعموم جانتے تھے کہ ان سے مراد کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلاف نبی ﷺ کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض کبھی نہیں کیا کہ یہ بے معنی حروف کیسے ہیں جو تم بعض سورتوں کی ابتدا میں بولتے ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ان کے معنی پوچھے ہوں۔ بعد میں یہ اسلوب عربی زبان میں متروک ہوتا چلا گیا اور اس بنا پر مفسرین کے لیے ان کے معانی متعین کرنا مشکل ہو گیا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہ تو ان حروف کا مفہوم سمجھنے پر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کا انحصار ہے اور نہ یہی بات ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے معنی نہ جانے گا تو اس کے راہِ راست پانے میں کوئی نقص رہ جائے گا۔ لہٰذا ایک عام ناظر کے لیے کچھ ضروری نہیں ہے کہ وہ ان کی تحقیق میں سرگرداں ہو۔ (تفہیم القرآن ج: اول)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: جس طرح قرآن کریم میں اکثر قصے کئی کئی مرتبہ لائے گئے ہیں اور بار بار کھلے الفاظ میں بھی قرآن کے مثل لانے میں ان کی عاجزی کا بیان کیا گیا ہے۔ بعض جگہ تو صرف ایک ایک حرف آیا ہے جیسے صٓ، قٓ، کہیں دو حرف آئے ہیں جیسے حٰمٓ، کہیں تین حروف آئے ہیں جیسے الٓمٓ، کہیں چار آئے ہیں جیسی الٓمٓرٰ اور الٓمٓصٓ اور کہیں پانچ آئے ہیں جیسے کٓھٰیٰعٓصٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ اس لئے کہ کلماتِ عرب کل کے کل اسی طرح پر ہیں یا تو اُن میں ایک حرفی لفظ ہیں یا دو حرفی لفظ یا سہ حرفی یا چار حرفی یا پانچ حروف کے، پانچ حروف سے زیادہ کے کلمات نہیں۔ جب یہ بات ہے کہ یہ حروف قرآن شریف میں بطور معجزے کے آئے ہیں تو ضروری تھا کہ جن سورتوں کے شروع میں یہ حروف آئے ہیں وہاں ذکر بھی قرآن کریم کا ہو اور قرآن کی بزرگی و بڑائی کا بیان ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ایسا ہی ہے۔ انتیس (29) سورتوں میں یہ واقع ہوا ہے۔ سنئے فرمان ہے: ﴿الٓمٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ یہاں بھی ان حروف کے بعد ذکر ہے کہ اس قرآن کے اللہ کا کلام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور جگہ فرمایا: الٓمّٓ ○ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ○ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ...... وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور دوام والا ہے جس نے تم پر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے جو کتاب پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے یہاں بھی ان حروف کے بعد قرآن کریم کی عظمت کا اظہار کیا گیا۔ اور جگہ فرمایا المٓصٓ ، كِتَابٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ یعنی یہ کتاب تیری طرف اتاری گئی ہے تو اپنا دل تنگ نہ رکھ۔ اور جگہ فرمایا: الٓرٰ ○ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ الخ۔ اس کتاب کو ہم نے تیری طرف نازل کیا تاکہ تو لوگوں کو اپنے رب کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر اُجالے میں لائے۔ ارشاد ہوتا ہے: الٓمّٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اس کتاب کے رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ فرماتا ہے: حٰمٓ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ بخششوں اور مہربانیوں والے خدا نے اسے نازل فرمایا ہے: حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ الخ یعنی اس طرح وحی کرتا ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمتوں والا تیری طرف اور ان نبیوں کی طرف جو تجھ سے پہلے تھے۔ اسی طرح اور ایسی سورتوں کے شروع کو بغور دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان حروف کے بعد کلام پاک کی عظمت و عزت کا ذکر ہے جس سے یہ بات قوی معلوم ہوتی ہے کہ یہ حروف اس لئے لائے گئی ہیں کہ لوگ اس کے معارضے اور مقابلے سے عاجز ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر)

آیات محکمات و متشابہات

''محکمات'' وہ آیات ہیں جن کے معنی ایک ہیں، صاف اور واضح ہیں اور احادیث مبارکہ سے ثابت شدہ ہیں۔ متشابہات وہ آیتیں ہیں جن میں کئی معنوں کا احتمال ہوتا ہے، حقیقت میں مراد تو ایک ہی معنی ہوتے ہیں جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ ایسی آیتوں کے معنی اپنی رائے سے کرنا حرام ہے اور نیز اپنی رائے سے معنی کرنے میں لوگ گمراہ ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بعض نے کہا کہ ''متشابہات'' وہ آیات ہی جن کے معنی معلوم نہیں ہو سکتے جیسے ''حروف مقطعات'' جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ محکمات پر عمل کرو اور متشابہات پر ایمان رکھو۔

(از مولانا فتح محمد جالندھریؒ، آل عمران: ۳، ۷)

آیات: ۲-۵

سورۃ لقمان کی ابتدائی آیات میں بھی قیام صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور ایمان بالآخرت متقین کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ درحقیقت مکی دور میں عقیدہ توحید، رسالت اور آخرت پر زیادہ Focus کیا گیا تھا۔

ایک مسلمان میں کم از کم یہ تین صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور یہ مسلمان کے لئے نمائندہ صفات بھی ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایسی آیات موجود ہیں جن میں متقین کی ایسی ہی صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید ایسے ہی لوگوں کے لئے کامل شفاء اور اخروی فلاح کا ضامن ہے۔

محسنین کون لوگ ہیں؟ جو ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں، جو صلہ رحمی کرتے ہیں، حسن سلوک کرتے ہیں، نیز احسان اور سخاوت کرتے ہیں۔ تو یوں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن مجید وحی کے ذریعہ آپؐ پر نازل ہوا یہ پوری انسانیت کے لئے ہدایت اور فلاح کا ضامن ہے۔

سورالبقرۃ کی ابتدائی آیات میں فرمایا: ''یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام اللہ ہے، لہٰذا اللہ سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔ جو لوگ، غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور آداب کے ساتھ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو کتاب (اے محمد ﷺ) آپ پر نازل کی گئی اور جو کتابیں آپ ﷺ سے قبل (پیغمبروںؑ) پر نازل ہوئیں، سب پر ایمان لاتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔''

اِس کا ایک سیدھا سادا مطلب تو یہ ہے کہ ''بیشک یہ اللہ کی کتاب ہے'' مگر ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی بات نہیں ہے۔ دنیا میں جتنی کتابیں امورِ مابعد الطبیعت اور حقائق ماوراء ادراک سے بحث کرتی ہیں وہ سب قیاس و گمان پر مبنی ہیں، اس لیے خود ان کے مصنف بھی اپنے بیانات کے بارے میں شک سے پاک نہیں ہو سکتے خواہ وہ کتنے ہی یقین کا اظہار کریں۔ لیکن یہ ایسی کتاب ہے جو سراسر علم حقیقت پر مبنی ہے، اس کا مصنف وہ ہے جو تمام حقیقتوں کا علم رکھتا ہے، اس لیے فی الواقع اس میں شک کے لیے کوئی جگہ نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ انسان اپنی نادانی کی بنا پر اس کے بیانات میں شک کریں۔

یعنی یہ کتاب ہے تو سراسر ہدایت و رہنمائی، مگر اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی میں چند صفات پائی جاتی ہوں، ان میں سے اوّلین صفت یہ ہے کہ آدمی پرہیزگار ہو، بھلائی اور برائی میں تمیز کرتا ہو۔ برائی سے بچنا چاہتا ہو۔ بھلائی کا طالب ہو اور اس پر عمل کرنے کا خواہش مند ہو۔ رہے وہ لوگ جو دنیا میں جانوروں کی طرح جیتے ہوں جنہیں کبھی یہ فکر لاحق نہ ہوتی ہو کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ صحیح بھی ہے یا نہیں، بس جدھر دنیا چل رہی ہو، یا جدھر خواہش نفس دھکیل دے، یا جدھر قدم اُٹھ جائیں، اسی طرف چل پڑتے ہوں، تو ایسے لوگوں کے لیے قرآن میں کوئی رہنمائی نہیں ہے۔ یہ قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لیے دوسری شرط ہے۔

''غیب'' سے مراد وہ حقیقتیں ہیں جو انسان کے حواس سے پوشیدہ ہیں اور کبھی براہ راست عام انسانوں کے تجربہ و مشاہدہ میں نہیں آئیں۔ مثلاً خدا کی ذات و صفات، ملائکہ، وحی، جنت، دوزخ وغیرہ، ان حقیقتوں کو بغیر دیکھے ماننا اور اس اعتماد پر ماننا کہ نبی ﷺ ان کی خبر دے رہا ہے، ایمان بالغیب ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان غیر محسوس حقیقتوں کو ماننے کے لیے تیار ہو صرف وہی قرآن کی رہنمائی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ رہا وہ شخص جو ماننے کے لیے دیکھنے اور چکھنے اور سونگھنے کی شرط لگائے، اور جو کہے کہ میں کسی ایسی چیز کو نہیں مان سکتا جو ناپی اور تولی نہ جا سکتی ہو تو وہ اس کتاب سے ہدایت نہیں پا سکتا۔ یہ تیسری شرط ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صرف مان کر بیٹھ جانے والے ہوں وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی ایمان لانے کے بعد فوراً ہی عملی اطاعت کے لیے آمادہ ہو جائے اور عملی اطاعت کی اولین علامت اور دائمی علامت نماز ہے۔ایمان لانے پر چند گھنٹے بھی نہیں گزرتے کہ مؤذن نماز کے لیے پکارتا ہے اور اسی وقت فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والا اطاعت کے لیے بھی تیار ہے یا نہیں۔ پھر مؤذن ہر روز پانچ وقت پکارتا رہتا ہے اور جب بھی انسان اس کی پکار پر لبیک نہ کہے اسی وقت ظاہر ہو جاتا ہے کہ مدعی ایمان اطاعت سے خارج ہو گیا ہے۔پس ترکِ نماز دراصل ترکِ اطاعت ہے،اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص کسی کی ہدایت پر کاربند ہونے کے لیے ہی تیار نہ ہواس کے لیے ہدایت دینا اور نہ دینا یکساں ہے۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اقامتِ صلوٰۃ ایک جامع اصطلاح ہے۔اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعی طور پر نماز کا نظام باقاعدہ قائم کیا جائے۔اگر کسی بستی میں ایک ایک شخص انفرادی طور پر نماز کا پابند ہو،لیکن جماعت کے ساتھ اس فرض کے ادا کرنے کا نظم نہ ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں نماز قائم کی جا رہی ہے۔

یہ قرآن کی رہنمائی سے فائدہ اُٹھانے کے لیے چوتھی شرط ہے کہ آدمی تنگ دل نہ ہو، زر پرست نہ ہو، اس کے مال میں خدا اور بندوں کے جو حقوق مقرر کیے جائیں انہیں ادا کرنے کے لیے تیار ہو، جس چیز پر ایمان لایا ہے اس کی خاطر مالی قربانی کرنے میں بھی دریغ نہ کرے۔

یہ پانچویں شرط ہے کہ آدمی اُن تمام کتابوں کو برحق تسلیم کرے جو وحی کے ذریعے سے خدا نے محمد ﷺ اور ان سے پہلے کے انبیاء پر مختلف زمانوں اور ملکوں میں نازل کیں۔ اس شرط کی بنا پر قرآن کی ہدایت کا دروازہ اُن سب لوگوں پر بند ہے جو سرے سے اُس ضرورت ہی کے قائل نہ ہوں کہ انسان کو خدا کی طرف سے ہدایت ملنی چاہیے، یا اس ضرورت کے تو قائل ہوں مگر اس کے لیے وحی و رسالت کی طرف رجوع کرنا غیر ضروری سمجھتے ہوں اور خود کچھ نظریات قائم کر کے انہی کو خدائی ہدایت قرار دے بیٹھیں، یا آسمانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کے بھی قائل ہوں، مگر صرف اُس کتاب یا اُن کتابوں پر ایمان لائیں جنہیں ان کے باپ دادا مانتے چلے آئے ہیں، رہیں اُسی سرچشمے سے نکلی ہوئی دوسری ہدایات تو وہ اُن کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ ایسے سب لوگوں کو الگ کر کے قرآن اپنا چشمہ، فیض صرف اُن لوگوں کے لیے کھولتا ہے جو اپنے آپ کو خدائی ہدایت کا محتاج بھی مانتے ہوں، اور یہ بھی تسلیم کرتے ہوں کہ خدا کی یہ ہدایت ہر انسان کے پاس الگ الگ نہیں آتی بلکہ انبیاء اور کتبِ آسمانی کے ذریعے سے ہی خلق تک پہنچتی ہے اور پھر وہ کسی نسلی وقومی تعصب میں بھی مبتلا نہ ہوں بلکہ خالص حق کے پرستار ہوں، اس لیے حق جہاں جہاں جس شکل میں بھی آیا ہے اس کے آگے سر جھکا دیں۔ یہ چھٹی اور آخری شرط ہے۔

''آخرت'' ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق بہت سے عقائد کے مجموعے پر ہوتا ہے۔ اس میں حسب ذیل عقائد شامل ہیں۔

۱۔ یہ کہ انسان اس دنیا میں غیر ذمہ دار نہیں ہے بلکہ اپنے تمام اعمال کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

۲۔ یہ کہ دنیا کا موجودہ نظام ابدی نہیں ہے بلکہ ایک وقت پر، جسے صرف خدا ہی جانتا ہے، اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

۳۔ یہ کہ اس عالم کے خاتمے کے بعد خدا ایک دوسرا عالم بنائے گا اور اس میں پوری نوعِ انسانی کو جو ابتدائے افرینش سے قیامت تک زمین پر پیدا ہوئی تھی، بیک وقت دوبارہ پیدا کرے گا اور سب کو جمع کر کے ان کے اعمال کا حساب لے گا، اور ہر ایک کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

۴۔ یہ کہ خدا کے اس فیصلے کی رو سے جو لوگ نیک قرار پائیں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جو لوگ بد ٹھہریں گے وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

۵۔ یہ کہ کامیابی و ناکامی کا اصلی معیار موجودہ زندگی کی خوشحالی و بدحالی نہیں ہے، بلکہ در حقیقت کامیاب انسان وہ ہے جو خدا کے آخری فیصلے میں کامیاب ٹھہرے اور ناکام وہ ہے جو وہاں ناکام ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقائد کے اس مجموعے پر جن لوگوں کو یقین نہ ہو، وہ قرآن سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ، کیونکہ ان باتوں کا انکار تو در کنار، اگر کسی کے دل میں ان کی طرف سے شک اور تذبذب کی کیفیت بھی ہو، تو وہ اس راستہ پر نہیں چل سکتا جو انسانی زندگی کے لیے قرآن نے تجویز کیا ہے۔ (تفهيم القرآن، ج: اوّل)

آیات: ٦ - ٧ لھو الحدیث

شانِ نزول: کفار مکہ نے آپ ﷺ کی دعوت کو روکنے کے لئے کئی گھناؤنے طریقے استعمال کیے۔ اُن میں سے ایک "لهو الحديث" بھی ہے۔ اس میں نضر بن حارث کا کردار ابولہب سے بالکل جدا گانہ تھا۔ وہ خود مصر گیا وہاں سے بادشاہوں کے حالات اور رستم و اسفند یار کے قصے سیکھے اور آلات موسیقی اور چند لونڈیاں خریدیں۔ جس شخص کے بارے میں اُسے معلوم ہوتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہونے لگا ہے وہ اُسے قصے کہانیاں سناتا اور اس پر ایک لونڈی بھی مسلط کر دیتا تاکہ وہ لونڈی اُسے کھلائے پلائے اور اس کی فکر کا رخ موڑ دے۔ یہ تقریباً وہی چالیں تھیں جن سے سابقہ اقوام کے بڑے بڑے رؤسا (مجرمین) ہر زمانے میں کام لیتے رہے۔

کفارِ مکہ کے بڑے بڑے سرداروں (ابولہب، ابوجہل، عتبہ، نضر بن حارث وغیرہ) نے ماحول ہی ایسا بنا دیا تھا کہ آپ ﷺ کے لئے قرآن سنانا بہت ہی مشکل ہو گیا تھا۔ قرآن مجید نے اس ماحول کی کیفیت بیان کی ہے۔

﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ﴾ (٨/ الانفال: ٣٥)

"اُن لوگوں (کافروں) کی نماز خانہ کعبہ کے پاس محض سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی، سو جو تم کفر کرتے تھے اب اس کے عذاب (کا مزہ) چکھو۔"

ایک اور آیت میں فرمایا:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَغْلِبُوْنَ﴾ (۴۱/ حٰمٓ السجدۃ: ۲۶)

’’اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب وہ پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب رہو۔‘‘

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا:

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

(۷/ الاعراف: ۲۰۴)

’’اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

"لھو الحدیث" سے مراد ہر وہ کلام، کھیل یا تماشا، ٹی وی، سینما گھروں اور کلب وغیرہ کی تقریبات نیز موسیقی وآلات موسیقی اور مذموم مشاغل وغیرہ ہیں جن کا اطلاق بُری اور فضول اور بیہودہ باتوں پر ہی ہوتا ہے۔ مگر یہ احادیث مبارکہ سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خوشی یعنی شادی کے موقع پر ’’دف‘‘ بجانے اور معروف (بہادری وغیرہ) اشعار سنانے کی اجازت دی ہے تا کہ غمی وخوشی کا فرق واضح ہو جائے۔

دیگر آیات کی تفسیر

یہی لوگ کلام اللہ کو سن کر نفع حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں اور گانے بجانے ڈھول اور آلاتِ موسیقی وغیرہ سنتے ہیں چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قسم اللہ تعالیٰ کی اس سے مراد گانا اور راگ ہے۔ یہی قول حضرت ابنِ عباس، جابر، سعید بن جبیر، مجاہد، عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے بجانے کے بارے میں اتری ہے۔ انسان کے لئے یہی گمراہی کافی ہے کہ وہ باطل کی بات کو حق پر پسند کر لے اور نقصان کی چیز کو نفع کی بات پر مقدم کر لے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ گانے والیوں کی خرید وفروخت حلال نہیں اور اُن کی قیمت کا کھانا حرام ہے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت اُتری ہے۔ (ابن ابی حاتم) ایسا شخص لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکاتا ہے اس لئے کہ اس کے دل میں بغض وعناد کوٹ کوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر بھرا ہوا ہے اور اس کے پاس کوئی علمی دلیل نہیں ہے۔ نیز یہ کہ وہ اسقدر جاہل ہے کہ راہِ ہدایت کے عوض تباہ کن عذاب خرید رہا ہے۔

امام ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہر وہ کلام جو کلام اللہ سے اور اتباع شریعت سے روکے وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ یہ لوگ آیات کا بھی مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر راہِ راست سے بہکاتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے اللہ کی کتاب کی اہانت کی قیامت کے دن ان کی اہانت ہوگی اور خطرناک عذاب میں ذلیل و رسوا ہوں گے۔ یہ کہ ایسا شخص جو قرآن کی آیتوں سے بھاگتا ہے، بلکہ آیات کا سننا اسے ناگوار گزرتا ہے اور وہ اسے فضول کلام قرار دیتا ہے اس لئے وہ ان سے کوئی نفع حاصل نہیں کرسکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بدکاری، ریشم، شراب، آلاتِ موسیقی اور گانے بجانے کو حلال کرلیں گے۔

(بخاری، حدیث نمبر: 1934)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گانے والی کی محفل میں بیٹھے گا اور اُس کا گانا وغیرہ سنے گا قیامت کے روز اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (احکام القرآن لابن العربی)

آیات: ۸تا۹

نیک لوگوں کا انجام بیان ہورہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اُس کے بھیجے ہوئے انبیاء کرام کو مانتے رہے، شریعت کی ماتحتی میں نیک کام کرتے رہے انہیں لوگوں کے لئے جنتیں ہیں جن میں طرح طرح کی نعمتیں، لذیذ غذائیں، بہترین پوشاکیں، عمدہ عمدہ سواریاں، پاکیزہ بیویاں ہیں۔ وہاں انہیں اور ان کی نعمتوں کو ہمیشگی ہے کبھی زوال نہیں۔ وہ کریم ہے، محسن ہے اور منعم حقیقی ہے، جو چاہے کرسکتا ہے۔ سب کچھ اس کے قبضے میں ہے، حکیم ہے، کوئی کام، کوئی بات، کوئی فیصلہ خالی از حکمت نہیں۔

آیات: ۱۰تا۱۱

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ کا بیان فرما رہا ہے کہ زمین و آسمان اور ساری مخلوق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمام کائنات کا خالق صرف وہی ہے۔ آسمان کو اس نے بغیر ستون اونچا رکھا ہے۔ حقیقت میں کوئی ستون نہیں یا یہ کہ ستون ہمیں نظر نہیں آتے۔ اور "سماء" سے مراد بلندی اور آسمان بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ (۲/ البقرۃ:۲۲)

"اور اس نے آسمان (بلندی) سے بارش نازل کی۔"

﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ﴾ (۳۷/ والصّٰفّٰت:٦)

"بیشک ہم نے ہی آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔"

﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ (۲/ البقرۃ:۲۹)

"پھر (اللہ) آسمان کی طرف متوجہ ہوا انہیں سات آسمان بنا دیا۔"

نیز یہ کہ زمینیں بھی سات ہیں، فرمایا:

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾

(٦٥/ الطلاق:١٢)

"وہی اللہ ہے جس نے سات آسمان اور ویسی ہی سات) زمینیں پیدا کیں۔"

زمین کو مضبوط کرنے کے لئے اور ہلنے جلنے سے بچانے کے لئے اس نے اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں کہ وہ تمہیں زلزلے اور جنبش سے بچا لے۔ اس میں قسم قسم کے جاندار اُس خالق حقیقی نے پیدا کئے۔ کہ آسمان سے بارش اُتار کر زمین میں سے طرح طرح کی پیداوار اُگا دی جو دیکھنے میں خوش منظر، کھانے میں بے ضرر اور خوش ذائقہ، نفع میں بہت بہتر۔ اللہ تعالیٰ کی یہ ساری مخلوق تو تمہارے سامنے ہے اب جنہیں تم اس کے سوا پوجتے ہو ذرا بتاؤ تو ان کی مخلوق کہاں ہے؟ اور جب وہ خالق نہیں تو معبود نہیں۔ پھر ان کی عبادت کرنا سراسر ظلم اور سخت ناانصافی ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والوں سے زیادہ اندھا، بہرا، بے عقل، بے علم اور کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اُلوہیت میں شریک ٹھہرانا صریحاً ظالمانہ عقیدہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت ۱۲

حضرت لقمان نبی تھے؟ اکثر کی یہ رائے ہے کہ آپ نبی نہ تھے پرہیزگار، ولی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے تھے۔ حضرت لقمان عرب میں حکیم (ودانا) کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اہل عرب کے پاس اُن کے اقوال، کا مجموعہ بنام ''صحیفہ لقمان'' موجود تھا نیز آپ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ حبشی غلام تھے اور بڑھئی تھے۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو حکمت عطا ہوئی تھی لیکن نبوت نہیں ملی تھی۔

یہ بھی مروی ہے کہ لقمان بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی بلندی کی وجہ یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور امانت کی ادائیگی اور کلام کی سچائی اور بے فائدہ کاموں کا چھوڑ دینا۔

آپ (لقمان) نے فرمایا آنکھیں حرام چیزوں سے بند کر لو۔ زبان بیہودہ باتوں سے روک لو۔ مال حلال کھایا کرو۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ زبان سے سچ بات بولا کرو۔ وعدے کو پورا کیا کرو۔ مہمان کی عزت کرو۔ پڑوسی کا خیال رکھو۔ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دو۔ انہی عادتوں کی وجہ سے میری بزرگی ہوئی ہے۔

حضرت لقمان خوش خلق، خاموش، غور وفکر کرنے والے گہری نظر والے، دن کو نہ سونے والے تھے۔ وہ بادشاہوں اور امیروں کے پاس اس لئے جاتے تھے کہ غور وفکر اور عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ٥﴾ (۳۰/ الروم:۴۴)

''اور جس نے نیک عمل کیے تو ایسے لوگ اپنے لئے ہی آرام گاہ درست کرتے ہیں۔''

یہاں فرمان ہے کہ اگر کوئی ناشکری کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ناشکری ضرر نہیں پہنچاتی وہ اپنے بندوں سے بے پرواہ ہے۔ شکر میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ توجہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربانی سے اپنی طرف کھینچتا ہے: فرمایا:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (١٤/ ابراهيم:٧)

''اور جب تمہارے رب نے تم کو آگاہ کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یادرکھو) میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

سب اس کے محتاج ہیں وہ سب سے بے نیاز ہے۔ ساری زمین والے بھی اگر کافر ہو جائیں تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، وہ سب سے غنی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔

آیت: ۱۳ تا ۱۵

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کا ذکر اچھائی سے کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ انہیں حکمت عطا کی گئی تھی۔ انہوں نے اپنے لڑکے کو مفید ضروری اور عمدہ نصیحتیں کیں۔ ظاہر ہے کہ اولاد سے زیادہ پیاری چیز انسان کو اور کوئی نہیں ہوتی اور انسان اپنی بہترین اور انمول چیز اپنی اولاد کو دینا چاہتا ہے۔ تو سب سے پہلے یہ نصیحت کی کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ یادرکھو اس سے زیادہ ظلم اور کوئی نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری شریف میں مروی ہے کہ جب آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام: ۸۲) اتری تو اصحاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے وہ کون ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو؟ تو آپ نے فرمایا ظلم سے مراد عام گناہ نہیں ہیں بلکہ ظلم سے مراد وہ ظلم ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بچے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا یہ بڑا بھاری ظلم ہے۔

(بخاری، ج ٦ ص ٧١)

شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی خالق و مالک ورزاق ماننا اور عبادات میں سے کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے بجالانا۔ واضح رہے کہ توحید کی تین قسمیں ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱) توحید ربوبیت: توحید ربوبیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام افعال میں یکتا ماننا یعنی وہی اکیلا پوری کائنات کا خالق و مالک اور تمام مخلوقات کا رزاق ہے۔ وہی پوری دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے یعنی مُدبّر الأمور ہے۔

۲) توحید اُلوہیّت: اِس سے مراد یہ ہے کہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کو یکتا مانا جائے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے جو کہ رب العالمین ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ (٦/ الانعام:١٦٢)

۳) توحید الاسماء والصّفات: اِس سے مراد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات میں جو اُس نے اپنے لئے ذکر کیے ہیں یا اُس کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لئے ذکر کیے ہیں، یکتا مانیں۔ اور اس طرح مانیں جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اچھے اچھے نام اللہ کے لئے ہی ہیں۔ لہٰذا تم ان ناموں سے ہی اللہ کو پکارا کرو۔'' (٧/ الأعراف:١٨٠)

اہل مکہ (کفار) کو یہ بتایا جارہا ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں کیں اُن میں سرفہرست ''شرک'' ہے، کیونکہ اللہ کا اپنے بندے پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ یہی بات آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمائی کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جب بندہ شرک نہ کرتا ہو تو اللہ اُسے عذاب جہنم نہ دے''......

(بخاری، ج ٤ ص ٣٥)

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نصیحت کی کہ ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرنا، فرمایا: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (١٧/ بنی اسرائیل: ٢٣) اور تیرا رب یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی تم عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک واحسان کرتے رہو۔

فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

(٤/ النساء:٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (٢٩/ العنكبوت: ٨)

''اور ہم نے انسان کو اس کے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔''

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ متصل والدین کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ''عقوقِ والدین'' شمار کیا گیا ہے۔ عقوق سے مراد صرف نافرمانی ہی نہیں بلکہ اولاد کا ہر وہ فعل ہے جس سے والدین کو جسمانی، ذہنی اور روحانی اذیت پہنچے۔ اس لئے قرآن نے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے استفسار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ...... نماز کی بروقت ادائیگی، پھر میں نے پوچھا تو فرمایا: ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا ......، بخاری)۔

''وَهْــن'' کے معنی مشقت، تکلیف، ضعف وغیرہ کے ہیں۔ ایک تکلیف تو حمل کی ہوتی ہے جسے ماں برداشت کرتی ہے۔ پھر دو سال تک اسے دودھ پلاتی ہے اور اس کی پرورش میں لگی رہتی ہے۔ چنانچہ اور آیت میں ہے: ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (٢/ البقره:٢٣٣) ''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔'' ایک اور آیت میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (٤٦/ الاحقاف:١٥) ''اور اُس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔'' ماں کی اس تکلیف کو اولاد کے سامنے اس لئے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اولاد اپنی ماں کی ان مہربانیوں کو یاد کر کے شکر گزاری، اطاعت اور احسان کرے۔ ایک اور آیت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان ہے:

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۲٤)

''اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا اُنہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت) سے پرورش کیا ہے تو بھی اُن کے (حال) پر رحمت فرما۔''

ماں راتوں کو جاگ جاگ کر اپنے بچے کے آرام پر اپنا آرام اور اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((الجنة تحت اقدام الامهات)) (احمد، نسائی، بهیقی)

''جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

''اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔'' (ترمذی)

((اِنَّ اللّٰہَ حرم علیکم حقوق الامهات ......)) (متفق علیه)

''بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری لئے ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے......۔''

ماں کو ستانا، خاص اس لئے کہا کہ یہ ماتا کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے اس لئے باپ سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ لہٰذا بیوی یا کسی اور وجہ سے ماں کو ستانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

اِس لئے یہاں پر فرمایا کہ تم میرے اور اپنے ماں باپ کے احسان مند رہو۔ یاد رکھو کہ آخر لوٹنا تو میری ہی طرف ہے یعنی اگر میری اس بات کو مان لیا تو پھر پور جزا دوں گا۔ والدین اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں اُن کی خدمت کر کے جنت حاصل کر لینی چاہیے جب کہ خاص طور پر بڑھاپے میں انہیں خدمت کی زیادہ احتیاج ہوتی ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے: والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کو گالی دے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا گیا، کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
ہاں: وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا جواباً اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے اور جواباً دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

(متفق علیہ)

یعنی اگر گالی دیتا ہے یا گالی اپنے والدین کو دلواتا ہے تو گویا اس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کا امیر بنا کر بھیجا آپ نے خطبہ پڑھا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ یہ پیغام لے کر کہ تم ایک اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، تم سب کو لوٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے۔ پھر یا تو جنت ملے گی یا جہنم ٹھکانا ہو گا۔ پھر اللہ فرماتا ہے اگر تمہارے ماں باپ تمہیں اسلام کے سوا اور دین قبول کرنے کو کہیں۔ خبردار، تم ان کی بات مان کر ہرگز میرے ساتھ شریک نہ کرنا۔ لیکن یہ کہ تم ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنا چھوڑ دو، کیونکہ والدین کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی کی اجازت نہیں ہے بلکہ دنیوی حقوق جو تمہارے ذمہ ان کے ہیں ادا کرتے رہو۔ اور دین دار لوگوں کی تابعداری کرو جو میری طرف رجوع کر چکے ہیں۔ یاد رکھو تم سب لوٹ کر ایک دن میرے سامنے آنا ہے، اس دن میں تمہیں تمہارے تمام تر اعمال کی خبر دوں گا۔

آیات: ۱۶، ۱۹: حضرت لقمان کی اور وصیتیں یہ ہیں، فرماتے ہیں کہ برائی، ظلم اگرچہ رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ خواہ کتنا ہی پوشیدہ ہو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے پیش کرے گا۔ اور ساری چیزیں میزان میں رکھی جائیں گی اور اُن کا بدلہ دیا جائے گا۔ نیک کام پر جزا ملے گی اور بد اعمال پر سزا۔ جیسے فرمان ہے:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾

(۲۱/ الانبیاء: ۴۷)

''اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔"

اور آیت میں ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾ (۹۹/ الزلزال:۷، ۸)

"تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔"

خواہ وہ نیکی یا بدی کسی مکان میں، محل، قلعے، پتھر کے سوراخ، آسمانوں کے کونوں، اور زمین کی تہہ میں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں وہ اسے لا کر پیش کرے گا، وہ بڑے باریک علم والا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس پر ظاہر ہے، اندھیری رات میں چیونٹی چل رہی ہو اس کے پاؤں کی آہٹ کا بھی وہ علم رکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی عمل کرے کسی بے سوراخ پتھر کے اندر جس کا نہ کوئی دروازہ ہو نہ کھڑکی، اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دے گا (مسند احمد)

حضرت لقمان اپنے بیٹے میں تقویٰ کی صفات پیدا کرنا چاہتے تھے اس لئے کہا، بیٹے! نماز کا خیال رکھنا، اس کے فرائض اور اوقات وغیرہ کی پوری حفاظت کرنا۔ اپنی طاقت کے مطابق پوری کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی باتوں کی تبلیغ کرتے رہنا۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہنا۔ اور چونکہ نیکی کا حکم، بدی سے روکنا ایسا کام ہے جو عموماً لوگوں کو کڑوا لگتا ہے اور حق گو شخص سے لوگ دشمنی رکھتے ہیں، ایسی صورتحال پیغمبروں کے ساتھ بھی ہوتی رہی ہے، اس لئے ساتھ ہی فرمایا کہ لوگوں سے جو ایذا اور مصیبت پہنچے اس پر صبر کرو، درحقیقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں ننگی شمشیر کی مانند رہنا اور حق پر مصیبتیں جھیلتے ہوئے جواں مردی کا ثبوت دینا ہی مومن کی نشانی ہے۔

پھر فرماتے ہیں اپنا منہ لوگوں سے نہ موڑ، تا کہ انہیں حقیر سمجھنے لگو یا اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر لوگوں سے تکبر نہ کرنا۔ بلکہ نرمی اور خوش خلقی سے پیش آنا اور خندہ پیشانی سے بات کر۔ حدیث میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبسمك في وجه اخيك صدقة۔ (ترمذی: ۱۹۵٦)
"کسی مسلمان بھائی سے تو کشادہ پیشانی سے مل لے تو یہ بھی تیری بہت بڑی نیکی ہے، خندہ پیشانی سے سلام کرنا بھی نیکی ہے۔"

لقمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچے کو تکبر نہ کرنے کی وصیت کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تحقیر آمیز رویہ اختیار کرو اور مسکینوں سے بات کرنے میں بھی عار محسوس کرو، کیونکہ بے رخی اختیار کرتے ہوئے بات کرنا بھی غرور میں داخل ہے۔ لہجہ بدل کر گھمنڈ بھرے الفاظ سے بات چیت کی بھی ممانعت ہے۔ "صَـعْـر" ایک بیماری ہے جو اونٹوں کی گردن میں یا سر میں ظاہر ہوتی ہے اور اس سے گردن بھی ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اس سے محاورہ نکلا ہے "فـلان صـعّـر خـدّه،" کہ فلاں شخص نے اُونٹ کی طرح اپنا گال پھیر لیا، یعنی "تکبر" کے ساتھ پیش آیا۔ اور عرب عموماً تکبّر کے موقعہ پر صعر کا محاورہ استعمال کرتے ہیں۔ زمین پر غرور و تکبّر سے نہ چلو یہ چال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند رکھتا ہے جو خود بین، متکبّر، سرکش اور فخر و غرور کرنے والے ہوں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۳۷)
"یعنی، اکڑ کر زمین پر نہ چلو نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں تواضع اختیار کرو کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے (مسلم)۔ لہٰذا تواضع اور اُنس و محبت کے ساتھ برتاؤ کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے ایک مرتبہ تکبّر کا ذکر آ گیا تو آپ ﷺ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی۔ اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ جب میں کپڑے دھوتا ہوں اور خوب سفید ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں تو میں ان سے خوش ہوتا ہوں۔ اس طرح جوتے میں اچھا تسمہ بھلا لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تکبّر نہیں ہے۔ تکبر اس کا نام ہے کہ تو حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے، چال میں میانہ رو ہونا اور شیریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتار ہونا اعلیٰ شخصیت کی علامتیں ہیں۔ اے بیٹے یاد رکھو کہ بدترین آواز گدھے کی ہے، جو پوری طاقت کے ساتھ بے سود چلاتا ہے، گویا ضرورت سے زیادہ بلند اور کریہہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسنِ معاشرت کے خلاف ہے۔ آواز کی پستی یا بلندی حقیقی اور فطری ضرورت کے لحاظ سے ہونی چاہیے۔

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی چند نصیحتیں

۱۔ حضرت لقمان حکیم کا ایک قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جب کوئی چیز سونپ دی جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے

۲۔ یہ قول بھی ہے کہ تصنع سے بچو یہ رات کے وقت ڈراونی چیز ہے اور دن کو مذمت و برائی والی ہے۔

۳۔ آپ نے اپنے بیٹے سے یہ بھی فرمایا تھا کہ حکمت سے مسکین لوگ بادشاہ بن جاتے ہیں۔

۴۔ آپ کا فرمان ہے کہ جب کسی مجلس میں پہنچو پہلے اسلامی طریقے کے مطابق سلام کرو پھر مجلس کے ایک طرف بیٹھ جاؤ۔ دوسرے نہ بولیں تو تم بھی خاموش رہو۔ اگر وہ لوگ ذکر اللہ کریں تو تم اُن میں سب سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو اور اگر فضول گفتگو شروع کر دیں تو تم اُس مجلس کو چھوڑ دو۔

اخلاق حسنہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بد خلقی سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ اچھے اخلاق سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بداخلاقیاں نیک اعمال کو غارت کر دیتی ہیں، جیسے شہد کو سرکہ خراب کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غلام خریدنے سے غلام نہیں بڑھتے لیکن خوش اخلاقی سے لوگ بہت سے گرویدہ اور فدائی ہو سکتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر)

قرآن مجید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (٦٨/ القلم: ٤) ''بے شک آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔''

اخلاق حسنہ کو اسلام میں بڑی فضیلت حاصل ہے اور جتنی اہمیت ''حسن خلق'' کو دی گئی ہے شاید ہی اتنی اہمیت کسی اور عبادت کو دی گئی ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ((انما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعثت لا تمم مکارم الاخلاق)) ''قیامت کے دن میزان میں حسن خلق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہ ہوگی'' (موطا) ''یقیناً قیامت کے دن (مومن کے اعمال کے) ترازو میں سب سے وزنی چیز اخلاق ہوں گے۔'' اور یقیناً اللہ تعالیٰ فحش گو اور بدزبان سے بغض رکھتے ہیں (ترمذی) ''بے شک مومن اپنے اخلاق کریمانہ کی بنیاد پر راتوں کو قیام کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کا درجہ پالیتا ہے'' (ابوداؤد، عن عائشہ رضی اللہ عنہا) تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں گے، (ریاض الصالحین) ''خندہ پیشانی اور کسی کو تکلیف دینے سے اجتناب کرنا، آپ ﷺ کے اس فرمان کو حسن خلق کا نام دیا گیا ہے۔

تکبّر کی مذمت

حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبّر ہو۔ فرماتے ہیں جس دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبر ہے وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا۔ ارشاد ہے کہ انسان اپنے غرور اور خود پسندی میں بڑھتے بڑھتے اللہ تعالیٰ کے ہاں جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر سرکشیوں کے عذاب میں پھنس جاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں ''غرور کا سر نیچا ہوتا ہے'' اللہ ایسے انسان کو ضرور سزا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان (آیات ۲۰ تا ۲۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی بے شمار نعمتوں کا اظہار فرما رہا ہے کہ دیکھو آسمان کے ستارے تمہارے لئے کام میں مشغول ہیں، بادل، بارش، وغیرہ سب تمہارے نفع کی چیزیں ہیں، آسمان تمہارے لئے محفوظ اور مضبوط چھت ہے، زمین کی نہریں، چشمے، دریا، سمندر، درخت، کھیتی، پھل پھول، یہ سب نعمتیں بھی اسی نے دے رکھی ہیں۔ پھر ان ظاہری بے شمار نعمتوں کے علاوہ باطنی بے شمار نعمتیں بھی اس نے تمہیں دے رکھی ہیں۔

قرآن مجید مونس و ہمدم بن کر انسان سے کہتا ہے کہ آؤ تمہارے ساتھ ہو کر تمہیں کچھ دکھاؤں۔ پیارے انسان یہ دیکھتے ہو کہ سورج کس باقاعدگی سے مشرق سے نکل کر مغرب میں ہر روز ڈوبتا ہے اور چاند تاروں کی گردش دیکھو، دن اور رات کا ادل بدل دیکھو، موسموں کے چرخے کا گھماؤ دیکھو یہ مقررہ ڈھنگ سے چلنے والی ہوائیں یہ ہواؤں کے دوش پر لد کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے والے بادل اور پھر بادلوں کا کثیف بن جانا یہ مردہ زمینوں کا زندہ ہونا یہ ننھے ننھے بیجوں کا پھوٹنا، یہ نشوونما پاتی فصلیں یہ ہرے بھرے کھیت یہ طرح طرح کے درخت، ان پر لگنے والے مختلف رنگوں اور ذائقوں کے پھل، یہ زمین پر بنے ہوئے راستے اور ان کو نمایاں کرنے والے نشانات، یہ سمندروں پر تیرتی کشتیاں، یہ پہاڑ جیسی اٹھتی موجیں، یہ کشتیوں اور طوفانوں کی کشاکش میں انسانی زندگی کا ڈانواں ڈول ہونا، خود انسان کا اپنا نظام ولادت و پرورش، انسانوں کی شکلوں اور رنگوں اور بولیوں کا تفاوت، یہ تمہارے سامنے پھیلی ہوئی کتاب حقیقت کی روشن آیات ہیں۔ ان میں تم تین باتیں نمایاں دیکھتے ہو، ایک نظم و ترتیب دوسرے توافق اور تیسرے حسن و جمال اور وہ رحمٰن دریافت کرتا ہے۔

﴿مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ﴾ (٦٧/ الملك:٣)

”تو اللہ رحمان کی پیدائش و خلق میں کوئی نقص و کوتاہی نہ پائے گا ایک بار ذرا نگاہ ڈال۔ کیا اس نظام میں کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔“

قرآن اپنے شاگرد کو پھر توجہ دلاتا ہے کہ یہ تمام چیزیں قانون کی پابند ہیں اور ایک اقتدار میں جکڑی ہوئی ہیں اتنے بھاری بھاری اجرام اور عالم طبعی کو طوفانی طاقتوں کو ضوابط کی زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے اور وہ قوت برتر کے سامنے مطیع و منقاد اور مسلم عاجز بنی ہوئی ہے۔

﴿وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا﴾

(٣/ آل عمرٰن: ٨٣)

”اور آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں چاروناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں۔“

یوں قرآن شہر زندگی کے انجان نووارد کو گھماتے پھراتے اور یہاں کے احوال کا مشاہدہ کراتے کراتے اس کے اندر غیر محسوس طور سے یہ احساس پیدا کر دیتا ہے کہ یہاں تمہارا مقام مالک اور حاکم و مقتدر کا نہیں ہے بلکہ محکومی اور عبودیت کا ہے اور تمہاری خبر اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے کہ اپنے آپ کو "مليك مقتدر" کی رضا کے حوالے کردو۔

حق یہ تھا کہ اس کی ذات پر سب کے سب ایمان لاتے لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ اب تک اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہی الجھ رہے ہیں اور محض جہالت سے ضلالت سے بغیر کسی سند اور دلیل کے اڑے ہوئے ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کی اتباع کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو آباء واجداد کی تقلید کریں گے۔ اگرچہ اُن کے باپ دادا بے عقل اور بے راہ تھے، گو کہ وہ شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے اور اُس نے انہیں دوزخ کی راہ پر ڈال دیا تھا؟ تو کیا پھر بھی اُن کی پیروی کرتے رہیں گے اور آباء کی اندھی تقلید سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی۔

آیات: ۲۲ تا ۲۴

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرے اور اپنے تمام ارادوں سے دستبردار ہو جائے۔ تمام اعمال میں رضائی الٰہی کا طالب ہو تو اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا گویا اللہ تعالیٰ کا وعدہ لے لیا کہ وہ نجات یافتہ ہے۔ انجام کار اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اے پیغمبر ﷺ! کافروں کے کفر سے آپ ﷺ غمگین نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر یونہی جاری ہو چکی ہے سب کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اس وقت اعمال کے بدلے ملیں گے اللہ تعالیٰ پر کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ دنیا میں مزے کر لیں پھر تو ان عذابوں کا مزہ چکھنا پڑے گا جو بہت سخت اور نہایت گھبراہٹ والے ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾

(۱۰/ یونس: ٦٩)

"کہہ دو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرنے والے فلاح نہیں پائیں گے۔"

﴿مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ﴾ (۱۰/ یونس: ۷۰)

"(اُن کے لئے) جو فائدے ہی دنیا میں ہیں، پھر اُن کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، اُس وقت ہم اُن کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ وہ کفر کیا کرتے تھے۔''

آیات: ۲۵ تا ۲۶

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ یہ مشرک اس بات کو مانتے ہوئے کہ سب کا خالق اکیلا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی نسبت خود جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اور اس کے ماتحت ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ تمام کائنات کا خالق کون ہے؟ تو ان کا جواب بالکل سچا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ! تو کہہ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اتنا تو تمہیں اقرار ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اکثر مشرک بے علم ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (۲۹/ العنكبوت:۶۱)

''اور اگر اُن سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے تمہارے زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے تو پھر یہ کہاں اُلٹے جا رہے ہیں۔''

زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی، چھپی کھلی چیز اللہ کی پیدا کردہ اور اسی کی ملکیت ہے۔ وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، وہی سزاوارِ حمد ہے، وہی خوبیوں والا ہے۔ پیدا کرنے میں بھی، موت دینے میں اور زندہ کرنے میں بھی وہی قابل تعریف ہے۔

آیات: ۲۷ تا ۲۸

اللہ رب العالمین اپنی عزت، کبریائی، بڑائی، بزرگی، جلالت اور شان بیان فرما رہا ہے۔ اپنی پاک صفات، اپنے بلند ترین نام اور اپنے بے شمار کلمات کا ذکر فرما رہا ہے جنہیں نہ کوئی گن سکے نہ ان کا احاطہ ہو سکے اور اُن کی حقیقت کو کوئی پا سکے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ اے اللہ! میں تیری نعمتوں کا اُتنا شمار بھی نہیں کر سکتا جتنی ثنا تو نے اپنی آپ بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر روئے زمین کے تمام تر درخت قلمیں بن جائیں اور تمام سمندروں کے پانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاہی بن جائیں اور ان کے ساتھ ہی سات سمندر اور بھی ملائے جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت، صفات، جلالت و بزرگی کے کلمات لکھنے شروع کیے جائیں تو یہ تمام قلم گھس جائیں، ختم ہو جائیں، سب سیاہیاں پوری ہو جائیں یعنی ختم ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تعریفیں ختم نہ ہوں گی یہ نہ سمجھا جائے کہ سات سے زیادہ سمندر ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات لکھنے کے لئے کافی ہو جائیں گے، نہیں، یہ گنتی تو زیادتی دکھانے کے لئے ہے اور یہ بھی نہ سمجھا جائے کی سات سمندر موجود ہیں اور وہ عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ (۱۸/ الکهف:۱۰۹)

”کہہ دو اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کو لکھنے کے لئے سیاہی ہو تو قبل اس کے تم میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور اُس کی مدد کو لائیں۔“

پس یہاں بھی مراد صرف اسی جیسا ایک ہی سمندر لانا نہیں بلکہ ویسا ایک پھر ایک اور بھی، الغرض خواہ کتنے ہی آ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی باتوں سے مراد اس کے تخلیقی کام، اس کی قدرت و حکمت کے کرشمے وغیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے تمام اشیاء اس کے سامنے پست و عاجز ہیں کوئی اس کے ارادہ کے خلاف نہیں جا سکتا۔ پھر فرمایا: تمام لوگوں کا پیدا کرنا اور انہیں مار ڈالنے کے بعد زندہ کر دینا مجھ پر ایسا ہی آسان ہے جیسے ایک شخص کا۔ اس کا تو کسی بات کا حکم فرما دینا کافی ہے۔

﴿وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (۲/ البقرة:۱۱۷)

”وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔“

﴿اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (۳/ آل عمران: ٤٧)

”جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

(۱٦/ النحل:٤٠)

"جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری بات یہی ہے کہ اس کو کہہ دیتے ہیں" کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔"

تو نہ اسباب اور مادّے کی ضرورت، بس ایک فرمان میں قیامت قائم ہو جائے گی، اور ایک ہی آواز کے ساتھ سب جی اُٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام باتوں کا سننے والا ہے، سب کے کاموں کا جاننے والا ہے۔ اُس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

آیات: ۲۹ تا ۳۰

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ (۲/ البقرۃ:۱٦٤)

"بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (جہازوں) میں جو سمندر میں لوگوں کے فائدے کے لئے رواں ہیں اور بارش میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا ہے اور اس سے زمین کو مرنے (خشک ہونے) کے بعد سرسبز کر دیتا ہے اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں عقلمندوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔"

پھر فرمایا: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔(۳/آلِ عمران:۱۹۰)

رات کو کچھ گھٹا کر دن کو کچھ بڑھانے والا اور دن کو کچھ گھٹا کر رات کو کچھ بڑھانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سورج، چاند اُسی کے تحتِ فرمان ہیں۔ جو جگہ مقرر ہے وہیں چلتے ہیں، قیامت تک برابر اِسی چال پر چلتے رہیں گے۔ صحیحین میں حضور ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ جا کر اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ ایک دن اُس سے کہہ دیا جائے جہاں سے آیا ہے وہیں کو لوٹ جا۔ فرمان ہے کیا تُو نہیں جانتا کہ زمین آسمان میں جو کچھ ہے سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ سب کا خالق سب کا عالم اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسے ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾

(٦٥/ الطلاق:١٢)

''اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ویسی ہی زمینیں۔''

یہ نشانیاں پروردگارِ عالم اس لئے ظاہر فرماتا ہے کہ تم ان سے اللہ تعالیٰ کے حق وجود پر ایمان لاؤ اور اس کے سوا سب کو باطل مانو۔ وہ سب سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ سب کے سب اِس کے محتاج ہیں۔ گویا ساری مخلوق مِل کر ارادہ کر لے کہ ایک مکھی پیدا کریں سب عاجز آ جائیں گے اور ہرگز اتنی قدرت بھی نہ پائیں گے، وہ سب سے بلند ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے جس کے سامنے کسی کو کوئی بڑائی نہیں۔ ہر چیز اُس کے سامنے حقیر اور پست ہے۔

آیات:۳۱ تا ۳۲

اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندروں میں جہاز رانی ہو رہی ہے اگر وہ پانی میں کشتی کو تھامنے کی اور کشتی میں پانی کو کاٹنے کی قوت نہ رکھتا تو پانی میں کشتیاں کیسے چلتیں؟ وہ تمھیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلا رہا ہے۔ اِس بحری سفر میں حوادث وغیرہ پر غور کرنا انسان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر کرنے والے ان سے بہت کچھ عبرتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ جب ان کفار کو سمندروں میں موجیں گھیر لیتی ہیں اور ان کی کشتی ڈگمگانے لگتی ہے اور موجیں پہاڑوں جیسے سائبانوں کی طرح اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر کشتیوں کو ڈھانپ لیتی ہیں تو اپنا شرک کفر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور گریہ و زاری سے ایک اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ انسانی فطرت اور ضمیر کی آواز یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ وحدہ لاشریک لہ کو پکارا جائے۔ فتح مکہ کے دن کچھ کافر جن میں عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا جان بچانے کی غرض سے کشتی میں سوار ہو کر بھاگ نکلے، طوفان آیا، ڈوبنے لگے تو سب مل کر خاص اللہ کو پکارنے لگے۔ تو عکرمہ نے منت مان لی اگر اللہ نے اس طوفان سے نجات دی تو میں واپس جا کر محمد ﷺ سے بیعت کرلوں گا۔ اللہ نے نجات دی، انہوں نے اقرار پورا کیا اور صدق دل سے مسلمان ہو گئے (رضی اللہ عنہ)

جیسے اور جگہ ہے:

﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا﴾

(۱۷/ بنی اسرائیل:٦٧)

''اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے تو جن کو تم پکارا کرتے ہو تو سب اُس پروردگار کے سوا گم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جب وہ تم کو ڈوبنے سے بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔''

اور آیت میں ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ (۲۹/ العنكبوت:٦٥)

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اور خالص اسی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ اُن کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔"

مُقْتَصِدْ کے لفظی معنی یہ ہیں کہ ان میں سے بعض متوسط درجے کے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن کی ہولناکی سے ڈرا رہا ہے اور اپنے "تقویٰ" کا حکم فرما رہا ہے: ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴾ (٢/ البقرة:٤٨)

"اور اُس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ کسی کی سفارش منظور کی جائے اور نہ کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائے اور نہ لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں۔"

بنی اسرائیل کے بگاڑ کی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ آخرت کے متعلق ان کے عقیدے میں خرابی آ گئی تھی۔ وہ اس قسم کے خیالاتِ خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ہم جلیل القدر انبیاء کی اولاد ہیں، بڑے بڑے اولیاء، صلحا اور زُہاد سے نسبت رکھتے ہیں، ہماری بخشش تو اُنہیں بزرگوں کے صدقے میں ہو جائے گی، ان کا دامن گرفتہ ہو کر بھلا کوئی سزا کیسے پا سکتا ہے، انہیں جھوٹے بھروسوں نے ان کو دین سے غافل اور گناہوں کے چکر میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس لیے نعمت یاد دلانے کے ساتھ فوراً ہی ان کی ان غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے۔

(تفهيم القرآن: ج ١ ص ٨٥، ٨٤)

فرمایا:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○﴾ (٨٠/ عبس:٣١، ٣٤)

"اُس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اپنی بیوی اور بیٹے سے" ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہو گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ معارج کی آیات میں فرمایا اور کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا (حالانکہ) ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے، اُس روز گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب کچھ دیدے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ (آیات ۷۰/۱۵-۱۰)

سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

بھاگنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے ان عزیزوں کو، جو دنیا میں اُسے سب سے زیادہ پیارے تھے، مصیبت میں مبتلا دیکھ کر بجائے اس کے کہ ان کی مدد کو دوڑے، الٹا ان سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اسے مدد کے لیے پکار نہ بیٹھیں۔ اور یہ مطلب ہی ہوسکتا ہے کہ دنیا میں اللہ سے بے خوف اور آخرت سے غافل ہو کر جس طرح یہ سب ایک دوسرے کی خاطر گناہ اور ایک دوسرے کو گمراہ کرتے رہے، اُس کے بُرے نتائج سامنے آتے دیکھ کر ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگے گا کہ کہیں وہ اپنی گمراہیوں اور گناہ گاریوں کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالنے لگے۔ بھائی کو بھائی سے، اولاد کو ماں باپ سے، شوہر کو بیوی سے، اور ماں باپ کو اولاد سے خطرہ ہوگا کہ یہ کم بخت اب ہمارے خلاف مقدمے کے گواہ بننے والے ہیں۔

احادیث میں مختلف طریقوں اور سندوں سے یہ روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے روز سب لوگ ننگے بچے اٹھیں گے۔" آپ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے (بروایت بعض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، اور بروایت بعض حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اور بروایتِ بعض ایک خاتون نے گھبرا کر پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے ستر اُس روز سب کے سامنے کھلے ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرما کر بتایا کہ اُس روز کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کا ہوش نہ ہوگا۔ (نسائی، ترمذی، ابن ابی حاتم، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی، حاکم)۔ (تفہیم القرآن: ج ۶ ص ۲۶۰، ۲۵۹):

تو ثابت ہوگیا کہ اُس دن باپ اپنے بچے کو یا بچہ اپنے باپ کے کچھ کام نہ آئے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرے کا فدیہ بھی نہ ہو سکے گا۔ تم دنیا پر اعتماد نہ کرو اور دارِ آخرت کو فراموش نہ کر جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ آ جاؤ۔ فرمایا قیامت کا دن جھگڑوں کے فیصلوں کا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ خود سامنے ہوگا، کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا، کسی کو دوسرے کے بارے میں نہ پکڑا جائے گا، نہ باپ بیٹے کے بدلے نہ بیٹا باپ کے بدلے نہ بھائی بھائی کے بدلے نہ غلام آقا کے بدلے نہ کوئی کسی کا غم و رنج کرے گا نہ کسی کو کسی سے شفقت و محبت ہو گی۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے پکڑا جائے گا، ہر شخص آپا دھاپی میں ہوگا، ہر ایک اپنی فکر میں ہوگا، ہر ایک اپنا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہوگا۔

یہ حقیقت ہے کہ روزِ آخرت انبیاء و رُسل، صلحاء کرام اور خاص طور پر آپ ﷺ گنہگاروں کی سفارش کریں گے مگر یہ سفارش اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی اور اُتنی ہوگی جتنی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی: فرمایا:

﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (۷۸/ النبأ:۳۸)

''جس دن روح الامین اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا۔ مگر جس کو رحمان اجازت مرحمت فرمائے اور اُس نے بات بھی درست کہی ہو۔''

آیت: ۳۴

یہ غیب کی وہ کنجیاں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں، مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اُسے معلوم کرائے۔ ''غیب کی سب باتوں کی خبریں اللہ ہی کو معلوم ہیں۔''

''غیب نام ہی اُس چیز کا ہے جو مخلوقات سے پوشیدہ اور صرف اللہ پر روشن ہو اور فی الحقیقت قیامت کے آنے کا صحیح وقت نہ تو کوئی نبی مرسل جانے نہ کوئی مقرب فرشتہ اس کا وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس طرح بارش کب کہاں اور کتنی برسے گی اس کا علم بھی کسی کو نہیں ہاں جب اُن فرشتوں کو حکم ہوتا ہے جو اس پر مقرر ہیں تب وہ جانتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ معلوم کرائے۔ اس طرح حاملہ کے پیٹ کے بارے میں بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے، مگر تم نہیں جانتے کہ تمہاری ہونیوالی اولاد کس شکل میں، کن اچھائیوں یا برائیوں کے ساتھ برآمد ہوگی۔ اس طرح کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ نہ کسی کو یہ علم ہے کہ وہ کہاں مرے گا؟

﴿وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ﴾ (٦/ الانعام:٥٩)

''اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((في خمس لا يعلمهن الا الله ثم تلا النبي صلى الله عليه وسلم ان الله عنده علم الساعة))

(صحيح البخاري، ص: ١٢ ؛ صحيح مسلم، ج ١ ص ٢٩ ؛ نسائی ج ٢ ص ٢٦٣ ؛ ابن ماجه ص ٧)

یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورۃ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغيب خمس لا يعلمها الا الله (صحیح بخاری ٢ ص ٦٨١) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو بھی عطا نہیں فرمایا:

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہوگیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ سال مراد ہیں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھو اشارۃ الی ھذہ العلوم الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ۔

(مدارک ج ۳ ص ۲۱۹)

"یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے کہ جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔"

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ وتابعین وعبارات مفسرین سے ثابت وواضح ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے

قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال، کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

قال سمعتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمھا عنداللہ

(صحیح مسلم، ج ۲ ص ۳۱۰)

البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں اور بچے کی پیدائش کی خبر دے دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات وعلامات کے ذریعہ اس کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائے گا، کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطور ملکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہوگی میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا، یہ بتائیے کہ میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سورۂ لقمان میں آیات توحید

۱۔ هذا خلق الله فارونی ماذا خلق الذین من دونه (ع ۱) نفی شرك فی التصرف۔

۲۔ یبنی لا تشرك بالله (ع ۲) نفی شرک ہر قسم

۳۔ وان جاهداك علی ان تشرك (ع ۲) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

۴۔ ولئن سألتهم من خلق السموٰت - تا- هو الغنی الحمید (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ ولو ان ما فی الارض -تا- ان الله عزیز حکیم (ع ۳) نفی شرک فی العلم۔

۶۔ ذلك بان الله هو الحق - تا- وان الله هو العلی الكبیره (ع ۳) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔

۷۔ ان الله عنده علم الساعة - تا - اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْم خبیره (ع ٤) نفی شرک فی العلم۔(تفسیر جواهر القرآن ج ۲، ص ۷۱۷۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم: الحدیث

حفاظت وتدوین حدیث

اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں، قرآن اور حدیث۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾

(۵۹/ الحشر:۷)

''جو تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله و سنة ورسوله)) (مؤطا امام مالك)

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان سے چمٹے رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب، دوسری اس کے رسول کی سنت۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا انتظام فرمایا اسی طرح حدیث کی حفاظت کا بھی اہتمام ہوا۔ جہاں قرآن مجید کو وحی جلی مانا گیا ہے وہاں حدیث کو وحی خفی تسلیم کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے:

((انما اوتیت القرآن ومثله معه)) (سنن ابو داؤد)

''مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عطا کیا ہے اور اس جیسی ہی ایک دوسری چیز بھی۔''

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ حدیث کی جمع وتدوین کا کام رسول اکرم ﷺ کی وفات کے سو سال بعد شروع ہوا، جو تکنیکی (Technically) اعتبار سے صحیح ہے مگر جہاں تک حفاظت حدیث کا تعلق ہے تو یہ رسول اکرم ﷺ کی وفات سے پہلے اس کا اہتمام ہو چکا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان لا تکتبوا عنی شیئا غیر القرآن (صحیح مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض وقتی حکم تھا کیونکہ اس وقت قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ کو الگ الگ لکھنے اور جمع کرنے کا اہتمام نہیں تھا اور رسول اکرم ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ قرآن اور حدیث باہم مل جائیں۔ اس کے باوجود بھی رسول اکرم ﷺ نے حدیث رسول ﷺ کو حفظ اور یاد کرنے کی ترغیب دی"حدثوا عنی ولا حرج" میری حدیث بیان کرو کچھ حرج کی بات نہیں۔"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث کو حفظ کیا کرتے تھے، دستاویزی طور پر لیکن یہ ثابت ہے کہ جتنی احادیث اس وقت صحیح بخاری میں موجود ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد ان مجموعات میں موجود تھیں جو رسول اکرم ﷺ کے دور میں لکھے جا چکے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے کاتبان وحی (حضرات علی، زید اور معاویہ رضی اللہ عنہم) متعین کر دیئے تو اس کے بعد آپ نے حدیث لکھنے کی پوری آزادی اور ترغیب دی۔ مثلاً جب ابو شاہ یمنی نے درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:"اکتبوا لابی شاہ"(بخاری)"یہ احکامات ابوشاہ کو لکھ دو۔" جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کتابت حدیث کی ممانعت محض وقتی تھی۔

کتابتِ حدیث عہد رسالت میں

ا۔ الصحیفہ الصادقہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ" فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے زیادہ حدیثیں اگر کسی کو یاد ہیں یا جس کے پاس محفوظ ہیں وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس لئے کہ میں زبانی حدیثیں یاد رکھتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما انہیں لکھ لیا کرتے تھے۔(فتح الباری)۔ بعدازاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث لکھنا شروع کر دی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ہم آپ ﷺ سے بہت سی حدیثیں سنتے ہیں جو ہمیں یاد نہیں رہتیں کیا ہم لکھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:"بلی فاکتبوھا" ہاں کیوں نہیں تم انہیں ضرور لکھا کرو(ابوداؤد)۔ اس کے بعد جو کچھ میں رسول اکرم ﷺ سے سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا۔ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا رسول ﷺ بشر ہیں، بہت سی باتیں آپ غصے کی حالت میں بھی فرماتے ہیں، میں نے آپ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لکھ لیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرو۔ پھر اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الا الحق"

(ابو داؤد، احمد، دارمی)

"مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔"

"الصحیفہ الصادقہ" دراصل احادیث کا وہ مجموعہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔ بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ اس صحیفے کو "الصادقہ" کا نام محض اس لئے دیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے یہ احادیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھ کر لکھی تھیں پھر ان کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق بھی کروائی تھی۔

۲۔ کتاب الصدقہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں "کتاب الصدقہ" لکھوائی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گورنروں کو بھیجنا چاہتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد یہ کتاب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کے پاس بھجوائی۔ اس میں جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل تحریر تھے۔ (ترمذی)

۳۔ صحیفہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ صدقات اور خون بہا کے احکام پوری تفصیل کے ساتھ اہل یمن کے لئے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھوا دیئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجموعے کو حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لڑکوں سے حاصل کیا۔

(دار قطنی، طحاوی)

۴۔ صحیفہ عمرو وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: حضرت وائل بن حجر حضر موت کے شہزادوں میں سے تھے، مدینہ منورہ حاضر ہو کر مسلمان ہوئے، جب وطن جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ صحیفہ لکھوا کر دیا، جس میں نماز، روزہ، شراب، سود وغیرہ کے احکام تھے۔ (طبرانی صغیر)

۵۔ صحیفہ اہل یمن: اہل یمن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر ایک صحیفہ لکھوا کر بھیجا، جس میں نکاح، طلاق اور غلاموں کے بارے میں احکامات درج تھے۔ اسی نسبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ صحیفہ اہل یمن کے نام سے معروف ہوا۔ (مسند دارمی)

۶۔ معاہدہ صلح حدیبیہ: احادیث اور سیرت کی کتب میں صلح حدیبیہ کے معاہدے کی جو زبانی روایات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حافظے سے شرائط منتقل ہوئیں وہ من وعن وہی تھیں جو معاہدے میں لکھی گئی تھیں۔

۷۔ سیاسی وثیقہ جات: صلح حدیبیہ کے بعد جو خطوط رسول اکرم ﷺ نے اس دور کے بادشاہوں کو لکھے ان کی تعداد تقریباً سو ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فرانس) نے اس موضوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی، جس میں ثابت کیا کہ احادیث کی کتابوں میں ان خطوط کا جو متن موجود ہے وہی رسول اکرم ﷺ کی طرف سے لکھوایا گیا تھا۔ ان خطوط میں ایک خط وہ بھی ہے جو مصر کے بادشاہ مقوقس کے نام لکھا گیا تھا، یہ خط مصر کے آثار قدیمہ کی کھدائی میں برآمد ہوا اور آج بھی مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ (مجموعہ الوثائق ۵۰) تاریخ کی کتابوں میں اصل خط کا عکس موجود ہے۔ روایت اور کتابت میں کوئی فرق نہیں۔

۸۔ میثاق مدینہ: کتابت حدیث کا ایک بڑا ثبوت وہ معاہدہ بھی ہے جو رسول اکرم ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ تحریری طور پر کیا تھا حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "البدایہ والنہایہ" میں مکمل نقل کیا ہے۔

حدیث کی حفاظت اور کتابت کا یہ اہتمام اس لئے تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے بڑی سخت وعید سنائی: "من كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار" "جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔" لہٰذا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیث کو صحیح لکھنے اور محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔

عہد صحابہ اور کتابتِ حدیث

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زیادہ جانفشانی کے ساتھ احادیث رسول ﷺ کو محفوظ کرنے کی سعی کی۔ ان کے سامنے آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود تھا: نضر الله امرء ا سمع مناشيئا فبلغه كما سمعه فرب مبلغ اوعى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من سامع- (ترمذی) ''اللہ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر اسے اسی طرح لوگوں تک پہنچایا کیونکہ بعض وہ لوگ، جن کو یہ بات پہنچائی جاتی ہے براہ راست سننے والوں سے اس حدیث کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔''

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: الا لیبلغ الشاھد الغائب فلعل بعض من یبلغه ان یکون اوعی له من بعض من سمعه (بخاری) ترجمہ: اچھی طرح جان لو جو لوگ یہاں موجود ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ یہ باتیں جو یہاں موجود نہیں ان تک پہنچا دیں۔ ہوسکتا ہے کہ جن کو یہ بات پہنچے گی ان لوگوں کی نسبت زیادہ یاد رکھنے والے ہوں جنہوں نے اسے خود سنا ہے۔''

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث کا ایک مجموعہ تھا جو انہوں نے خود مرتب کیا تھا۔ جب لوگوں نے آپ سے درخواست کی تو آپ نے انہیں دکھایا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رسول اکرم ﷺ کی احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس قدر کتابیں ہیں کہ جو ایک اونٹ پر لادی جاسکتی ہیں۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ احادیث کو زبانی یاد کیا کرتے تھے اور صحاح ستہ میں سب سے زیادہ روایات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی صبحیں اور شامیں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں گزرتی تھیں۔ سفر و حضر میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک دن عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کی باتیں بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا یہی تمنا ہے کہ میری باتیں یاد رہیں؟ عرض کی جی ہاں! فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چادر پھیلائی اور رسول اکرم ﷺ نے اوک (چلو) بھر کر چادر میں ڈال دیا۔ فرمایا: سمیٹ لو! وہ خالی اوک دراصل علم و فضل کی دولت تھی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو میسر آئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دن کے بعد سے میں نے جو بات رسول اکرم ﷺ سے سنی مجھے کبھی نہیں بھولی۔ یہ عجیب واقعہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی کل تعداد ۵۳۷۶ ہے اور صحیح بخاری کی کل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات ان احادیث سمیت جو بار بار مختلف ابواب میں دہرائی گئی ہیں ان کی تعداد چھ ہزار ہے۔ اس حافظے کے باوجود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث کے بہت سے نوشتے تھے۔ (فتح الباری)

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا لکھا ہوا ایک مجموعہ حدیث تھا جس میں پانچ سو احادیث تحریر تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات ان کے بھانجے حضرت عروہ اور حضرت عمرہ رضی اللہ عنہما کے ذریعے لکھی جا چکی تھیں۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایات کا مسودہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے پاس تھا اور وہ قسم کھا کر بیان کیا کرتے تھے کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے۔

۷۔ ان کے علاوہ سعد بن عبادہ رافع بن خدیج، سمرہ بن جندب، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات میں سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوی) کے پاس بھی حدیث کے مجموعے تھے۔

ان مجموعہ ہائے احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سے نوشتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ جو باقاعدہ ابواب اور فصلوں میں تقسیم نہیں کیے گئے تھے۔ غالباً اسی وجہ سے کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ احادیث لکھی ہی نہیں گئی تھیں۔

عہد تابعین میں کتابتِ حدیث: تابعی اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے حالت اسلام میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی صحبت و ملاقات میسر آئی۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ فنی اعتبار سے تدوین حدیث کا کام عہد تابعین میں ہی مکمل ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد مدینہ طیبہ کے گورنر ابوبکر محمد بن عمر بن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے عمال کو حکم دیا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کریں۔ "انظر ما كان من حديث رسول الله فاكتبه فاني خفت دروس العلم وذهاب العلماء۔" (بخاری)

جو حدیث رسول تمہیں ملے اسے ضابطہ تحریر میں لاؤ، اس لئے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے دنیا سے اُٹھ جانے کا خوف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ابو بکر محمد بن عمر بن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کی تدوین شروع کی۔ لکھنے کا طریق کار یہ تھا کہ مدینہ طیبہ میں ایک ایک مہاجر اور انصاری کے گھر جاتے اور ہر مرد و زن اور چھوٹے بڑے سے حدیث کے بارے میں پوچھتے اور لکھتے جاتے، اس طرح ہر قسم کی احادیث ایک جگہ جمع ہو گئیں لیکن ساتھ ساتھ جہاں انہیں حدیث کے ضعیف یا موضوع ہونے کا گمان ہوا اس کی نشاندہی کر دی، لیکن انہیں تلف نہیں کیا۔ مقصد غالباً یہ تھا کہ لوگ ضعیف اور موضوع احادیث سے بھی باخبر ہو جائیں لیکن بعد میں آنے والے محدثین نے کھوٹے اور کھرے کو الگ کر دیا۔ حدیث کی پرکھ کے لئے ''اسماء الرجال'' کا فن ایجاد ہوا، راویوں پر جرح و تعدیل کے اصول مرتب ہوئے اور اس طرح صحاح ستہ کا وجود امت مسلمہ کے لئے باعث خیر و برکت بنا۔

مؤطا امام مالک: اس دور میں مستند ترین کتاب جو حدیث کے سلسلے میں سب سے پہلے لکھی گئی وہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی "المؤطا" ہے جس کے بارے میں محدثین نے فرمایا: اصح الکتب علی ادیم الارض بعد القرآن ''روئے زمین پر قرآن کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب ہے۔'' اس قول کا اطلاق بعد میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر بھی ہوا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا کو فقہی ابواب کے اعتبار سے مرتب کیا۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

تابعین کے بعد تدوین حدیث کا وہ سنہری دور آتا ہے جس میں تالیف و تدوین کا کام بڑے پیمانے پر ہوا۔ ائمہ حدیث نے نہایت محنت و جانفشانی اور عرق ریزی سے حدیثوں کے متن اور اسناد میں تحقیق و تنقید کے بعد احادیث کے مجموعے مرتب کئے۔ اس سے پہلے اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے فتاویٰ بھی احادیث کی کتب میں شامل تھے مگر اس دور میں یہ اہتمام ہوا کہ حدیث کی فنی تقسیم (صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ) کے اعتبار سے حدیث کی کتب تیار ہوئیں۔ اس دور میں بعض محدثین نے اپنی پوری زندگیاں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیں، جس کے نتیجے میں صحاح ستہ جیسا ذخیرہ میسر آیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحاح ستہ اور اُن کے مؤلفین کا تعارف

''صحاح'' صحیح کی جمع ہے اور ستہ کا معنی چھ ہے۔ صحاح ستہ اصطلاحاً ان حدیث کی چھ مشہور کتابوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جنہیں محدثین نے صحیح ہونے کی سند عطا کی ہے۔ حدیث فنی اعتبار سے جب جمع ہوئی اور یہ علم اپنے عروج کو پہنچا تو یہ چھ قابل قدر مجموعے سامنے آئے۔

۱۔ الجامع الصحیح: (صحیح بخاری) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ الجامع الصحیح: (صحیح مسلم) ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ سنن ابو داؤد: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق سجستانی

۴۔ سنن ترمذی: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ سنن نسائی: ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ سنن ابن ماجہ: ابن ماجہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: بعض ائمہ احادیث نے سنن ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ

نام: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم مغیرہ الجعفی بن بردزبہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ (۲۱ جولائی ۸۱۰ء) بخارا میں جمعہ کے روز پیدا ہوئے۔ بخارا کی نسبت سے ہی بخاری کہلائے۔ آپ کے والد اور دادا بخارا کے بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ جلد والد کی شفقت سے محروم ہو گئے، بڑے بھائی احمد بن اسماعیل اور والدہ نے تربیت کی۔ بچپن سے ہی آپ کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد شغف تھا، دس برس کی عمر تھی جو حدیث سنتے فوراً حفظ کر لیتے۔ گیارہ برس کی عمر تک محدث 'داخلی' سے علم حدیث سیکھا، سولہ سال کی عمر میں آپ نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور وکیع بن جراح کی روایات ازبر کر لی تھیں۔

جب آپ حج پر گئے تو حج سے فارغ ہو کر گھر نہیں لوٹے بلکہ حدیث کا علم حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی غرض سے حجاز میں ہی قیام فرمایا۔ تدوین حدیث اور طلب علم کے لئے خراسان، عراق، شام، مصر، بغداد اور بصرہ کے سفر کیے۔

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں قضائے صحابہ وتابعین کے نام سے ایک عظیم کتاب مرتب کی جس میں مختلف شرعی اور معاشرتی امور کے سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم عظام کے احکام اور فیصلے درج تھے۔ کافی سالوں کے علمی سفر کے بعد اپنے وطن تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ آپ نے بخارا میں ہی درس و تدریس اور وعظ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی دوران حاکم بخارا خالد بن احمد نے آپ سے درخواست کی کہ اس کے بچوں کو اس کے گھر آ کر تعلیم دیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اہانت منظور نہیں، اس پر حاکم بخارا نے عرض کی میرے بیٹوں کو مدرسے میں ممتاز جگہ مہیا کی جائے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا علم پیغمبروں کی میراث ہے اس میں خصوصی امتیاز روا نہیں۔ بعض لوگوں نے حاکم بخارا کے کان بھرے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر غرور کا الزام لگایا جس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بخارا چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نیشا پور گئے وہاں بھی امیر شہر سے نہ بنی پھر سمرقند کے ایک گاؤں خرتنگ چلے گئے اور یہیں یکم شوال ۲۵۶ھ سوموار کی رات عید الفطر کو ۶۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا (انا للہ وانا الیہ راجعون) ظہر کی نماز کے بعد مدفون ہوئے۔

صحیح بخاری: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جس کتاب نے بقائے دوام بخشا وہ آپ کی "الجامع الصحیح" (صحیح بخاری) ہے، آپ اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے تھے۔ مسجد نبوی میں بیٹھ کر کتاب التاریخ لکھی۔ آپ کے استاذ محترم شیخ اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ "اگر کوئی شخص اس انداز سے احادیث جمع کرے کہ اس میں سے ضعیف اور موضوع چھانٹ دے تو بہت بہتر ہو۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی اور آپ کی حدیث سے جو الفت تھی اس نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ اٹھارہ سال کی متواتر محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ لاکھ احادیث میں سے چھان پھٹک کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چھ ہزار احادیث کا انتخاب کیا، سات سو اکسٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات موجود ہیں۔

جب آپ کے متعین کیئے ہوئے اصول روایت اور درایت سے کسی حدیث صحیح کا تعین ہو جاتا تو دو رکعت نماز پڑھ کر دعائے استخارہ کرتے، اور پھر اسے کتاب میں درج کرتے۔ صحیح بخاری کی مضمون وار ترتیب مسجد نبوی میں روضہ اطہر اور ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان "روضة من رياض الجنة" میں بیٹھ کر کی گئی۔

حدیث کے ائمہ حق کا فیصلہ ہے بخاری شریف "اصح الكتاب على اديم الارض بعد القرآن" (قرآن کے بعد روئے ارض پر صحیح ترین کتاب بخاری ہے) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فن حدیث پر اس قدر عبور تھا کہ ایک دفعہ دس آدمی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے انہوں نے من گھڑت حدیثیں پیش کیں۔ آپ نے سب کی تردید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ مجلس میں بیٹھے بیٹھے ہزاروں احادیث زبانی سنا دیا کرتے تھے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو آپ کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور "سید المحدثین" "طبیب علم حدیث" اور "استاذ الاساتذہ" کہہ کر خطاب کرتے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے عراق اور خراسان کی زمین میں حدیث، تاریخ، علل حدیث اور اسانید کی پہچان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھا۔"

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس نیلگوں آسمان کے نیچے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں"

www.KitaboSunnat.com

امام زورقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ امت محمدیہ کے فقیہ اور امام ہیں"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بخاری شریف قران کے بعد دنیا کی سب سے صحیح ترین کتاب تسلیم کی گئی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ بھی تھے اور جس طریقے سے انہوں نے فقہی ابواب پر احادیث کو مرتب کیا ہے یہ کتاب بیک وقت حدیث کی کتاب بھی ہے اور فقہ کی بھی، چونکہ ساری کی ساری احادیث مستند اور صحیح کا درجہ رکھتی ہیں اس لئے دین کا ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالب علم بغیر کسی خدشے کے بخاری شریف سے کسب فیض کر سکتا ہے زندگی کے روزمرہ مسائل میں اگر قرآن مجید اور صرف بخاری ہی کو پیش نظر رکھ لیا جائے تو امت مسلمہ کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ موجودہ فرقہ بندی صرف ایک ہی صورت میں ختم ہو سکتی ہے اگر ہم رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق "انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا بعدی ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله۔" (میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب تک ان دونوں سے چمٹے رہو گے۔ ایک کتاب اللہ دوسری اس کے رسول کی سنت) ان دونوں سے چمٹ جائیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۴ھ تا ۲۶۱ھ

نام: مسلم بن حجاج القشیری کنیت ابوالحسین لقب عساکر الدین تھا۔ سلسلہ نسب امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کشاد القشیری ہے۔

حالات: ۲۰۴ھ میں نیشاپور جو خراسان کا ایک مشہور شہر میں پیدا ہوئے۔ تلاش حدیث میں بڑے طویل سفر کئے، عراق، حجاز اور مصر و شام کے متعدد علماء سے علم حدیث حاصل کیا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح علم حدیث سے بے پناہ شغف تھا، بڑی محنت اور لگن کے ساتھ کتابت حدیث کی طرف توجہ دی، آپ کے اساتذہ میں امام احمد بن حنبل، امام یحیٰ نیشاپوری، امام احمد بن یونس الیربوعی، امام حرملہ شافعی رحمۃ اللہ علیہم جیسے شیوخ کے نام آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے علاوہ فقہ اور اسماء الرجال پر کتابیں لکھیں۔ آپ کے تلامذہ میں امام ترمذی، ابوالفضل بن احمد اور ابراہیم بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہم جیسے بزرگ علماء شامل ہیں۔

وفات: رجب ۲۶۱ھ اتوار کے روز وفات پائی، نصیر آباد نیشاپور میں دفن ہوئے۔

مسلم شریف: صحیح مسلم کا اصل نام "الجامع الصحیح" ہے۔ آپ نے انتخاب احادیث میں از حد تحقیق سے کام لیا۔ تین لاکھ احادیث میں سے مسلم شریف کی احادیث کا انتخاب کیا۔ بخاری شریف کے بعد حدیث کی تمام کتابوں میں سے اس کو سب سے بہتر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی جامع بھی صحت اور استناد کے اعتبار سے صحیح بخاری کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب متصور ہوتی ہے۔ جس حدیث کی صحت اور متن پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں کا اتفاق ہوا اِسے اصطلاح حدیث میں "متفق علیہ" کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں غیر مکرر احادیث کی تعداد تین ہزار ہے۔ مسلم شریف میں اسناد پر بہت زور دیا گیا ہے اور خصوصاً بہت زیادہ تنقید سے کام لیا گیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۲ھ تا ۲۷۵ھ

نام: سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ نسب اس طرح ہے "سلیمان بن اشعث بن اسحٰق بن بشیر بن شداد بن عمر بن عمران از سجستانی۔

حالات: ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے، طلب حدیث میں مصر، شام، عراق، حجاز، خراسان کے لئے سفر کیے، متعدد مرتبہ بغداد تشریف لے گئے وہاں انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سیکھی۔ پھر بصرہ میں آ کر آباد ہوئے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام موسیٰ بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام ابوداؤد دنیا میں حدیث کی خدمت اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے۔" ایک دوسرے عالم کا قول ہے۔ "علم و بصیرت میں آپ کے پائے کا کوئی انسان نہیں۔"

اِس لئے متفقہ طور پر آپ کو جرح و تعدیل کا امام مانا گیا ہے۔

وفات: ۱۶ شوال ۲۷۵ھ جمعہ کے روز بصرہ میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

سنن ابوداؤد: آپ کا مرتب کردہ مجموعہ حدیث سنن ابوداود کے نام سے معروف ہوا۔ علماء نے اسے "عجوبہ عالم" قرار دیا۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے چھان بین کے بعد صرف اڑتالیس سو احادیث کا انتخاب کیا۔ جب یہ کتاب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش ہوئی تو انہوں نے اسے پسند فرمایا۔ آپ نے حسن ظن سے بہت کام لیا، اگر راوی پر شک ہوتا یا حدیث میں کوئی قابل اعتراض بات معلوم ہوتی اس پر محض ایک نوٹ لکھ دیتے اور زیادہ جرح نہیں کرتے تھے۔ بہر حال سنن ابی داؤد اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع اور مکمل کتاب ہے، اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تفسیر، تاریخ، فقہ و قانون، زہد و ورع اور جہاد و تبلیغ کا پیغام بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ تا ۲۷۹ھ

نام: محمد، کنیت ابوعیسیٰ سلسلہ نسب یوں ہے "محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک" اپنے قبیلے کی نسبت سے سلمی مشہور ہوئے۔ آخر عمر میں نابینا ہونے کی وجہ سے "ضریر" کہلوائے اپنے گاؤں بوغ کی نسبت سے بوغی اور وطن کی نسبت سے ترمذی مشہور ہوئے۔

حالات: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ میں ترمذ (ترکستان) میں پیدا ہوئے، جو بخارا سے پندرہ میل دور ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں حدیث کا بڑا چرچا تھا۔ آپ کا اپنا شہر علم وفن کا مرکز تھا، ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی، اس کے بعد طلب حدیث میں عراق، حجاز، شام وغیرہ کا سفر کیا اور ائمہ حدیث سے اس فن میں دسترس حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام محمد بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نام نمایاں ہیں۔ آپ کا حافظہ ضرب المثل تھا۔ چالیس، چالیس احادیث ایک بار سن کر اسناد سمیت زبانی یاد کر لیتے تھے۔ مدتوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "جتنا ترمذی نے مجھ سے فائدہ حاصل کیا ہے اتنا فائدہ میں نے ان سے حاصل کیا ہے۔"

ایک بار امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سفر کر رہے تھے ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا انہیں صبح کے وقت معلوم ہوا کہ یہاں ایک اور قافلہ بھی ٹھہرا ہے جس میں ان کے حدیث کے استاد موجود تھے، چنانچہ استاد کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا "آپ نے ہمیں جس قدر احادیث پڑھائی ہیں ان میں چالیس ایسی ہیں جنہیں میں آپ کی زبان سے نہیں سن سکا۔ آپ اگر اس وقت ارشاد فرمائیں تو میرا سبق مکمل ہو جائے گا، استاد نے فرمایا: تمام طالب علم لکھنے کا سامان لے آئیں میں بولتا جاتا ہوں وہ لکھتے جائیں۔ طلباء جمع ہو گئے تو استاد نے حدیثیں سنانا شروع کیں۔ اتفاق سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کاغذ وقلم نہ تھا، آپ کجاوے کی اوٹ میں اس طرح بیٹھے کہ دیکھنے والے کو یوں گمان ہوتا تھا کہ وہ لکھنے میں مصروف ہیں، اتفاق سے استاد کی نظر پڑی، کاغذ قلم نہ دیکھ کر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ پر برہم ہوئے۔ فرمایا: تم نے میرا سارا وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراب کر دیا ہے'' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: ایسا نہیں ہے آپ جو کچھ لکھوا رہے ہیں مجھے سب یاد ہو رہا ہے۔ استاد کو یقین نہ آیا اور فرمایا: میں تجھے اور چالیس حدیثیں سناتا ہوں جواب تک میں نے نہیں سنائیں ذرا ان کو دہراؤ۔ جب استاد سند کے ساتھ سب حدیثیں سنا چکے تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں سب حدیثیں جن کی تعداد سو تھی، سنا دیں، اُستاد کو اس پر بہت تعجب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ آپ اللہ کے خوف سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی۔

وفات: ۲۷ رجب ۲۷۹ھ کو ستر برس میں ترمذ میں انتقال فرمایا۔

جامع ترمذی: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مجموعہ جامع ترمذی کے نام سے معروف ہے۔ احادیث کی بہت سی کتب پر اس کو فوقیت ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جامع ترمذی کی چار نمایاں خصوصیات بیان فرماتے ہیں:

۱۔ زیادہ تکرار کے بغیر عمدہ ترتیب

۲۔ فقہاء کے مذاہب سے استدلال کا ذکر

۳۔ حدیث علل، صحیح اور ضعیف پر مکمل تبصرہ

۴۔ راویان حدیث کے نام، کنیت اور دیگر مختصر حالات

آپ نے خصوصیت کے ساتھ صرف ائمہ سے مستند احادیث منتخب کیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے اپنے زمانے میں یہ کتاب بہت پسند کی گئی۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی کو خاص طور پر پسند کیا ہے۔ امام ترمذی کی کتابوں میں جامع ترمذی کے بعد شمائل ترمذی کو بڑا مقام حاصل ہے۔ شمائل ترمذی میں آپ نے وہ تمام احادیث جمع کر دی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک، لباس، عادات، رفتار اور گفتار سے متعلق ہیں۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ آج بھی دنیا میں پہلی اور آخری کتاب ہے۔ دوسری تصانیف میں کتاب العلل، کتاب التاریخ، کتاب التفسیر، کتاب الزہد معروف ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۵ھ تا ۳۰۶ھ

نام: احمد، کنیت ابوعبدالرحمٰن سلسلہ نسب، احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی رحمۃ اللہ علیہ۔

حالات: ۲۱۵ھ میں نساء کے مقام پر پیدا ہوئے، جو خراسان کے علاقے میں مرو کے نزدیک ایک مقام ہے۔ وطن کی نسبت سے نسائی مشہور ہوئے۔ آپ نے علم حدیث کے لئے دوسرے ائمہ کرام کی طرح ترکستان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام اور مصر کے سفر کئے۔ امام منشور رحمۃ اللہ علیہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جلیل القدر امام تسلیم کیا ہے۔ آپ کے اجتہاد، عبادت وریاضت، شب زندہ داری، جہاد فی سبیل اللہ، اطاعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سلاطین وامراء کی مجالس سے دور رہنے کو سب نے تسلیم کیا ہے۔

وفات: ۳۰۶ھ میں بعض کے نزدیک آپ کا مدفن رملہ (فلسطین) بتلاتے ہیں اور بعض نے آپ کا مدفن مکہ مکرمہ بیان کیا ہے۔

سنن نسائی: یہ مجموعہ احادیث اپنی اہمیت اور انفرادیت کے اعتبار سے ایک قابل قدر کوشش ہے۔ یہ کتاب مختلف ابواب میں تقسیم ہے، ہر باب ایمان، طہارۃ، صلوۃ، صیام وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہے، اس کتاب میں عبادات سے متعلق ابواب بکثرت ہیں لیکن تفسیر القرآن اور مناقب کے ابواب مفقود ہیں۔ آپ کی سنن صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ تا ۲۷۳ھ

نام: محمد، کنیت ابوعبداللہ سلسلہ نسب محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی، آپ کے والد یزید بن ماجہ قبیلہ ربیعہ کے معروف آدمی تھے، لیکن ابن ماجہ رحمۃ اللہ اپنے دادا کی نسبت سے معروف ہوئے۔ جو قبیلہ بنو ربیعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

حالات: ۲۰۹ھ قزوین میں پیدا ہوئے، علم حدیث کی تلاش میں بہت جستجو کی، عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، حجاز، شام اور مصر کے مختلف شہروں کے طویل سفر اختیار کئے اور بہت سے ائمہ فن سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی احادیث کو کئی اماموں نے روایت اور نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات: ۲۷ رمضان ۲۷۳ھ سوموار کو وفات پائی۔

سنن ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ جو بتیس کتابوں (Main Headings) اور ایک ہزار پانچ سو ابواب (Chapters) پر منقسم ہے۔

سنن ابن ماجہ کی تدوین وترتیب میں دوسری کتب احادیث کے معیار کو مدِ نظر نہیں رکھا گیا۔ اس لئے بعض علماءِ فن اس کو صحاح ستہ میں شامل نہیں سمجھتے۔ اس کے باوجود سنن ابن ماجہ کی مجموعی افادیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الجامع

از بلوغ المرام لابن حجر العسقلانی

باب الادب

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق

حدیث نمبر 1:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ: اِذَا لَقِیْتَهٗ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْهُ، وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) جب تو اسے ملے تو سلام کہے، (۲) اور جب وہ تجھے دعوت دے تو اس کی بات تسلیم کرے، (۳) اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے، تو اس کی خیر خواہی کرے، (۴) اور جب اسے چھینک آئے، پھر وہ الحمد للہ کہے تو تو (یرحمک اللہ) سے اس کا جواب دے، (۵) اور جب وہ بیمار ہو جائے تو تو اس کی بیمار پرسی کرے، (۶) اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔

تشریح: آداب معاشرت کو دین اسلام میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

"میرے رب نے مجھے علم عطا کیا اور بہت اچھا علم عطا کیا" اور میرے رب نے مجھے تہذیب سکھائی اور بہت اچھی تہذیب سکھائی۔" (الجامع الصغیر)

اسلام اخوت یعنی بھائی چارے کا دین ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) "یقیناً مومن آپس میں بھائی ہیں"

لہٰذا مسلم معاشرے میں جن آداب کا لحاظ رکھنا اسلام نے ضروری خیال کیا ہے ان پر مشتمل آداب ہماری تہذیب و ثقافت کا ایسا حصہ ہیں جن کی مثال کسی مذہب و ملت میں نہیں ملتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق کا ذکر فرمایا ہے ان کا چھوڑ دینا نہایت ہی غیر مناسب ہے اور ان حقوق کا ادا کرنا واجب ہے۔

''سلام'' کے معنی سلامتی کے ہیں ''سلام'' اللہ تعالیٰ کے ''اسماء الحسنیٰ'' میں سے ایک نام ہے۔ ملاقات کے وقت پہلے سلام کرنا واجب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو ملتے تو سلام کہتے اور جب کسی درخت یا ٹیلے کے آجانے سے جدا ہو کر دوبارہ ملتے تو سلام کہتے۔

دعوت پر بلانے سے مراد ''دعوتِ ولیمہ'' بھی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس میں غیر شرعی رسوم ورواج نہ ہو اس کے علاوہ اگر کوئی اپنے اچھے مقصد مثلاً مدد اور مشورہ (وغیرہ) کے لئے بلائے تو اس کے پاس جانا اس کا حق ہے۔

خیر خواہی کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: کہ مسلمان حاضر ہو یا غائب اس کی خیر خواہی لازم ہے لہٰذا ''درست مشورہ'' دینے سے اس کی ''خیر خواہی'' اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ (ترمذی) چھینک آنے پر "الحمد للہ" کہنا واجب ہے اور بخاری شریف کی روایت کے مطابق بیمار کی تیمارداری کرنا واجب ہے۔ اس طرح مسلمان کے جنازے میں شرکت کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا اس کا حق ہے اور فرض کفایہ ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر

حدیث نمبر 2:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ)) (متفق علیہ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی طرف دیکھو جو (مقام ومرتبے میں) تم سے کم تر ہے اور اس آدمی کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اونچا ہے، یہ بات اس لحاظ سے زیادہ مناسب ہے کہ تم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اس سے مراد دنیاوی امور ہیں، جب انسان اپنے سے زیادہ مرتبے والے کی طرف دیکھتا ہے تو اُسے اُن نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوتی جو اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برس رہی ہوتی ہیں۔ لہٰذا دینی امور آپ ﷺ کے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ حاجت مند کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کریں نیز یہ کہ اگر کوئی شخص دنیادار لوگوں کو اپنا (Ideal) بنا لے گا تو پھر خطرہ ہے کہ اس کے دل میں اپنے خالق کے بارے میں شکوہ پیدا ہو جائے یا پھر اس شخص پر حسد پیدا ہو جائے۔ مسلمان کو ہمیشہ ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

حسن خلق

حدیث نمبر 3:

((عَنِ النَّوَّاسِ بِنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) (أخرجه مسلم)

حضرت نواس رضی اللہ عنہ بن سمعان سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کی تعریف پوچھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی حسن خلق کا (دوسرا) نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹک جائے اور تو اسے ناپسند کرے کہ لوگ اس سے باخبر ہو جائیں۔

تشریح: اس حدیث میں آپ ﷺ نے لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے "قیامت کے دن میزان میں "حسنِ خلق" سے زیادہ وزنی چیز کوئی نہیں ہوگی۔" (ریاض الصالحین) قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم: ٤) "یقیناً آپ ﷺ خلق عظیم کے مالک ہیں" پس ثابت ہوا کہ لوگوں کے ساتھ درستی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، ان کا بوجھ برداشت کرنا چاہیے، سختی، غصہ اور دست درازی نہیں کرنی چاہیے۔ "برّ" ایسی نیکی کو کہتے ہیں جس کا ثمرہ یعنی "نتیجہ" عام اور وسیع ہو جو دوسروں تک بھی پہنچے۔ "گناہ" ایک ایسا عمل ہے جس کو سب لوگ برا جانتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس لئے آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کے بُرے کام لوگوں کو معلوم نہ ہوں۔ شک وشبہ والے تمام اُمور کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔

آدمیت احترام آدمی

حدیث نمبر 4:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی مجلس میں تم تین آدمی ہوتے ہو، تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ لوگوں میں مل جاؤ، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات اِس تیسرے کو رنجیدہ کردے گی۔''

تشریح: فرمایا: جب مجلس میں تین آدمی موجود ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمیوں کو سرگوشی نہیں کرنا چاہیے۔ چار ہونے کی صورت میں دو آدمی رازداری کر سکتے ہیں اس طرح تیسرے کو چوتھے سے گفتگو کا موقع مل جاتا ہے۔ لہٰذا تیسرا آدمی غمگین نہیں ہوگا۔ جب دو آدمی آپس میں بات کرتے ہوں تو تیسرے کو مداخلت یعنی بات سننے کا حق نہیں ہے۔ (الادب المفرد للبخاری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایسے لوگوں کی بات کان لگا کر سنے جو اس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا (ابوداود)۔

وسعت قلبی

حدیث نمبر 5:

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی دوسرے آدمی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھا کر پھر اس کی جگہ پر خود نہ بیٹھے، بلکہ تم کھل جایا کرو اور مجلس میں وسعت پیدا کرلیا کرو۔ (متفق علیہ)

تشریح: اس سے مراد وہ جگہیں ہیں جہاں ہر مسلمان کے لئے بیٹھنا جائز ہے۔ جو شخص پہلے آ کر بیٹھ جائے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اُسے اُٹھا کر خود بیٹھ جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے دلوں میں دوری اور بغض کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ البتہ خود جگہ دینا عزت و احترام کا نشان ہے۔

آداب طعام

حدیث نمبر 6:

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا))

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم میں کوئی آدمی کھانا کھا چکے تو اپنے ہاتھ کو اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک اسے چاٹ نہ لے یا کسی سے چٹوا نہ لے۔'' (متفق علیہ)

تشریح: ''لَا يَمْسَحْ يَدَهٗ'' سے مراد یہ ہے کہ کپڑے یا تولیے وغیرہ سے ہاتھ صاف نہ کرے یہاں تک کہ اپنی انگلیاں چاٹ نہ لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''کہ کھانے والے کو معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے'' (مسلم)

برکت کا مطلب تو بہت وسیع ہے مگر مختصراً یہ کہ کھانا آسانی سے ہضم ہو جائے۔ کسی بیماری وغیرہ کا باعث نہ بنے اور بھوک کا احساس مٹ جائے (نووی) بعض حکماء یہ کہتے ہیں کہ انگلیاں چاٹنے سے نظام انہضام مضبوط ہوتا ہے (واللہ اعلم) نیز یہ صفائی و پاکیزگی کے لئے بھی بہتر عمل ہے۔

سلام میں پہل کرنا

حدیث نمبر 7:

((وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لِيُسَلِّمِ الصَّغِيْرُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ))

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَالرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹے کو لازم ہے کہ بڑے کو سلام کہے، پیدل چلنے والا بیٹھے کو اور جو تعداد میں تھوڑے ہیں اپنے سے زیادہ کو سلام کہیں اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سوار پر لازم ہے کہ وہ پیدل کو سلام کہے۔

تشریح: صغیر کو حکم ہے کہ وہ کبیر یعنی بڑے کی توقیر کرتے ہوئے سلام کرنے میں پہل کرے اور اس کے ساتھ باادب رہے۔ زیادہ لوگوں کا تھوڑے لوگوں پر حق فائق ہے۔ گذرنے والا بیٹھے ہوئے کو پہلے سلام کرے کہ وہ داخل ہونے والے کے حکم میں ہے، سلام کرنے کا حکم ہے، یہ بھی اس میں حکمت ہے بیٹھا ہوا شخص بار بار متوجہ ہو کر گذرنے والے کو سلام نہیں کر سکتا یہ نہایت مشکل کام ہے جب کہ گذرنے والے کے لئے آسان ہے۔ سوار چلنے والے کو سلام کہے کہ سواری بڑائی اور بلندی کا نشان ہے۔ اس لئے سوار کے لئے مناسب ہے کہ وہ تواضع کرے۔ اس سے خود بینی اور تکبر کی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں۔ حدیث میں آتا ہے دو آدمی جب آپس میں ملیں تو جو پہلے سلام کہے گا وہ افضل ہوگا۔ (الادب المفرد)

سلام کا کافی ہونا

حدیث نمبر 8:

((وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا أَنْ يُّسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ أَنْ يَّرُدَّ أَحَدُهُمْ)) (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کی طرف سے گزرتے ہوئے اگر ایک آدمی (نمائندگی کرتے ہوئے) سلام کہے تو ساری جماعت کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر جماعت کی طرف سے ایک آدمی جواب دے تو ان کی طرف سے بھی کافی ہو جاتا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: یعنی جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک آدمی سلام کہے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو گیا اس طرح جواب کا بھی یہی حکم ہے۔

اہل کتاب کو سلام میں پہل کی ممانعت

حدیث نمبر 9:

((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَبْدَؤُا الْیَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ، وَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْهُمْ اِلٰی اَضْیَقِهٖ)) (اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تم انہیں کسی راستے میں ملو تو ان کو راستے کے تنگ حصے سے گزرنے پر مجبور کرو۔'' (مسلم)

تشریح: مراد یہ ہے کہ عزت کے حقدار صرف مسلمان ہیں۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ حکم نہی تحریمی ہے یعنی اہل کتاب کو پہلے سلام کہنا جائز ہی نہیں، حکمت یہ ہے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے ساتھ اُلفت نہیں رکھتے اسی میں مسلمان کی توقیر ہے۔ اسی لئے حکم دیا کہ اگر راستے میں تمہاری اُن سے ملاقات ہو تو اُن کے لئے کھلا راستہ مت چھوڑو تا کہ اُن کو ذلت محسوس ہو۔ اللہ کا فرمان ہے ''میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ'' (الممتحنۃ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ ''السام علیکم'' (تم پر موت ہو) کہتے ہیں لہٰذا تم جواب میں کہو ''وعلیکم'' یعنی تم پر ہو (بخاری) اگر واضح اور صاف ''السلام علیکم'' سنائی دے تو (بعض علماء کے نزدیک) انہیں ''وعلیکم السلام'' کہہ سکتے ہیں۔

چھینک کے آداب

حدیث نمبر 10:

((وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْیَقُلْ لَهٗ یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ)) (اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی اس کے لئے یرحمک اللہ کہے، پھر جب وہ اس کے لیے یرحمک اللہ کہے تو چھینک مارنے والے پر لازم ہے کہ وہ پھر کہے "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات کی اصلاح کرے)۔

تشریح: "یھدیکم اللہ" اللہ آپ کو ہدایت عطا کرے جس طرح آپ نے میری چھینک کو نحوست نہیں جانا (جیسا کہ گمراہ لوگ سمجھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اچھا صلہ دے اور ہدایت ورہنمائی فرمائے۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

حدیث نمبر 11:

((وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدُكُمْ قَائِمًا)) (اَخرَجَهُ مُسْلِمٌ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی کھڑا ہو کر ہرگز کوئی چیز نہ پیئے۔"

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔ عام طور پر کھڑے ہو کر کھانا پینا جانور کی فطرت ہے، نیز ممانعت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیئے تو عموماً اطمینان سے پیتا ہے۔ آدابِ شرب کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی تین سانس لے کر پیئے اور یہ بھی حکم ہے کہ سانس برتن کے اندر نہ لیا جائے (بخاری ومسلم) جمہور علماء اس بارے میں رائے دیتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینا افضل کے خلاف ہے۔ دوسرا یہ کہ مکروہ ہے۔ البتہ آبِ زمزم، وضو کا بچا ہوا پانی اور راستے کا پانی کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے (بخاری، مسلم، ترمذی) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چلتے ہوئے کھا لیتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیتے تھے۔ (ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائیں طرف سے آغاز باعث برکت

حدیث نمبر 12:

((وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ))

أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ إِلٰى قَوْلِهِ بِالشِّمَالِ، وَأَخْرَجَ بَاقِيَهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی جوتا پہننے لگے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارنے لگے تو بائیں طرف سے شروع کرے تاکہ پہنے دایاں اوّل اور اتارنے میں آخری ہو۔''

تشریح: دائیں طرف سے آغاز تمام صالح اعمال میں مشروع ہے لہٰذا وہ تمام امور جو زینت، عزت وشرف کا باعث ہوں انہیں دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں جانب سے شروع کرنا پسند تھا، جوتا پہننے میں، کنگھی کرنے میں، وضو کرنے میں اور تمام کاموں میں'' (متفق علیہ)۔

ایک پاؤں میں جوتا پہننے کی ممانعت

حدیث نمبر 13:

((وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ، وَلْيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی ایک جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پہن لے یا دونوں اتار دے۔''

تشریح: جوتا پہننے کا مقصد تکلیف دہ چیزوں سے پاؤں کا بچانا ہوتا ہے، نیز زینت بھی ہے۔ لہٰذا جوتا پہننے میں بھی یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ ایک جوتا اتار کر چلنے سے آدمی کا توازن واعتدال قائم نہیں رہتا۔ ننگے پاؤں چلنا آدمی کے مقام ومرتبے اور وقار کے خلاف نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ بھی حکم دیتے تھے کہ کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد)

غرور کی سزا

حدیث نمبر 14:

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف (نظرِ رحمت سے) ہرگز نہیں دیکھتا جو غرور سے اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے۔“

تشریح: لباس آدمی کی بنیادی ضرورت اور عزت و وقار کی علامت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا تاکہ تمہارے ستر کو ڈھانپے اور تمہارے بدن کو زینت دے اور پرہیزگاری کا لباس سب سے اچھا ہے۔“ (۷/ الاعراف:۲٦)

”گھسیٹتا پھرے“ یہ وعید مرد کے لئے ہے۔ اس سے تہبند اور شلوار وغیرہ مراد ہے اور اس کے لئے فخر کی قید بھی لگا دی، اگر کسی وجہ سے تہبند اور شلوار وغیرہ نیچے ہو جائے تو اللہ کی طرف سے مواخذہ نہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں لاپرواہی نہ کرے۔ مسلمان کا دامن ہر قسم کے فخر و غرور اور تکبر سے پاک ہونا چاہیے۔

دائیں جانب کی فضیلت

حدیث نمبر 15:

((وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهِ، وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)) (اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم میں سے کوئی آدمی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی چیز پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔"

تشریح: "بائیں ہاتھ سے کھانا پینا" شیطان سے مشابہت ہے، لہٰذا حرام ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لڑکے بسم اللہ پڑھ، اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے سامنے سے کھا۔ (بخاری) ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا آپ ﷺ نے اُسے دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا اُس نے "تکبر" سے کہا میں نہیں کھا سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نہ ہی کھا سکو تو اس کے بعد وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ کی طرف کبھی نہیں اُٹھا سکا۔ (مسلم)

غرور کی ممانعت

حدیث نمبر 16:

((وَعَنِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہم قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: كُلْ وَاشْرَبْ وَالْبَسْ وَتَصَدَّقْ فِيْ غَيْرِ سَرَفٍ وَلَا مَخِيْلَةٍ)) (اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَعَلَّقَهُ الْبُخَارِيُّ)

"حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو، بغیر فضول خرچی اور تکبر کے۔"

تشریح: کام یا گفتگو وغیرہ میں حد سے گذرنے کا نام اسراف ہے۔ کھانے پینے، پہننے اور خیرات کرنے میں اسراف سے پرہیز ضروری ہے اور ایسے نیک اور اچھے کاموں میں فخر کرنا بھی حرام ہے۔ "اسراف و تبذیر" آدمی کے لئے تباہی و بربادی ہے اور فخر روح کے لئے مضر ہے کیونکہ خود پسندی پیدا کرتا ہے اور گنہگار بناتا ہے۔ نیز لوگوں میں ایسے شخص کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

قرآن مجید میں فرمایا: "کھاؤ اور پیو اور بے جانہ اُڑاؤ اور بے شک اسراف کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ (۷/الاعراف:۳۱)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہم مذہبی تہواروں اور شادی وغیرہ کے موقع پر اسراف و تبذیر کرتے ہیں اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا کی ہر مباح چیز مسلمان استعمال کرسکتا ہے مگر حد سے تجاوز نہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب البر والصلة

نیکی اور صلہ رحمی کا باب

حدیث نمبر 17:

((وَعَنِ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَحَبَّ یُبْسَطَ لَهُ فِیْ رِزْقِهِ وَاَنْ یُنْسَالَهُ فِیْ أَثَرِهِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ))

(اخرجه البخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا رزق وسیع ہو جائے اور اس کی عمر لمبی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔''

تشریح: ''صلہ رحمی'' رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا۔ اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو جائے تو اُسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔'' صلہ رحمی کے برعکس قطع رحمی ہے یعنی اپنوں سے مقاطعہ۔ دراصل تمام مادی و روحانی اسباب پیدا کرنے والے رب العالمین کا یہ وعدہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کرے گا تو اس کے رزق میں فراخی اور عمر میں اضافہ ہوگا۔ اس سے اسے قلبی اطمینان و مسرت حاصل رہے گا۔ جس طرح ایمان اور عمل صالح جنت میں جانے کا سبب ہے اسی طرح صلہ رحمی فراخی رزق اور درازی عمر کا سبب ہے۔ لہٰذا اگر رشتہ دار تعلقات منقطع کریں تو آپ ان سے حسن سلوک کریں اور اگر وہ اچھا سلوک کریں تو آپ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ یہی صلہ رحمی ہے۔

جنت سے محرومی کا سبب

حدیث نمبر 18:

((وَعَنْ جُبَیْرِ بِنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ یَعْنِیْ قَاطِعَ رَحِمٍ)) (متفق علیه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
قاطع جنت میں نہیں جائے گا، قاطع سے مراد ''قاطع رحم'' ہے یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا۔''

تشریح: جن تعلقات کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو توڑنا قطع رحمی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے قرآن میں وعید آئی ہے۔ ''پس تم سے اس بات کی توقع ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتے کاٹ دو'' (محمد:۲۲)

حضرت ابو ہریرۃ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے اعمال جمعرات کو پیش ہوتے ہیں تو قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

(الادب المفرد للبخاری)

پس قرآن و حدیث نے صلہ رحمی کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور قطع رحمی کرنے والے کے لئے دوزخ کی وعید سنائی ہے۔

حرام اور مکروہ افعال

حدیث نمبر 19:

((عَنْ الْمُغِيرَةِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)) (متفق علیه)

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ماں (باپ) کی نافرمانی، بیٹیوں کا زندہ دفن کرنا، کنجوسی اور بھیک مانگنے کو حرام ٹھہرایا ہے اور تمہارے لئے ٹال مٹول (فضول بحث و تمحیص) کثرت سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

تشریح: والدین کی نافرمانی: سلام میں ماں باپ کے ساتھ احسان کا حکم ہے۔ اس حدیث میں والدہ کی نافرمانی کا ذکر خاص طور پر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ اس لئے ہے کہ وہ اولاد کی پرورش کے لئے مشقت زیادہ اُٹھاتی ہے، لہٰذا ماں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستانا حرام ہے۔ فرمایا اولاد اپنے قول وفعل سے ماں باپ کو دکھ تکلیف نہ دے۔ قرآن مجید تو اتنی بھی اجازت نہیں دیتا کہ والدین کو ''اُف'' کہا جائے (تفصیل کے لئے سورۃ لقمان آیت ۱۴ ملاحظہ کیجئے)۔

بیٹیوں کا زندہ درگور کرنا: بیٹیوں کا زندہ درگور کرنا حرام ہے۔ قدیم جاہلیت کے دور میں یہ کام لوگ انفرادی طور پر کرتے تھے۔ اس کی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں قرآن اس گھناؤنے عمل کو قتل قرار دیتا ہے اور قیامت کے روز ایسے شخص کی سخت باز پرس ہوگی۔

(دیکھئے التکویر: ۸، ۹)

آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی لڑکی کو زندہ درگور نہ کیا اور اُسے حقیر نہ سمجھا اور بیٹے کی طرح اس سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا: (ابوداؤد)

بخل اور بھیک: اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''اے آدم کے بیٹے! اللہ کی راہ میں خرچ کر، اللہ تجھ پر خرچ کرے گا۔

(بخاری ومسلم)

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''تم میں ایسے اشخاص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو یہ اس کے اپنے نقصان میں ہے اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو''

(محمد: ۳۸)

اس طرح بلاضرورت شرعی کسی سے سوال کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''بلاضرورت مانگنے والے کے چہرے پر قیامت کے روز گوشت نہیں ہوگا۔

(بخاری)

قیل وقال اور کثرت سوال: رسول اکرم ﷺ نے بلا وجہ سوالات کرنا، کٹ حجتی کی خاطر نئے سے نئے سوال پیش کرنا ناپسند فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ بتائی کہ پہلی اُمتوں کو ان کی انہیں حرکتوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا اور وہ انبیاء سے اختلاف کرتے تھے۔

اسراف وتبذیر: جائز کاموں پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسرف ہے اور گناہ اور شیطانی کاموں پر خرچ کرنا تبذیر کہلاتا ہے۔ اسراف کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور تبذیر کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی رضامندی اور ناراضگی کا سبب

حدیث نمبر 20:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ رِضَى اللّٰهِ فِي رِضَى الْوَالِدَيْنِ، وَسَخَطُ اللّٰهِ فِي سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ)) أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔''

تشریح: حتی الامکان والدین کو خوش رکھنا چاہیے اور ان کی ناراضگی سے بچنا چاہیے تاہم شریعت کی مخالفت کر کے والدین کو خوش کرنے کی کوشش نہ کریں۔ حدیث کی مزید تشریح سورۃ لقمان آیت ۱۴ کے تحت ملاحظہ کیجئے۔

ہمسایہ کے حقوق کی پاسداری

حدیث نمبر 21:

((وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

(متفق علیہ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک (سچا) مومن نہیں بن سکتا جب تک اپنے ہمسائے کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔''

تشریح: ہمسائے کے حقوق کی اہمیت: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''جبرائیل مجھے ہمیشہ پڑوسی کے حقوق کی نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو جائیداد کا وارث بنادے گا'' (بخاری و مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہمسائے سے نیک سلوک کرے" (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص ہرگز جنت میں نہیں جائے گا جس کے ہمسائے اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں" (مسلم)

اس حدیث میں مسلم بھائی اور ہمسائے کے لئے وہی چیز پسند کرنے کو ضروری قرار دیا گیا جو آدمی خود اپنے لئے پسند کرتا ہو یہ کام بہت مشکل نہیں ہے خاص طور پر اُن لوگوں کے لئے جن کے دل حسد، کینہ اور دھوکہ وغیرہ سے خالی ہوں۔

کبیرہ گناہ

حدیث نمبر22:

((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ)) (متفق علیہ)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی، میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

تشریح: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "پس تم دیدہ ودانستہ اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ۔"

(۲/ البقرۃ:۲۲)

شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چیلنج ہے، شرک کے بعد ناحق قتل اور اس کے بعد بدکاری (زنا) کبیرہ گناہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ ہی زنا کرتے ہیں'' (الفرقان:٦٨) خاص طور پر بدکاری جب اپنے ہمسائے کی عورت سے کرے تو یہ اور بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ اپنے ہمسائے سے تو عزت وآبرو کی حفاظت کی توقع ہوتی ہے۔

ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے

حدیث نمبر23:

((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ، قِيْلَ وَهَلْ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ نَعَمْ، يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)) (متفق عليه)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کو گالی دے، عرض کیا گیا، کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو، وہ (جواباً) اس کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

تشریح: والدین کو گالی دینا تو بہت دور کی بات ہے ایسا کام بھی نہیں کرنا چاہیے کہ جس کا نتیجہ والدین کو گالی دینے پر منتج ہو۔ آج کل کے حالات پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ جب اولاد ہنسی مذاق میں والدین کو گالیاں دے رہی ہوتی ہے۔ ماں باپ کی بے عزتی کروانے میں شرمساری باقی نہیں رہی اور نہ ہی دینِ اسلام کا پاس ولحاظ رہا۔

قطع تعلق کی ممانعت

حدیث نمبر24:

((وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ))

(متفق علیہ)

''حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے دونوں آپس میں ملتے ہیں ایک اس طرف منہ پھیر لیتا ہے دوسرا دوسری طرف منہ پھیر لیتا ہے، دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

تشریح: انسان کی فطرت میں ناراضگی اور غصہ بھی شامل ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن (رات) تک باہمی گفت وشنید نہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے زیادہ مقاطعہ کرنے سے ایک دوسرے کے حقوق ضائع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: سلام، قبول دعوت، خیر خواہی، چھینک کا جواب، بیمار پرسی اور جنازے میں شرکت۔

لہٰذا قطع تعلق سلام کہنے سے ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ فسق وفجور کی وجہ سے ناراضگی اللہ کے لئے ہوگی جو کہ استثنائی صورت ہے "الحبّ للّٰہ والبغض فی اللّٰہ"

نیکی صدقہ ہے

حدیث نمبر 25:

((وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)) (أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔''

تشریح: مسلمان اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا حلال مال خرچ کرے بلکہ اپنی اچھی صلاحیتوں کو خرچ کرنے سے بھی صدقہ کا ثواب مل سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے "تمہارا اپنے بھائی کے سامنے خندہ پیشانی سے پیش آنا تمہارے لئے صدقہ ہے۔
(ترمذی)

خندہ پیشانی سے ملنا نیکی ہے

حدیث نمبر 26:

((وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَلَوْ اَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ))
(أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی کو بھی حقیر نہ جانو خواہ وہ تمہارا اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔"

تشریح: نیکی کا ہر کام اعمال کے ترازو میں وزن رکھتا ہے۔ کسی بھی نیکی اور بھلائی کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور تم جو بھی بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اُسے جاننے والا ہے" (۲/ البقرة:۲۱۵)

اور فرمایا: "پس جو شخص ایک ذرّے کے برابر بھلائی کرے وہ اُسے دیکھ لے گا"
(الزلزال: ۷)

ہمسائے کے حقوق کا لحاظ

حدیث نمبر 27:

((وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا، وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ)) (أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں کچھ پانی زیادہ ڈال دو اور اپنے ہمسائے سے تعلق بڑھاؤ (یعنی اس میں سے حصہ دو)۔"

تشریح: قرآن وسنت میں جہاں ماں باپ اور عزیز و اقارب کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیا گیا ہے، وہاں ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کی بھی تاکید و تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مجید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے: ''اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں (تعلیم، ملازمت اور سفر کا رفیق وغیرہ) اور مسافروں اور غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کروں۔ (النساء:٣٦)

حقوق کے اعتبار سے ہمسائے کی تین اقسام ہیں:

''ایک ہمسایہ وہ جس کا صرف ایک حق ہے ''مشرک'' (جس کو صرف حق ہمسائیگی ہے) دوسرا وہ ہمسایہ جس کے دو حق ہیں ''مسلم'' (جسے حق ہمسائیگی کے ساتھ اسلام کا حق بھی حاصل ہے) اور تیسرا ہمسایہ وہ ہے جس کے تین حقوق ہیں ''قرابت دار'' اس کا ایک حق ہمسائیگی ہے، دوسرا مسلم ہونے کا اور تیسرا رشتہ دار ہونے کا'' (طبرانی)۔

حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ہمسائے کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت جبرائیل ہمیشہ مجھے پڑوسی کے حقوق کا لحاظ کرنے کی نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ پڑوسی کو جائیداد کا وارث بنادے گا''

(بخاری ومسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہمسائے سے نیک سلوک کرے۔'' (مسلم)

پڑوسیوں کو کسی طریقے سے بھی اذیت پہنچانا حرام ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم مومن نہیں ہوسکتا اللہ کی قسم مومن نہیں ہوسکتا اللہ کی قسم مومن نہیں ہوسکتا، عرض کیا گیا کون یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کے ہمسائے اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔'' (بخاری ومسلم)

مسلم شریف میں ہے: ''وہ آدمی جنت میں ہرگز نہیں جائے گا جس کے ہمسائے اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔''

مصیبت میں کام آنا

حدیث نمبر 28:

((وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ نَفَّسَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ))

(أَخرجَهُ مُسْلِمٌ)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے کسی مسلمان کی دنیا کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف کو دور کیا اللہ اس کی یوم قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کر دے گا اور جس نے کسی تنگ حال کے لئے آسانی مہیا کی اللہ دنیا اور آخرت میں اسے آسانی مہیا کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر کمربستہ رہتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث میں مسلمان کو مسلمان کے کام آنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مختلف حالتوں میں مسلمان بھائی کی مدد کرنے سے خود انسان کو کیا فائدہ پہنچتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ ''صحیح معنوں میں مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان تکلیف سے محفوظ رہیں۔''

دوسری حدیث میں ہے:

((المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم۔ علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ)) (مسلم)

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور وہ اسے ذلیل و رسوا نہیں کرتا اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ برائی کی صرف اتنی بات کافی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت وآبرو حرام ہے۔"

دونوں احادیث کا لب لباب یہی نکلتا ہے کہ مسلمان کو ہر حال میں مسلمان بھائی کے کام آنا چاہیے اور اسے کسی صورت میں پریشان نہیں کرنا چاہیے۔

نیکی کی طرف رہنمائی نیکی کے مصداق ہے

حدیث نمبر 29:

((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)) (أخرجه مسلم)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نیکی کی طرف رہنمائی کی تو اس کے لئے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔"

تشریح: حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کو نیکی کی تبلیغ اور ترغیب دیتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۳/ آل عمران: ۱۰۴)

"اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔"

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "بلغوا عني ولو آية" آپ ﷺ کا ایک فرمان یہ بھی ہے "الدال على الخير كفاعله" (نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کے مصداق ہے) ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی نیکی کا کام کیا اس کے لئے اپنے ثواب کے ساتھ ساتھ اس (نیکی) پر راہنمائی کرنے والے کا بھی ثواب ہوگا۔

من سن سنة في الاسلام كان له اجرها واجر من عمل بها جس نے اسلام میں نیکی کا طریقہ اپنایا اس کے لئے اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی ہوگا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان کا بدلہ احسان

حدیث نمبر 30:

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعِيْذُوْهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوْهُ وَمَنْ اَتٰى اِلَيْكُمْ مَّعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَادْعُوْا لَهٗ)) (أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے نام پر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو اللہ کے نام پر سوال کرے اسے (کچھ) دے دو اور جو تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرے تو اسے نیکی کا بدلہ دو اور اگر نیکی کا بدلہ دینے کے لئے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو نیکی کرنے والے کے حق میں دعا کرو۔''

تشریح: آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دے دو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو اور اگر بدلہ دینے کو کچھ نہیں تو اس کے حق میں اس وقت تک دعا کرو، حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کی نیکی کا حق ادا کر دیا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر تمہارے پاس نیکی کا بدلہ دینے کو کچھ نہیں تو اس کے حق میں اتنی دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے نیکی کا شکر ادا کر دیا ہے، بیشک اللہ شکر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

پہلی بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مظلوم کسی ظالم سے ڈر کر جان بچانے کی غرض سے یا کسی اور مصیبت سے بچنے کے لئے تمہارے پاس پناہ کا طالب ہو تو اس صورت میں تمہارا دینی، اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ تم اپنی بساط کی حد تک پناہ دینے کی کوشش کرو کیونکہ اس نے اللہ کے نام سے سوال کیا ہے۔ حدیث اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی انسان، انسان سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے تو اسے پناہ بھی دینی چاہیے اور اگر کوئی سوال کرے تو اسے ضرور دینا چاہیے۔ اگر انسان کے بس میں ہو، اگر انسان کے اپنے بس میں نہ ہو تو پھر دونوں صورتوں میں بات ماننا واجب نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز

نماز کی قرآن اور حدیث میں بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے قرآن مجید میں تقریباً اسّی (۸۰) جگہوں میں (اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ) کا لفظ آیا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ﴾

(۲/ البقرۃ: ۴۳)

''اگر نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ﴾ (۹۸/ البینۃ:۵)

''انہیں محض اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شرک وغیرہ سے منہ موڑتے ہوئے اس کے لئے دین کو خالص رکھیں، نماز قائم کریں اورزکاۃ ادا کریں اور یہی دین سیدھی ملت کا ہے۔''

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ پانچوں نمازیں ہمیشہ پابندی کے ساتھ اور نماز کی شرائط اور ارکان و واجبات کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرتے رہو اور بغیر عذر شرعی کے ایک نماز بھی نہ چھوڑو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام نمازوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیتا ہے:

﴿حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ﴾

(۲/ البقرۃ: ۲۳۸)

''سب نمازوں کی حفاظت کرو، خاص طور پر درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہوا کرو۔''

اِس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام نمازوں کی حفاظت کرنے اور خاص طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیانی یعنی عصر کی نماز کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو تمام نمازیں ہمیشہ پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (۲۰/ طٰہٰ: ۱۳۲)

''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر ڈٹ جایئے۔ ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، وہ تو ہم خود آپ کو دیتے ہیں اور انجام (اہل) تقویٰ ہی کے لئے ہے۔''

فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○﴾

''بے شک ان ایمان داروں نے نجات حاصل کرلی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔''

اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ○ .... وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○﴾ (۷۰/ المعارج: ۲۲، ۳۵)

''مگر نماز ادا کرنے والے جو ہمیشہ اپنی نماز پر قائم رہتے ہیں ...... اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ عزت واکرام کے ساتھ جنتوں میں رہیں گے۔''

اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ اِلَّا السَّهَرُ))

(ابن ماجه: حديث نمبر: ۱۲۹۰)

''بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کو سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نماز بغیر خشوع و خضوع لگائے پڑھی جائے گی وہ بیکار ہی تصور ہوگی اور ایسے ہی نمازی عذاب وسزا کے مستحق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝﴾

(الماعون: ٤-٥)

''ایسے نمازیوں پر اللہ کی مار جو بے توجہی اور غفلت سے نمازیں ادا کرتے ہیں۔''

نماز اللہ کے نزدیک اس قدر اہم ہے کہ اس نے نماز کو ایمان کہا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝﴾

(البقرة:١٤٣)

''اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان (نماز) کو ضائع نہیں کرے گا، اور وہ تو لوگوں کے حق میں بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

جن مسلمانوں نے تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نمازیں پڑھی تھیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہارے ایمان یعنی تمہاری ان نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا جو تم نے تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی جانب منہ کر کے پڑھی تھیں۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا جو اس کی عظمت واہمیت کی دلیل ہے: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلوٰةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)) (البخاری: ٥٢٤؛ مسلم: ١٥٦)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ میں ہمیشہ نماز قائم رکھوں گا، زکوٰۃ دیتا رہوں گا اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرتا رہوں گا۔''

اور نماز کی عظیم قدر و منزلت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو سب سے آخری وصیت بھی نماز کے متعلق ہی فرمائی۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ اپنی اُس مرض میں جس میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا، بار بار یہ ارشاد فرماتے رہے: (الصَّلٰوۃُ ، وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ)

''نماز ہمیشہ پڑھتے رہنا اور اپنے غلاموں کے حقوق ادا کرتے رہنا۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ یہ الفاظ برابر کہتے رہے یہاں تک کہ (شدت مرض کی وجہ سے) آپ کی زبان پر ان کا جاری ہونا مشکل ہو گیا۔

(ابن ماجه: ١٦٢٥ ، وصححه الألباني)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((کَانَ اٰخِرَ کَلَامِ النَّبِیِّ ﷺ: اَلصَّلَاۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ))

(ابن ماجه: ٢٦٩٨ ، وصححه الألباني)

''نبی کریم ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز کا خیال رکھنا اور غلاموں کے حقوق ادا کرتے رہنا۔''

جیسا کہ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں۔ لہٰذا جو شخص انہیں اس طرح ادا کرے گا کہ اس نے ان میں سے کسی نماز کو ہلکا سمجھتے ہوئے ضائع نہ کیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا اور جو شخص انہیں ادا نہیں کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں، اگر وہ چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر وہ چاہے گا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (ابو داود ١٤٢٠ ، وصححه الألباني)

ایک اور حدیث میں آنحضور ﷺ نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا اور جب ستون نہ رہے تو کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی، اسی طرح نماز نہ پڑھی جائے تو دین بھی باقی نہیں رہتا!

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((...... رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاۃُ، وَذِرْوَۃُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)) (ترمذی: ٢٦١٦ ، ابن ماجه : ٣٩٧٣ ، وحسنه الالبانی)

''معاملے کی جڑ اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے اسی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر بندہ اس کے حساب میں کامیاب ہو گیا تو وہ باقی اعمال میں بھی کامیاب ہو جائے گا اور اگر اس کے حساب میں ناکام ہو گیا تو باقی اعمال میں بھی ناکام ہو جائے گا۔

((.....أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الصَّلَاةُ، فَإِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ))

(عون المعبود ١/ ٣٢٢)

"قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست نکلی تو باقی تمام اعمال بھی درست نکلیں گے۔ اور اگر نماز فاسد نکلی تو باقی تمام اعمال بھی فاسد نکلیں گے۔"

نماز کے فضائل

۱۔ نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ (۲۹/ العنکبوت: ٤٥)

"(اے نبی!) اس کتاب کی تلاوت کیجئے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کیجئے، نماز یقیناً بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر تو سب سے بڑی چیز ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔"

۲۔ نماز شہادتین کے بعد سب سے افضل عمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ "أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟" اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کونسا عمل محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" "بروقت نماز ادا کرنا" میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ثُمَّ بِرُّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْوَالِدَیْنِ" "والدین سے نیکی کرنا"

میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا" (البخاری: ۵۹۷۰؛ مسلم: ۸۵)

۳۔ متعدد احادیث سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ نماز صغیرہ گناہوں کو دھو دیتی ہے اور اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو پانچ نمازیں درمیان والے صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاةِ، وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ) "اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ ہی سچا معبود ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور یقیناً محمد اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا" (بخاری و مسلم)

اس حدیث میں اسلام کو ایک ایسے مکان سے تشبیہ دی گئی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہو، لہٰذا ان ستونوں کی نگہداشت نہایت ہی ضروری ہے، ستونوں کے نہ رہنے سے مکان منہدم ہو جائے گا، جس نے نماز نہیں پڑھی، اس نے اسلام کے ایک ستون کو گرا دیا، اسلام لانے کے بعد اسلام کا دوسرا رکن یہی نماز ہے، نماز پڑھنے والا کامل مسلمان ہے اور قصداً انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟ قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: فَكَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا (بخاری)

"آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے ایک بہتی ہوئی نہر ہو اور روزانہ وہ شخص اس میں پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گی؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پانچوں نمازوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یہی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان نمازوں کی برکت سے نمازیوں کے گناہوں کو دور کر دیتا ہے اور انہیں پاک صاف کر دیتا ہے۔"

نمازوں کے ذریعہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ)) (مسلم، کتاب الطهارة: ۱/ ۱۲۲)

"پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اُن گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان میں کسی شخص سے سرزد ہوں، جب تک وہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا ہو۔"

"پانچ قسم کے لوگ ہیں جو ایمان کے ساتھ ساتھ ان پانچ چیزوں کو ادا کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے، (۱) جس نے پانچوں نمازوں پر محافظت کی (۲) جس نے رمضان کے روزے رکھے (۳) جس نے استطاعت ہونے پر حج ادا کیا (۴) جس نے زکوٰۃ ادا کی (۵) اور امانت ادا کی۔ دریافت کیا گیا کہ امانت ادا کرنے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ناپاکی پر غسل کرنا یہ بھی ایک امانت ہے۔

(سنن ابی داؤد: ۱/ ١٦٤)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ))

(مسند احمد: ٥/ ٣٤٦)

"اور ہمارے اور کافروں کے درمیان نماز پڑھنے کی ذمہ داری ہے جس نے نماز پڑھی وہ مسلمان ہے اور جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کیا ہے۔"

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

(۳۰/ الروم: ۳۱)

"یعنی نماز پڑھو اور مشرکین سے مت ہو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيمَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِه وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِه))

(مسند احمد: ٥/ ٣٤٦)

''قیامت کے روز سب سے پہلے حقوق اللہ میں نماز کا حساب لیا جائے گا اگر یہ درست نکل آئی تو تمام اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز خراب رہی تو سارے اعمال خراب رہیں گے۔''

چنانچہ اسی نماز کے ذریعے سے ہی نجات ہے۔ کیوں کہ یہی جنت کی کنجی ہے اور نماز نہ پڑھنے سے بربادی ہے۔

نمازی قیامت کے روز نبیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا اور بے نماز فرعون ہامان نمرود اور شداد وغیرہ سرکشوں کے ساتھ ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''جو نماز کی محافظت کرتا ہے یعنی بلا ناغہ پڑھتا ہے تو یہ نماز قیامت کے دن اس کے لیے نور کا سبب بنے گی اور کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی اور جس نے نماز کی محافظت نہیں کی تو یہ نماز اس کے لیے نہ نور بنے گی اور نہ دلیل بنے گی اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

(مسند احمد: ٢/ ١٦٩)

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (البخاری: ٥٧٤؛ مسلم: ٦٣٥)

''جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں (فجر وعصر) پڑھتا رہے وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

نیز فرمایا:

((لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ)) (مسلم: ٦٣٤)

''وہ شخص جہنم میں ہرگز داخل نہ ہوگا جو طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب سے پہلے نماز پڑھتا رہے" یعنی فجر وعصر کی نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے۔"

اور جہاں تک نماز عصر کا تعلق ہے تو اس کے تارک کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلَّذِیْ تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ))

(البخاري: ٥٥٢؛ مسلم: ٦٢٦)

"جس آدمی کی نماز عصر فوت ہو جائے، گویا اس سے اس کے گھر والوں اور اس کے مال کو سلب کر لیا گیا۔"

ایک روایت میں ہے:

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)) (البخاري:٥٥٣)

"جو شخص نماز عصر چھوڑ دے اس کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔"

اور بعض لوگ نماز عشاء اور نماز فجر سے غفلت کرتے ہیں جب کہ نبی کریم ﷺ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ ان پر یہ دونوں نمازیں انتہائی بھاری ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ......))

(البخاري: ٦٤٤؛ مسلم: ٦٥١)

"بے شک منافقوں پر سب سے بھاری نماز، نماز عشا اور نماز فجر ہے اور اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان دونوں میں کتنا اجر ہے تو وہ گھٹنوں کے بل چل کر بھی یہ نمازیں ادا کرنے کے لئے ضرور حاضر ہوتے......"

لہٰذا مومن کے شایان شان نہیں کہ وہ ان نمازوں کو اپنے لئے بوجھل تصور کرتے ہوئے ان میں سستی کرے، بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

(۲/ البقرة: ٤٥، ٤٦)

''اور تم صبر اور نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور بلاشبہ یہ نماز بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر (گراں نہیں) جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

(۲/ البقرة: ۲۷۷)

''البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے، نماز قائم کرتے رہے، اور زکاۃ ادا کرتے رہے، تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے؛ انہیں نہ کوئی خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

اور کہیں اللہ تعالیٰ سچے مومنوں کی صفات کے ضمن میں اقامت نماز کا تذکرہ یوں فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ، الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾

(۸/ الانفال: ۲، ٤)

''سچے مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب انہیں اللہ کی آیات سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں (اور) وہ نماز قائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور ہم نے جو مال و دولت انہیں دے رکھا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں یہی سچے مومن ہیں جن کے لئے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں، بخشش اور عزت کی روزی ہے۔"

نماز کے بعد کی دعائیں

پہلے ایک بار بلند آواز سے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہا جائے۔ پھر تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہا جائے۔(بخاری: ١/ ١٦١)

اس کے بعد ایک ایک بار ان دعاؤں کو پڑھا جاتا ہے:

١- ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) (مسلم: ١/ ٢١٨)

"اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اے عزت اور بلند مرتبے والے تو بہت ہی بابرکت ذات والا ہے۔"

٢- ((رَبِّ اَعِنِّی عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))
(مسند احمد: ٥/ ٢٤٤)

"اے میرے رب تو اپنے ذکر اور شکر گذاری اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔"

٣- ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ)) (بخاری: ١/ ١١٧)

"سوائے اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

٤- ((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) (بخاری: ١/ ١٢١)

"اللہ جس کو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور دولت مند کو دولت مندی تیرے عذاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں بچا سکتی۔"

۵- ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ)) (مسلم:۱/ ۲۱۸)

"نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کے لیے بادشاہت ہے اسی کے لیے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے گناہوں سے پھیرنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ہم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اسی کی نعمت ہے اسی کے لیے بزرگی ہے اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور ہم خالص اُسی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر بُرا مانیں۔"

۶- ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا عَذَابِ الْقَبْرِ)) (البخاری: ۱/ ۳۹۶)

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں نامردی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں نکمی عمر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے۔"

۷- ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے ہمیشہ سے زندہ ہے سب کا تھامنے والا ہے، نہیں پکڑتی ہے اس کو اونگھ اور نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے بغیر اس کے حکم کے کون اس کے پاس سفارش کرسکتا ہے جو کچھ مخلوق کے آگے اور پیچھے ہے سب کو جانتا ہے اور وہ اس کے منشا کے بغیر کسی چیز کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے اور آسمان اور زمین سے اس کی کرسی زیادہ وسیع ہے اور ان دونوں کی نگرانی اسے نہیں تھکاتی اور وہ سب سے بلند اور بڑا ہے۔“

ان دعاؤں کے پڑھنے کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہا جاتا ہے (مسلم: ۱/۲۱۹)

اور ایک ایک بار معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس سورتیں پڑھی جائیں۔(ابی داؤد: ۱/ ۵۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ

زکوٰۃ کی تعریف

عربی زبان میں لفظ ''زکاۃ'' پاکیزگی، اور برکت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جب کہ شریعت میں ''زکاۃ'' ایک مخصوص مال کے مخصوص حصے کو کہا جاتا ہے جو مخصوص لوگوں کو دیا جاتا ہے اور اسے ''زکاۃ'' اس لئے کہا گیا ہے کہ اس سے دینے والے کا تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور اس کا مال پاک اور بابرکت ہوجاتا ہے۔

یادرہے کہ ''زکاۃ'' کے لئے قرآن وسنت میں ''صدقہ'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾

(۹/ التوبۃ: ۱۰۳)

''(اے پیغمبر) آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعے آپ ان کو پاک صاف کردیں گے۔''

زکوٰۃ کی اہمیت

(۱) زکاۃ دین اسلام کے ان پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جن پر دین اسلام قائم ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ......)) (متفق علیہ)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا......''

(۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کرنے کا ایک ذریعہ۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزَّکٰوۃَ﴾ (۷/ الأعراف: ۱۵٦)

’’اور میری رحمت تو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، پس میں اپنی رحمت ان لوگوں کے نام لکھ دوں گا جو (گناہ اور شرک سے) بچے رہتے ہیں اور زکاۃ ادا کرتے ہیں۔‘‘

(۳) اسلامی اخوت: فرمان الٰہی ہے:

﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ﴾ (۹/ التوبۃ: ۱۱)

’’پس اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکاۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔‘‘

(۴) مسلم معاشرے کا حسن: فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ﴾

(۹/ التوبۃ: ۷۱)

’’مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے اور زکاۃ ادا کرتے ہیں......‘‘

(۵) جنت الفردوس کے وارث: فرمان الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ﴾ (۲۳/ المومنون: ٤)

’’اور جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں۔‘‘

(٦) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے جسے کرنے سے میں جنت میں چلا جاؤں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ)) (متفق علیه)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ ہی کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ۔ فرض نماز پابندی سے ادا کرتے رہو، زکاۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔''

(۷) زکاۃ کی ادائیگی سے مال بڑھتا اور بابرکت ہو جاتا ہے اور آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾

(۳۰/ الروم: ۳۹)

''اور جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہوتا رہے تو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا۔ اور جو تم زکاۃ دو گے اللہ کی خوشنودی پانے کی خاطر تو ایسے لوگ ہی کئی گنا زیادہ پانے والے ہیں۔''

زکوٰۃ کے فوائد

(۱) اللہ تعالیٰ نے رزق کی تقسیم اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، جسے چاہے زیادہ دے اور جسے چاہے تھوڑا دے، لیکن مالدار کو اللہ تعالیٰ نے زکاۃ دینے، صدقہ کرنے اور خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، تاکہ جسے اللہ نے تھوڑا دیا ہے اسے بغیر سوال کے ملتا رہے اور اس کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور فقیر کو اللہ تعالیٰ نے سوال نہ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ اس کے اندر صبر شکر جیسی صفات حمیدہ پیدا ہوں، اس طرح معاشرے کے یہ دونوں فرد اللہ کے اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں مالدار خرچ کر کے اور فقیر صبر و شکر کر کے۔

(۲) اسلام کے مالیاتی نظام کی ایک خوبی یہ ہے کہ اگر پورے اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے تو دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں منحصر ہونے کی بجائے معاشرے کے تمام افراد میں گردش کرتی رہتی ہے۔ اس کے برعکس دیگر مالیاتی نظاموں میں یہ ہوتا ہے کہ معاشرے کے چند افراد تو عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہیں اور انہی کے قرب و جوار میں رہنے والے دوسرے لوگ غربت کی چکی میں پستے رہتے ہیں جو بہت بڑا ظلم ہے۔ چنانچہ معاشرے میں مالیاتی توازن برقرار رکھنے اور اس معاشرتی ظلم کا سدباب کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کو فرض کیا اور صدقات اور انفاق کی طرف ترغیب دلائی تا کہ معاشرے کے تمام افراد مال و دولت سے مستفید ہوتے رہیں۔

(۳) زکاۃ کی ادائیگی سے مالدار اور فقیر کے درمیان محبت پیدا ہوتی ہے اور یوں معاشرہ، بغض، نفرت اور خود زکاۃ دینے والے میں سخاوت، شفقت اور ہمدردی اور زکاۃ لینے والے میں احسان مندی، تواضع اور انکساری جیسی صفات حمیدہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ گویا نظام زکاۃ معاشرے میں اخلاقی قدروں کو پروان چڑھاتا ہے۔

(۴) تاریخ شاہد ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں جب زکاۃ کو حکومتی سطح پر جمع اور اسے فقراء میں تقسیم کیا جاتا تھا تو ایک وقت ایسا بھی آیا جب تلاش کرنے کے باوجود بھی معاشرے میں فقراء نہیں ملتے تھے، چنانچہ زکاۃ بیت المال میں جمع کرا دی جاتی تھی اور پھر اسے مسلمانوں کے مفادات عامہ میں خرچ کر دیا جاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی نظام زکاۃ سے معاشرے میں غربت ختم ہوتی ہے بشرطیکہ اسے پورے اخلاص اور مکمل دیانتداری کے ساتھ نافذ کیا جائے۔

(۵) مالدار لوگ اگر زکاۃ ادا نہ کریں تو معاشرے میں موجود فقراء احساس کمتری کا شکار ہو جائیں اور ان کے دلوں میں مالداروں کے خلاف شدید عداوت پیدا ہو جائے اور پھر وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چوری اور ڈاکہ زنی جیسے جرائم کا ارتکاب شروع کر دیں۔ یوں معاشرہ بدامنی اور لاقانونیت کی بھیانک تصویر بن جائے، گویا اسلامی نظام زکاۃ ان اخلاقی جرائم کا سدِ باب کرتا اور معاشرے کو امن و سکون کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

(۶) مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اس کی واحد شکل یہ ہے کہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب اللہ کی نعمتوں پر شکریہ ادا کیا جائے تو اللہ کی عنایات میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ''اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں اور زیادہ دوں گا۔''

مصارفِ زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ (۹/ التوبۃ:٦٠)

''صدقات صرف فقیروں، مسکینوں اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے ہیں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مقصود ہو اور گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے۔ یہ فرض ہے اللہ کی طرف سے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکاۃ لینے کے مستحق یہی آٹھ ہیں، ان کو چھوڑ کر کسی اور مصرف پر زکاۃ خرچ نہیں کی جاسکتی۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ زکاۃ کی رقم ان آٹھوں پر خرچ کی جائے بلکہ ان میں سے جو زیادہ مناسب اور زیادہ ضرورت مند ہو اس پر اسے خرچ کر دیا جائے۔

(۱) و (۲) فقراء اور مساکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضرورتمند ہوں اور جن کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کر سکیں۔ انہیں زکاۃ کی رقم سے اتنا پیسہ دیا جائے کہ جو زیادہ سے زیادہ ایک سال تک ان کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔

(۳) ''العاملین علیها'' سے مراد زکاۃ اکٹھی کرنے والے اور اسے مستحقین میں تقسیم کرنے والے لوگ ہیں۔ انہیں زکاۃ کی رقم سے ان کے کام کے بقدر تنخواہ یا وظیفہ دیا جاسکتا ہے خواہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۴) ''المؤلفة قلوبهم'' سے مراد کمزور ایمان والے نومسلم لوگ ہیں، یا وہ لوگ جن کے مسلمان ہونے کی امید ہو، یا وہ کفار جن کو مال دینے سے توقع ہو کہ وہ اپنے قبیلے یا علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے۔

(۵) ''وفی الرقاب'' سے مراد ہے غلاموں کو ان کے آقاؤں سے چھڑا کر آزاد کر دینا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) مقروض جو قرض واپس کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے زکاۃ کی رقم دی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس نے قرضہ جائز مقصد کے لئے لیا ہو۔ اسی طرح وہ لوگ جن پر چٹی پڑ جائے یا ان کا کاروبار شدید خسارے کا شکار ہو جائے تو انہیں بھی زکاۃ دی جاسکتی ہے۔

(۷) "فی سبیل اللہ" سے مراد جہاد اور دیگر تمام دینی مقاصد ہیں جو اللہ کی رضا کے موجب بنتے ہیں، مثلاً دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبہ میں زکاۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے:

(۸) وہ مسافر جس کا سفر جائز مقصد کے لئے ہو اور اس کا زادِ راہ ختم ہو جائے اور وہ سفری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیسے کا محتاج ہو تو اسے بھی بقدر ضرورت زکاۃ دی جاسکتی ہے۔

مستحقین زکاۃ اگر اپنے قریبی رشتہ داروں میں مل جائیں تو انہیں زکاۃ دینے سے دوگنا اجر ملتا ہے۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ ، وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ "مسکین کو دیا جائے تو صدقہ ہوتا ہے اور اگر رشتہ دار کو دیا جائے تو صدقہ و صلہ رحمی دونوں ہوتے ہیں" (النسائی: ۲۵۸۲؛ الترمذی: ۶۵۸؛ وصححه الألبانی)

اپنی بیوی اور اپنے والدین کو زکاۃ نہیں دی جاسکتی۔ ہاں بہن بھائی اور وہ اولاد جو زیر کفالت نہ ہو، اگر مستحق ہوں تو انہیں زکاۃ دینے سے دوگنا اجر ملے گا۔ اسی طرح دولت مند، کمانے والے تندرست لوگ، فاسق و فاجر لوگ اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زکاۃ نہیں دی جاسکتی۔

جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے

اسلام میں جن چیزوں پر زکاۃ فرض ہے وہ اور ان کے متعلقہ کچھ مسائل کچھ اس طرح ہیں:

سونا/ چاندی اور نقدی

سونا/ چاندی میں زکاۃ فرض ہے بشرطیکہ ان کی مقدار مقررہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور اس کی ملکیت پر ایک سال گذر چکا ہو۔ سونے کا نصاب 85 گرام جب کہ چاندی کا نصاب 595 گرام ہے۔ اس طرح اگر سونا 85 گرام سے اور چاندی 595 گرام سے کم ہو تو زکاۃ فرض نہیں ہوگی اور اگر یہ دونوں اپنے مقررہ وزن کے براب یا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ ہوں لیکن ان پر سال نہ گذرا ہو تو تب بھی زکاۃ فرض نہیں ہوگی۔ دونوں شرطیں اگر موجود ہوں تو سونے چاندی کی زکاۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ان کا وزن دیکھ لیں، پھر مارکیٹ کے موجودہ ریٹ کے مطابق اس وزن کی قیمت کی تحدید کر لیں، اس کے بعد اس کا اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ زکاۃ کی نیت سے ادا کر دیں۔

(۱) سونا/ چاندی چاہے ڈھیلے کی شکل میں ہو یا زیورات کی شکل میں، دونوں صورتوں میں زکاۃ فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟'' اس نے کہا نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ))

''کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟'' تو اس نے انہیں زمین پر پھینک دیا اور کہا: کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔

(ابو داؤد ص ۱۵۶۳ ، والنسائی: ۲٤۷۹؛ صححه الألبانی)

(۲) کاغذی کرنسی چاہے ریال ہو یا دینار، روپیہ ہو یا ڈالر...... وہ بھی سونے چاندی کے حکم میں آتی ہے۔ لہٰذا جس شخص کے پاس سونے/ چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ کرنسی موجود ہو اور اس پر سال گذر چکا ہو تو اس میں زکاۃ فرض ہوگی۔

(۳) قرض کی زکاۃ کی دو صورتیں: پہلی یہ کہ مقروض قرضہ تسلیم کرتا ہو اور اسے جلد یا بدیر واپس کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، یا مقروض تو قرضے سے انکاری ہو لیکن عدالت میں کیس کر کے اس سے قرضہ واپس لینے کا یقین ہو تو اس صورت میں قرض کی رقم کی زکاۃ قرض خواہ کو ادا کرنی ہوگی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سال کے اختتام پر جب موجودہ مال کا حساب کیا جا رہا ہو اس کے ساتھ قرض کی رقم کو بھی ملا لیا جائے اور ٹوٹل مبلغ کا اڑھائی فیصد بطور زکاۃ ادا کر دیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ مقروض قرضے سے انکاری ہو اور عدالت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے اسے واپس لینے کا امکان بھی نہ ہو، یا وہ قرضے کو تسلیم تو کرتا ہو لیکن ہر آئے دن واپسی کا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرتا ہو، یا اس کے حالات ہی ایسے ہوں کہ وہ قرضہ واپس کرنے کی طاقت ہی نہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں قرض کی رقم پر زکاۃ فرض نہیں ہوگی، ہاں جب مقروض قرضہ واپس کر دے تو گذشتہ ایک سال کی زکاۃ ادا کر دی جائے۔

(۵) کمپنی کے حصص (شیئرز) اگر تجارتی مقصد سے خریدے گئے ہوں اور ان پر سال گذر چکا ہو تو ان کی زکاۃ ادا کرنا لازمی ہوگا۔ اگر خود کمپنی تمام پارٹنرز کے حصص کی زکاۃ ادا کر دیتی ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ ہر پارٹنر اپنے اپنے حصص کی زکاۃ ادا کرنے کا پابند ہوگا۔

(۶) زکاۃ خالص سونے/ چاندی پر فرض ہوتی ہے، لہٰذا ملاوٹ کو وزن میں شمار نہیں کیا جائے گا، اس طرح اگر ملاوٹ کا وزن نکال کر خالص سونے/ چاندی کا وزن مقررہ نصاب سے کم ہو جائے تو اس پر زکاۃ فرض نہیں ہوگی۔

تجارتی سامان

دوسری چیز جس پر زکاۃ فرض ہوتی ہے وہ ہے ''تجارتی سامان'' اور اس سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جنہیں تجارت کی نیت سے خریدا جائے، چاہے مقامی مارکیٹ سے یا باہر سے درآمد کر کے اس طرح وہ تمام چیزیں اس حکم سے نکل جاتی ہیں جنہیں کسی نے اپنے ذاتی استعمال کے لئے خریدا ہو، مثلاً گھر، گاڑی اور زمین وغیرہ تو ایسی اشیاء پر زکاۃ فرض نہیں اور اسی طرح صنعتی مشینری، آلات، سٹورز اور ان میں پڑی الماریاں، دفاتر اور ان کے لوازمات پر بھی زکاۃ فرض نہیں کیونکہ ایسی تمام اشیاء ایک جگہ برقرار رہتی ہیں اور انہیں بیچ کر تجارت کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

تجارتی سامان کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ

سال کے اختتام پر تاجر (چاہے فرد ہو یا کمپنی) کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام تجارتی سامان کی مارکیٹ کے موجودہ ریٹ کے مطابق قیمت لگائے، پھر اس کے پاس سال بھر جو نقدی کرنسی رہی ہو اسے اس میں شامل کر لے۔ اسی طرح اس کا جو قرضہ قابل واپسی ہو اسے بھی حساب میں شامل کر لے اور اگر وہ خود مقروض ہو تو قرضے کی رقم نکال کر باقی تمام رقم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ بطورِ زکاۃ ادا کر دے۔

صنعتی آلات اور مشینری کی اصل قیمت پر تو زکاۃ فرض نہیں، البتہ ان کی آمدنی اگر زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس سے زکاۃ نکالنا ضروری ہو گا اور یہی حکم کرائے پر دیے ہوئے مکانوں، دکانوں اور گاڑیوں وغیرہ کا ہے کہ ان کی اصل قیمت پر زکاۃ نہیں، کرائے پر ہے، بشرطیکہ کرایہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس کا اڑھائی فیصد ادا کرنا ہوگا۔ البتہ ان اشیاء پر ادا کیا جانے والا ٹیکس اور ان کی دیکھ بھال پر آنے والے دیگر اخراجات ان چیزوں کی آمدنی سے نکال لیے جائیں۔ اسی طرح اگر مالک کا کوئی اور ذریعہ معاش نہیں تو وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے جائز اخراجات بھی آمدنی سے نکال لے، پھر جو رقم باقی ہو اس سے زکاۃ ادا کر دے۔

(۳) حیوانات

جن مویشیوں پر زکوۃ فرض ہے وہ یہ ہیں: اونٹ، گائے/بھینس اور بھیڑ بکریاں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)) (البخاري: ١٤٦٠)

''جس شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہوں اور اس نے ان کی زکاۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن انہیں بہت بڑا اور بہت موٹا کر کے لایا جائے گا، پھر وہ اسے اپنے ٹاپوں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے، جب سب اس کے اوپر سے گذر جائیں گے تو پہلے کو پھر لوٹایا جائے گا اور لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔''

مویشیوں میں زکاۃ کی فرضیت کے لئے چار شرطیں ہیں: ایک یہ کہ وہ اپنے مقررہ نصاب کو پہنچ جائیں۔ اونٹوں کا کم از کم نصاب پانچ، گائے/بھینس کا تیس اور بھیڑ بکریوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس ہے۔ دوسری شرط یہ کہ ان کی ملکیت پر سال گذر جائے۔ تیسری یہ کہ سال کا اکثر حصہ یہ مویشی چرتے رہے ہوں اور مالک کو سال بھر یا سال کا بیشتر حصہ ان کی خوراک خریدنا نہ پڑی ہو۔ اور چوتھی شرط کہ یہ جانور کھیتی باڑی یا بوجھ برداری کے لئے نہ ہوں۔ یہاں یہ بات مدِ نظر رہنی چاہیے کہ مویشیوں کو اگر تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو تو ان کی زکاۃ دوسرے سامانِ تجارت کی زکاۃ کی طرح نکالی جائے گی۔

(۴) زرعی پیداوار

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ (۲/ البقرة: ۲٦۷)

''ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور ہم نے تمہارے لئے زمین سے جن چیزوں کو نکالا ہے، ان میں سے خرچ کرو۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ زمینی پیداوار مثلاً گیہوں، جو، چاول، کھجور، انگور اور زیتون وغیرہ میں زکاۃ فرض ہے اور اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے۔

زرعی پیداوار کا نصاب زکاۃ

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ))

(البخاري: ۱٤۰٥، مسلم: ۹۷۹)

''پانچ وسق سے کم میں زکاۃ نہیں۔''

پانچ وسق کی مقدار 653 کیلوگرام بنتی ہے، اس طرح زرعی پیداوار اگر اس وزن سے کم ہو تو اس میں زکاۃ فرض نہیں ہوگی۔

زرعی پیداوار کا کتنا حصہ زکاۃ دیا جائے؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا: اَلْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالنَّضْحِ: نِصْفُ الْعُشْرِ)) (البخاری:١٤٨٣)

’’جس کو بارش اور چشموں کے پانی نے سیراب کیا ہو یا وہ خود بخود زمینی پانی سے سیراب ہوا ہو اس میں دسواں حصہ ہے اور جس کو آلات کے ذریعے یا محنت کر کے سیراب کیا گیا ہو اس میں بیسواں حصہ ہے۔‘‘

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو پیداوار بارشی پانی یا نہری پانی یا چشموں کے پانی سے حاصل ہوئی ہو اس کا دسواں حصہ اور جسے مشینوں کے ذریعے سیراب کر کے حاصل کیا گیا ہو اس کا بیسواں حصہ بطور زکاۃ ادا کرنا ہوگا۔

(۱) زرعی پیداوار پر سال گذرنا ضروری نہیں بلکہ وہ جیسے ہی حاصل ہوگی اس کی زکاۃ فوراً ادا کرنی ہوگی۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (٦/ الانعام: ١٤١)

’’اس کا حق اس کی کٹائی کے دن ادا کر دو۔‘‘

(۲) تازہ استعمال ہونے والے پھلوں اور سبزیوں پر زکاۃ نہیں ہے، الا یہ کہ ان کی تجارت کی جائے، تجارت کی صورت میں اگر ان کی قیمت نصاب زکاۃ کو پہنچ جائے اور وہ سال بھر اس کے پاس رہے تو اس کا اڑھائی فیصد ادا کرنا ہوگا۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام

زکاۃ فرض ہے اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد جن لوگوں نے زکاۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، آپ نے ان کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ)) (البخاری: ٧٢٨٤، ٧٢٨٥؛ مسلم: ٢٠)

’’اللہ کی قسم! جو لوگ ایک رسی بھی آنحضرت ﷺ کو دیا کرتے تھے، اگر مجھے نہیں دیں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔‘‘

اور جو شخص زکاۃ کی فرضیت کا تو قائل ہو لیکن اسے ادا نہ کرتا ہو تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ، يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَـٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (۹/ التوبة: ۳٤، ۳۵)

''اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا:) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ)) (البخاري: ۱٤۰۳)

''اللہ نے جس کو مال سے نوازا، پھر اس نے زکاۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، یہ سانپ اس کے گلے کا طوق ہوگا اور اس کے جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا: میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ......''

گھٹیا چیز کا صدقہ کرنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ (۲/ البقرة: ۲٦۷)

''مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کرلو اُن کو کبھی نہ لو اور جان لو کہ اللہ بے پروا اور قابل ستائش ہے۔"

صدقہ واپس کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ مَثَلَ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ عَطِيَّتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتّٰى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِيْ قَيْئِهٖ)) (الصحيحة للألباني: ١٦٩٩)

"بے شک وہ آدمی جو اپنے صدقے کو واپس لے لے اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو سیر ہو کر کھائے پھر قے کر دے اور پھر اسی کو چاٹنا شروع کر دے۔"

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے ایک گھوڑا دیا تو اس نے اسے گم کر دیا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ (اگر وہ مل جائے تو) میں اسے خرید لوں۔ میرا خیال یہ تھا کہ وہ آدمی اسے سستے داموں بیچ دے گا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَشْتَرِهٖ، وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ))

(البخاری: ٢٦١٣؛ مسلم، ١٦٢٠)

"اسے مت خریدو اور اپنا صدقہ مت واپس کرو اگرچہ وہ تمہیں ایک ہی درہم میں کیوں نہ دے، کیونکہ اپنا صدقہ واپس کرنے والا شخص اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو دوبارہ چاٹنا شروع کر دے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال میں سب سے اہم عمل روزہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے روزے ہر مکلّف مسلمان پر فرض کئے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (۲/ البقرۃ: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روز فرض کر دیئے گئے ہیں، ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقوی کی راہ اختیار کرو۔''

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرۃ: ۱۸٤)

''پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے۔''

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ﴾ (۲/ البقرۃ: ۱۸۵)

''پس جو شخص بھی اس مہینہ کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔''

اِن آیتوں سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں: (۱) روزہ فرض ہے (۲) چند گنتی کے دنوں میں (۳) مریض و مسافر اگر روزے نہ رکھ سکیں تو وہ دوسرے دنوں میں رکھ سکتے ہیں۔ (۴) یہ رمضان کے روزے ہیں جس میں قرآن مجید اُتارا گیا ہے۔ (۵) جسے یہ مہینہ مل جائے اسی پر رمضان کے روزوں کا رکھنا فرض ہے، بیمار، مسافر اپنی مجبوری کی وجہ سے اگر اس مہینہ میں روزے نہ رکھ سکیں تو اتنی گنتی کے روزے اور مہینے میں رکھ سکتے ہیں رمضان کا روزہ ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے اگر کوئی شخص اس کی فرضیت کا انکار کر دے تو وہ کافر ہے اور بلا عذر شرعی فرض روزے چھوڑنے والا فاسق اور فاجر ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ بَيْتِ اللّٰهِ، وَصَوْمِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَمَضَانَ) [متفق علیہ]

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج بیت اللہ کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔''

اِن دلائل سے ثابت ہوا کہ رمضان المبارک کے روزے ہر مکلّف مسلمان پر فرض ہیں، ہاں مریض اور مسافر کو اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے کہ وہ رمضان کے جن دنوں میں بسبب مرض یا سفر روزے نہ رکھ سکیں ان کے روزے بعد میں قضا کر لیں۔

رمضان کی فضیلت

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ اَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ))

(جامع ترمذی:۲/ ۳۱)

''جب رمضان المبارک کی اول رات ہوتی ہے تو بڑے بڑے سرکش جن اور شیطان قید کیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی دروازہ کھلتا نہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر ان سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا، اور اللہ کی طرف سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ (یعنی اب وقت ہے جو کچھ کرنا ہے کر لے) اور اے گناہ کرنے والے اب پیچھے ہٹ جا (یعنی اس خیر و برکت کے وقت کی شرم کر اور گناہوں سے باز آ جا)، اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے (جو آزادی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحق ہیں) اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔"

روزے کے احکام

روزے کے بہت سے احکام و مسائل ہیں مگر ان میں سے چند احکام یہاں بیان کیے جارہے ہیں:

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے، چغلی غیبت فحش اور جھوٹ وغیرہ سے ایمانداری وخلوص اور نیک نیتی کے ساتھ بچنے کا نام روزہ ہے لہٰذا روزہ کی حالت میں کھانا پینا اور دیگر بری باتوں سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر قصداً کھا پی لیا تو روزہ ٹوٹ گیا اس کی قضا ضروری ہے اور اگر قصداً بیوی سے مباشرت کر لی تو قضا اور کفارہ ضروری ہے؛ کفارہ میں اگر طاقت ایک غلام آزاد کرنے کی ہے تو ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو دو مہینے تک پے در پے روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

روزے کی حالت میں اگر کوئی غلطی سے کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ)) (بخاري: ١/ ٢٥٩)

"جس نے بھول کر کھا پی لیا اسے روزہ پورا کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔"

روزہ کی حالت میں بیماری کی وجہ سے سینگی اور پچھنے لگوانا جائز ہے بشرطیکہ ضعف کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے روزے میں سینگی لگوائی ہے۔
(بخاري: ١/ ٢٦٠)

جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، بے قصور پر الزام رکھنا، غیبت اور چغلی کھانا، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا کرنا اور دیگر گناہوں کے کام کرنا ہر حالت میں منع ہیں لیکن روزے کی حالت میں خصوصیت سے ان کاموں کو نہ کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ والْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) (بخاری: ١/ ٢٥٥)

''جو شخص جھوٹی بات اور برے عمل پر کام کرنا نہ چھوڑے تو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

((فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَآئِمٌ)) (بخاری: ١/ ٢٥٥)

''جب کوئی روزے سے ہو تو لغو اور بے ہودہ بات نہ کہے اگر کوئی جھگڑے یا گالی گلوچ پر اتر آئے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔''

روزہ کی حالت میں جس وقت اور جس طرح چاہے وہ مسواک کر سکتا ہے اور تیل و خوشبو لگانا، اور سرمہ لگانا، نہانا سر پر پانی ڈالنا، کلی کرنا جائز ہے لیکن زیادہ مبالغہ سے کلی نہ کرے کہ ناک یا حلق کے ذریعہ پانی اتر جائے اور نہ زیادہ مبالغہ سے ناک میں پانی ڈالے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَآئِمًا))

(مسند احمد ٤/ ٣٣)

''اور ناک میں مبالغہ سے پانی ڈالو مگر روزے کی حالت میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرو۔''

بیمار مسافر، بوڑھا، حاملہ اور مرضعہ کے لیے رخصت ہے کہ ان وقتوں میں روزے نہ رکھیں۔ (مسند احمد: ٤/ ٣٤٧)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾

بیمار اور مسافر دوسرے دنوں میں روزے رکھیں جن بوڑھوں کو روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے وہ فدیہ دیں۔''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں وہ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، حمل والی اور دودھ پلانے والی عورتوں کو اگر زیادہ تکلیف ہو تو وہ روزے نہ رکھیں جب اس سے فارغ ہو جائیں تب ان روزوں کی قضا کریں وہ بیمار کے حکم میں شامل ہیں حدیث میں ہے: وَعَنِ الْحُبْلٰی وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ (سنن نسائی ح: ۲۲۷٦) "اللہ تعالیٰ نے حاملہ اور مرضعہ کو روزے کی رخصت دی ہے۔"

کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھیں قضا شدہ روزوں کو رمضان کے بعد جب موقع مل جائے رکھا جا سکتا ہے لیکن حتی الامکان جلدی رکھنے کی کوشش کی جائے اور لگاتار رکھنا ضروری نہیں ہے فاصلہ اور ناغہ کر کے رکھنا بھی درست ہے۔

چاند دیکھنے سے دو چار دن پہلے رمضان کے استقبال کے طور پر ورزہ رکھنا جائز نہیں۔(بخاری: ۱/ ۲۵٦)

اگر کوئی پہلے سے ہمیشہ سے نفلی روزہ رکھتا چلا آیا ہے تو اس کے لیے رخصت ہے۔

چاند دیکھ کر اس دعا کو پڑھنا سنت ہے۔اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰہُ (مسند احمد: ۵/ ۳۲۹)۔ "اے اللہ! تو اس مہینے کو ہم پر سے امن وامان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ گزار دے اور اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔"

سحری کی فضیلت

روزہ کے لیے سحری کھانا سنت ہے سحری سحر سے ہے اور سحر وقت آخری شب جو صبح صادق سے پہلے ہوتا ہے اور سحری اس کھانے کو کہتے ہیں جو روزہ دار رات کے آخر وقت میں صبح صادق سے پہلے کھاتا پیتا ہے تاکہ دن میں طاقت رہے اور بھوک اور پیاس کی زیادہ تکلیف نہ ہو اور سحری کھانے کا اچھا وقت آخر رات ہے سحری کھانے سے دن بھر قوت رہتی ہے اور اس میں برکت بھی ہے اس لیے اس کھانے کو "غذاء مبارک" کہا گیا ہے۔ سحری کھانا سنتِ مؤکدہ ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

((تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةٌ)) (صحیح بخاری: ۱/ ۲۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''

اور آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے:

((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحُورِ))

(صحيح مسلم: ١/ ٣٥٠)

''ہم مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کے روزوں کے درمیان فرق صرف سحری کھانا ہے۔''

کیوں کہ یہود ونصاریٰ سحری نہیں کرتے اور مسلمان سحری کھاتے ہیں۔

((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُسَحِّرِيْنَ))

(ابن حبان، حدیث نمبر ٣٤٥٨)

''سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے اور فرشتے ان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔''

روزے کی نیت ضروری ہے بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) (بخاری: ١/ ٢)

''عملوں کا دارومدار نیت پر ہے۔''

اس میں بھی روزہ شامل ہے آپ نے روزے کے متعلق خصوصیت سے فرمایا۔

((مَنْ لَّمْ يُجَمِّعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ))

(مسند احمد: ٤/ ٢٨٧)

''جو شخص صبح سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ نہیں ہوگا''

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ''نیل الاوطار'' میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی کو روزے کی نیت کر لینا ضروری ہے لیکن یہ فرض روزوں کے لیے ہے اور نفلی روزے کی نیت اگر زوال آفتاب سے پہلے، کر لی جائے تب بھی درست ہے زبان سے نیت نہیں کرنی چاہیے بلکہ دل میں روزہ رکھ لینے کا ارادہ کر لینا ضروری ہے زبان سے کہنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افطاری کا بیان

روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہیں اور آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد اس کا وقت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھٰھُنَا وَاَدْبَرَ النَّھَارُ مِنْ ھٰھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ)) (بخاری: ١/ ٢٦٢)

"جب رات ادھر سے ادھر آ جائے یعنی مغرب اور دن ادھر سے ادھر ہو جائے، یعنی مشرق سے چلا جائے اور سورج چھپ جائے تو روزہ داروں کے روزہ کھولنے کا وقت ہو گیا۔"

اور رسول اللہ ﷺ خود کھجوروں سے افطار کرتے تھے اور اگر یہ نہ پاتے تو پانی سے افطار کرتے۔ (مسند احمد: ٣/ ١٦٤)

افطار کرنے کے بعد یہ کلمات پڑھیں:

((ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ))

(ابی داؤد: ٢/ ٢٧٨)

"پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔"

فضائلِ صوم

اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَھُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾

(٣٣/ الاحزاب: ٣٥)

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی عزّت وعصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

(متفق عليه)

"جس نے حالت ایمان میں اللہ سے حصول ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"

إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نیت صادقہ اور یقین کامل کے ساتھ، محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اجر وثواب کو حاصل کرنے کی خاطر، دل کی خوشی کے ساتھ اور روزوں کو بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ رمضان المبارک کے ایام کو غنیمت تصور کرتے ہوئے روزے رکھے۔ اگر وہ اس کیفیت کے ساتھ روزے رکھے گا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

روزے کا اجر صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي)) (مسلم: ١١٥١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابن آدم کا ہر (نیک) عمل کئی گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر، حتی کہ سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے جو کہ صرف میرے لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا کیونکہ وہ میری وجہ سے اپنی خواہش نفس اور اپنے کھانے کو چھوڑتا ہے۔''

إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ ''سوائے روزے کے جو کہ صرف میرے لئے ہوتا ہے'' سے مراد یہ ہے کہ مومن کے باقی اعمال مثلاً نماز، صدقہ اور ذکر وغیرہ تو ظاہری ہوتے ہیں اور فرشتے انہیں نوٹ کر لیتے ہیں، جب کہ روزہ ایسا عمل نہیں جو ظاہر ہو بلکہ صرف نیت کرنے سے ہی انسان روزے کی حالت میں چلا جاتا ہے۔ اور نیت کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہوتا حتی کہ فرشتے بھی نہیں جانتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ بھی میں ہی دوں گا۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کو بے مثال عمل قرار دیا ہے۔

چونکہ روزے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے اور اس کی مقدار کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اس لئے روزہ دار جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ملے گا اور اسے اللہ تعالیٰ روزے کا اجر وثواب دے گا تو اسے بے انتہا خوشی ہوگی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)) (بخاری: ١٩٠٤؛ مسلم: ١١٥١)

''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطاری کے وقت اور دوسری اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت۔''

روزہ ڈھال ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ))

(البخاری: ١٩٠٤؛ مسلم: ١١٥١)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روزہ ڈھال ہے اور تم میں سے کوئی شخص جب روزے کی حالت میں ہو تو وہ ناشائستہ بات نہ کرے اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے اور اگر کوئی شخص اسے گالی گلوچ کرے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ کہے: میں روزہ دار ہوں۔''

''روزہ ڈھال ہے'' سے مراد یہ ہے کہ روزہ نفسانی فواحشات اور گناہوں سے روکتا ہے اور اسی طرح جہنم سے بچاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ کَجُنَّۃِ أَحَدِکُمْ مِنَ الْقِتَالِ))

(نسائی: ۲۲۳۱)

''روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص جنگ سے بچنے کے لئے ڈھال لیتا ہے۔'' (نسائی: ۲۲۳۱)

باب الرّیان

جنت کے ایک دروازے کا نام (باب الرّیان) ہے یہ دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہوگا۔ جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّۃِ بَابًا یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانُ، یَدْخُلُ مِنْہُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ أَحَدٌ غَیْرُھُمْ یُقَالُ: أَیْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ أَحَدٌ غَیْرُھُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْہُ أَحَدٌ)) (البخاری: ۱۸۹۶، مسلم: ۱۱۵۲)

''بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے باب الریان کہا جاتا ہے، اس سے قیامت کے دن صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے اور ان کے علاوہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا اور پکار کر کہا جائے گا: کہاں ہیں روزے دار؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور ان کے علاوہ اور کوئی اس سے جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جب وہ سب کے سب جنت میں چلے جائیں گے تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔"

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَاللهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ))

"جو شخص اللہ کے راستے میں جوڑا (ایک نہیں بلکہ دو) خرچ کرتا ہے اسے جنت کے دروازوں سے پکار کر کہا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) تمہارے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا نمازی کو باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا، مجاہد کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا، روزہ دار کو باب الریان سے پکارا جائے گا اور صدقہ کرنے والے کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔"

چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اسے تو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہو گی۔ تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)) (صحیح مسلم: ۱/ ۳۵۰) "ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہوں گے"۔ (البخاري: ۱۸۹۷؛ مسلم: ۱۰۲۷)

روزہ شفاعت کرے گا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَةَ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ، وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ، قَالَ: فَيُشَفَّعَانِ))

[رواه احمد والحاكم وغيرهما وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب: ۹۸۴]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”روزہ اور قرآن دونوں بندے کے حق میں روز قیامت شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے کھانے سے اور شہوت سے روکے رکھا، اس لئے تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر لے اور قرآن کہے گا: میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، لہٰذا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول کر لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ ان دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔“

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)) (البخاري: ١٩٠٤؛ مسلم: ١١٥١)

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے۔“

روزے کی حالت میں خاتمہ ہو جائے تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، خُتِمَ لَهُ بِهَا، دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، خُتِمَ لَهُ بِهَا، دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، خُتِمَ لَهُ بِهَا، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (مسند احمد ج ٣٨ ص ٣٩١س)

”جس شخص نے لا إله إلا الله کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا وہ سیدھا جنت میں جائے گا اور جس شخص نے اللہ کی رضا کی خاطر ایک دن کا روزہ رکھا اور اسی حالت میں اس کا خاتمہ ہو گیا تو وہ بھی سیدھا جنت میں جائے گا، اور جس شخص نے اللہ کی رضا کی خاطر صدقہ کیا اور اسی وقت اس کا خاتمہ ہو گیا تو وہ بھی سیدھا جنت میں جائے گا۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَّصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذَالِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا))

(مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۲۷۱۱)

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے ایک دن کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس پر میں عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ))

''تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا۔ فرض نماز قائم کر، فرض زکاۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔''

یہ سن کر دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ہمیشہ نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم۔ پھر جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا))

(البخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ: ۱۳۹۷؛ مسلم، الایمان: ۱۴)

''جو آدمی اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اسے دیکھ لے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج بیت اللہ

حج کے معنی قصد اور زیارت کے ہیں، اسلامی محاورہ میں اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادت اور اس کے گھر کی مخصوص طریقے سے زیارت کرنے کو حج کہتے ہیں، اسلام کے پانچ رکنوں میں سے حج بھی ایک رکن ہے جو ہر مستطیع پر فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا))

(مسلم: ١/ ٤٣٢ ، کتاب الحج)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔"

اور فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے، (۱) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اس کے بندہ ہونے کی شہادت دینا (۲) نماز پڑھنا (۳) بیت اللہ کا حج کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا، (۵) زکوٰۃ دینا۔

(بخاری ١/ ٦ ، کتاب الایمان)

فرضیتِ حج کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) اسلام، یعنی حج صرف مسلمان پر فرض ہے، کافر پر فرض نہیں ہوتا اور اگر کافر حالتِ کفر میں حج کرلے تو وہ کافی نہیں ہوگا کیونکہ حج سے پہلے اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اسلام قبول کرنے کے بعد اگر وہ صاحب استطاعت ہے تو دوسرا حج فرض ہوگا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو فرمایا:

"تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، اس لئے تم انہیں (سب سے پہلے) اس بات کی طرف دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں......" (بخاری:١٤٩٦؛ مسلم:١٩)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنا ضروری ہے اور دوسرے واجباتِ دین کا رتبہ اس کے بعد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) عقل، یعنی حج عاقل، باشعور مسلمان پر ہی فرض ہوتا ہے، مجنون پر نہیں، کیونکہ مجنون کو رسول اللہ ﷺ نے مرفوع القلم (غیر مکلّف) قرار دیا ہے۔

(۳) بلوغت، فرضیتِ حج کے لئے بلوغت شرط ہے کیونکہ نابالغ بچہ مکلف نہیں ہوتا، البتہ نابالغ بچہ حج کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا ایک بچہ بلند کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حج کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ ، وَلَكِ أَجْرٌ ''ہاں، اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔'' (مسلم: ۱۳۳۶)

لیکن اس کا یہ حج فرض حج سے کفایت نہیں کرے گا، بالغ ہونے کے بعد اگر وہ مستطیع ہو تو اسے فرض حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔

(۴) آزادی، یعنی حج آزاد مسلمان پر ہی فرض ہوتا ہے، غلام پر نہیں، البتہ غلام حج کر سکتا ہے لیکن یہ حج فرض حج سے کفایت نہیں کرے گا اور اسے آزاد ہونے کے بعد بحالتِ استطاعت فرض حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔

(۵) استطاعت، یعنی وہ حج کرنے کی قدرت رکھتا ہو، مالی طور پر حج کے اخراجات اٹھا سکتا ہو اور جسمانی طور پر سفر حج کے قابل ہو۔ راستہ پر امن ہو اور قدرت حاصل کرنے کے بعد حج کے ایام تک مکہ مکرمہ میں پہنچنا اس کے لئے ممکن ہو۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

(۳/ آل عمران: ۹۷)

''حج بیت اللہ کرنا ان لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔''

اور جب رسول اللہ ﷺ سے استطاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: (اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ) یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس زادِ راہ اور سواری موجود ہو (یا سواری کا کرایہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو)۔

(ابن ماجه، صحيح الترغيب والترهيب للألباني: ۱۱۳۱)

اور اگر کوئی شخص مالی طاقت تو رکھتا ہو لیکن جسمانی طور پر سفر حج کے قابل نہ ہو تو اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازم ہے کہ وہ اپنی جانب سے کسی ایسے شخص کو حج کرائے جو پہلے اپنی طرف سے فریضہ حج ادا کر چکا ہو۔

عورت کے لئے ان شرائط کے علاوہ ایک اور شرط یہ ہے کہ سفرِ حج کے لئے اسے محرم یا خاوند کا ساتھ میسر ہو، اگر ایسا نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثاً إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنهَا))

(بخاري: ١٠٨٦؛ مسلم: ١٣٣٨)

"کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن کی مسافت کا سفر اپنے محرم کے بغیر کرے۔"

حج کی فرضیت کے ساتھ ساتھ اس کی بڑی فضیلت بھی ہے کہ اس کے کرنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس کے بعد جنت بھی ملتی ہے۔ اپنی ذمہ داری بھی ادا ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اور پوری دنیا کے مسلمانوں سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ دین و دنیا دونوں کے فائدے حاصل ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

((اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ))

(بخاري: ١/ ٦، كتاب الايمان)

"کون سا عمل سب عملوں سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر عرض کیا گیا، اس کے بعد کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا عمل ہے، فرمایا حج مقبول ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ))

(بخاري: ١/ ٦، كتاب الايمان)

"جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور عدول حکمی اور اللہ کی نافرمانی نہیں کی وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے جس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی ماں نے اس کو پیدا کیا تھا۔“

یعنی گناہوں سے وہ اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی معصوم جنا ہے، سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا:

((إِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ)) (مسلم: ١/ ٧٦، كتاب الايمان)

”حج ان تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جو پہلے سے سرزد ہو گئے تھے۔“

((اَلْحَجُّ جِهَادٌ لِكُلِّ ضَعِيفٍ)) (مسند احمد: ٦/ ٢٩٤)

”ہر کمزور کا جہاد حج ہے یعنی حج کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے۔“

((جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ))

(نسائي: ٢٦٢٧)

”بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔“

((اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))

(بخاري: ١/ ٣٣٨)

”حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج و عمرہ دونوں کو ملاؤ، کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو ایسا دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (جامع ترمذي: ٢/ ٧٨)

حج پر جتنا بھی روپیہ پیسہ خرچ ہوتا ہے وہ باعث خیر و برکت اور سعادتِ دارین کا ذریعہ ہے۔

اَلنَّفَقَةُ فِي سَبِيْلِ اللهِ الدِّرْهَمُ بِسَبْعِ مِائَةٍ۔

(مسند احمد: ٥/ ٣٥٥)

”حج میں خرچ کرنا ایسا ہے جیسا جہاد میں خرچ کرنا۔ جہاد میں ایک درہم خرچ کرنے کا ثواب سات سو درہم خرچ کرنے کے برابر ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((إِنَّ لَكِ مِنَ الْأَجْرِ عَلَى قَدْرِ نَصِيبِكِ وَنَفَقَتِكِ))

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مستدرك ١/ ٤٧١)

”جتنی تم کو تکلیف ہوگی اور جتنا تم خرچ کروگی اتنا ہی ثواب تم کو ملے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعوت دی اور اس کی دعوت کو آپ نے قبول فرمایا اور مہمانی کے لئے اور حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں یہ بڑی فضیلت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مہمان نواز ہے اور آپ اس کے مہمان ہیں اس کی تائید بزار اور ترغیب کی حدیث سے ہوتی ہے۔(مجمع الزوائد: ٣/ ٢١٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے دونوں اللہ کے مہمان ہیں، خدا نے ان کو بلایا، اور وہ آئے اور جو کچھ انہوں نے مانگا خدا نے ان کو دیا، اللہ آپ کو بھی بخشے اور اگر اپنے خویش واقارب کی مغفرت کے لئے سفارش اور دعا کریں گے تو خدا انہیں بھی بخش دے گا۔

آپ اس مقدس سفر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرافت سے پیش آیا کیجئے اور ہر ممکن طریقے سے ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتے رہیے اور خدمت کرتے رہیے، ان کو تکلیف پہنچانا اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنا انسانیت کے خلاف ایک جرم عظیم ہے خصوصیت سے اِس مبارک سفر میں اللہ تعالیٰ نے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (٢/ البقرة: ١٩٧)

”حج کے چند گنتی کے مہینے معلوم ہیں جو ان مہینوں میں حج کا احرام باندھے، وہ اپنی بیوی سے ہم بستر نہ ہو اور فحش اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔“

سفرِ حج کے دوران موت آجائے تو انسان جنتی ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْحَاجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ، كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

(رواه أبو يعلى، صحيح الترغيب والترهيب: ١١١٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جو شخص حج کے لئے نکلے، پھر اسی دوران اس کی موت آ جائے تو یوم قیامت تک اس کے لئے حاجی کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور جو شخص عمرہ کے لئے نکلے، پھر اسی دوران اس کی موت آ جائے تو یومِ قیامت تک اس کے لئے عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔“

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی، جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیا اِسے اچانک اس کی اونٹنی نے نیچے گرا دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ، وَكَفِّنُوْهُ بِثَوْبَيْهِ، وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ، وَلَا تُحَنِّطُوْهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا))

(بخاري: ١٨٤٩، ١٨٥٠؛ مسلم: ١٢٠٦)

”اسے پانی اور بیری سے غسل دو اس کی دو چادروں میں ہی اسے کفن پہنا دو۔ اس کا سر مت ڈھانپو اور اسے خوشبو بھی مت لگاؤ، کیونکہ قیامت کے روز اسے اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔“

مناسک حج کی فضیلت میں ایک عظیم حدیث

”جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کا قصد کر کے نکلتے ہو تو تمہاری اونٹنی کے ایک ایک قدم پر اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور تمہارا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور طواف کے بعد تمہاری دو رکعات حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوتی ہیں۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان تمہاری سعی ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہوتی ہے اور یومِ عرفہ کی شام کو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر آ کر تم پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے: دیکھو یہ میرے بندے ہیں جو دور دراز سے پراگندہ حالت میں اور غبار آلود ہو کر میرے پاس آئے ہیں، یہ میری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات کے برابر، یا بارش کے قطروں کے برابر، یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تو میں ان تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور (أَفِيضُوا عِبَادِيْ! مَغْفُوْرًا لَّكُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ) ''سن لو میرے بندو! اب تم مزدلفہ کی طرف لوٹ جاؤ، میں نے تمہاری اور جن کے لئے تم نے دعا کی ہے سب کی مغفرت کردی ہے۔'' اور جب تم جمرات کو کنکریاں مارتے ہو تو ہر کنکری کے بدلے میں ایک کبیرہ گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور جب تم قربانی کرتے ہو تو اس کا اجر تمہارے رب کے ہاں تمہارے لئے ذخیرہ کردیا جاتا ہے۔ اور جب تم سر منڈواتے ہو تو ہر بال کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ پھر جب تم طواف کرتے ہو تو اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتے ہو جیسا کہ تم اپنی ماں کے پیٹ سے گناہوں سے بالکل پاک پیدا ہوئے تھے اور ایک فرشتہ آتا ہے اور تمہارے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے: جاؤ اب مستقبل کے لئے عمل کرو کیونکہ تمہارے پچھلے تمام گناہ مٹا دیئے گئے ہیں۔''

(الطبرانی، صحیح الترغیب والترهیب للألبانی: ۱۱۱۲)

سفرِ حج سے پہلے چند آداب

(۱) عازمِ حج پر لازم ہے کہ وہ حج وعمرہ کے ذریعے صرف اللہ کی رضا اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی نیت کرے کیونکہ ہر عملِ صالح کی قبولیت کے لئے اخلاص شرط ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (۹۸/ البينة: ۵)

''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے اور یکسو ہو کر۔ اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیتے رہیں اور یہی نہایت درست دین ہے۔''

(۲) وہ حج کے اخراجات رزقِ حلال سے کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: يَـأَيُّهَـا النَّـاسُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو قبول کرتا ہے۔''...... پھر آپ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر کے پراگندہ اور غبار آلود حالت میں (حج کرنے جاتا ہے) اور آسمان کی طرف ہاتھوں کو بلند کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دعا کرتا ہے: اے میرے رب، اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا، اس کا پینا اور اس کا لباس حرام کمائی سے تھا اور اس کے جسم کی پرورش حرام رزق سے ہوئے تو ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے!'' (مسلم: ١٠١٤)

حجاج کرام پر خصوصاً لازم ہے کہ وہ حرام کمائی سے بچیں اور سفرِ حج کے اخراجات حلال کمائی سے کریں۔

(٣) ۔تمام گناہوں سے سچی توبہ کرلے اور اگر اس پر لوگوں کا کوئی حق (قرضہ وغیرہ) ہوتو اسے ادا کردے۔ اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرے اور اگر کچھ حقوق وہ ادا نہ کرسکا ہوتو انہیں ان کے متعلق وصیت کرے۔

(٤) قرآن وسنت کی روشنی میں حج وعمرہ کے احکامات کو سیکھ لے اور سنی سنائی باتوں پر اعتماد نہ کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا:

((لِتَاخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ)) (مسلم: ١٢٩٧)

''تم حج کے احکام سیکھ لو کیونکہ مجھے معلوم نہیں، شاید میں اس حج کے بعد دوسرا حج نہ کرسکوں۔''

لہٰذا جس طرح باقی تمام عبادات کے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے مطابقت ضروری ہے، اِس طرح حج کے احکام بھی آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہی ادا ہونے چاہئیں۔

دورانِ سفر اور دورانِ ادائیگی حج چند ضروری آداب

(١) احرام کی نیت کرنے کے بعد زبان کی خصوصی طور پر حفاظت کریں اور فضول گفتگو سے پرہیز کریں، اپنے ساتھیوں کو ایذاء نہ دیں اور ان سے برادرانہ سلوک رکھیں اور اپنے تمام فارغ اوقات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گذاریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو اور سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔ لہٰذا اے عقلمندو! تم مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔'' (۲/ البقرة: ۱۹۷)

اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

(بخاري: ۱۸۱۹، مسلم: ۱۳۵۰)

''جس نے حج کیا اور اس دوران بے ہودگی اور اللہ کی نافرمانی سے بچا رہا وہ اس طرح واپس لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔''

(۲) حجاج کے رش میں خصوصاً حالتِ طواف وسعی میں اور کنکریاں مارتے ہوئے کوشش کریں کہ کسی کو آپ کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ سے جب یہ پوچھا گیا کہ سب سے اچھا مومن کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ))

(بخاري: ۱۱؛ مسلم: ٤٢)

''سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

اگر کسی وجہ سے آپ کو تکلیف پہنچے تو اسے درگزر کر دیں اور جھگڑا نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ (٤٢/ الشورى: ۳۷)

''اور وہ (مومن) کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں غصے کے وقت معاف کر دیتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (٤٢/ الشوریٰ: ٤٠)

"برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی (تکلیف پہنچانا) ہے۔اور جو معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔"

(۳) باجماعت نماز پڑھنے کی پابندی کریں اور اس سلسلے میں کسی قسم کی سستی نہ برتیں۔

(۴) خواتین غیرمحرم مردوں کے سامنے بے پردہ نہ ہوں اور ان کے سامنے دوپٹے یا چادر وغیرہ سے پردہ کریں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ﴾

(۳۳/ الأحزاب:۵۹)

"اے نبی! اپنی بیویوں سے، اپنی بیٹیوں سے اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی، پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا۔"

احرام باندھنے کا طریقہ

احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے (۱) اول حجامت بنوالو (رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھنے سے پہلے غسل فرمایا تھا)

اور وضو کر لو، اس کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار دو اور ایک کپڑا تہبند کے طور پر باندھ لو، اور ایک چادر اوڑھ لو، احرام کے یہی دو کپڑے ہیں، اس کے بعد خوشبو لگا لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ)) (بخاری: ۱/ ۲۰۸ کتاب الحج)

"رسول اللہ ﷺ کو میں احرام کے وقت خوشبو لگاتی تھی، احرام باندھنے سے پہلے، اور طواف سے پہلے حلال ہونے کے وقت خوشبو لگاتی تھی۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر عمرہ کرنا ہو تو عمرہ کی نیت کرلو، اور یوں کہو (لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ) اور اگر صرف حج کرنے کا ارادہ ہے تو حج کا ارادہ کرو یعنی یوں کہو (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ) اور اگر قرآن یعنی حج وعمرہ دونوں ساتھ ساتھ ادا کرنا مقصود ہے تو دونوں کا ارادہ کرو، اور یوں کہو: (لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا) حج فرض ادا کرنا ہے تو فرض حج کی نیت کرو، نفل ادا کرنا ہے تو نفل کی نیت کرو، نیت کرنا فرض ہے بغیر نیت کے کسی عمل کا اعتبار نہیں ہے اگر مرد ہے تو احرام کے وقت سے قربانی تک سر کھولے رکھے۔

اس کے بعد زور زور سے تلبیہ پڑھو رسول اللہ ﷺ اس تلبیہ کو پڑھا کرتے تھے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) (بخاری: کتاب الحج ۲۱۰)

''الٰہی! میں تیری خدمت اور عبادت کے لئے حاضر ہوا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں تیری خدمت کے لئے حاضر ہوا ہوں، یقیناً تعریف اور نعمت صرف تیرے لئے ہے اور بادشاہت صرف تیرے لئے خاص ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''

احرام کی قسمیں

احرام کی چار قسمیں ہیں:

(۱) افراد، یعنی صرف حج کا احرام باندھنا، اور صرف حج کا احرام باندھنے والے کو ''مفرد'' کہتے ہیں (بخاری)۔

(۲) تمتع یعنی پہلے حج کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھ کر طواف سعی ادا کرنے کے بعد حلال ہو جائے پھر حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال کو ادا کیا جائے ایسا کرنے والے کو ''متمتع'' کہتے ہیں (بخاری)۔

(۳) قِران، یعنی حج وعمرہ دونوں کا ساتھ ساتھ احرام باندھنا ایسا کرنے والے کو ''قارون'' کہتے ہیں (بخاری)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حج کے مہینے کے علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھنا ایسا کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں (بخاری)۔

یہ سب جائز ہیں یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو ادا کیا جیسا کہ کتب ستہ میں ہے۔

احرام کے کپڑے

مرد کے احرام کے کپڑے ایسے ہونے چاہئیں: نیا یا دھلا ہوا تہہ بند چادر اور جوتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لنگی اور چادر اور جوتا میں احرام باندھو۔''

اگر تہ بند نہ ہو تو پائجامہ میں بھی احرام بندھ سکتا ہے۔

مردوں کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے، زعفران اور ورس کی رنگی ہوئی چادر منع ہے اور مرد احرام کی حالت میں اپنے سر کو کھلا رکھے اور عورتیں عام لباس میں احرام باندھیں لیکن لباس با پردہ ہو جانا چاہیے اور احرام کی حالت میں عورتیں اپنے چہرے کو کھلا رکھیں چھپائیں نہیں البتہ اگر اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو گھونگھٹ نکال لیں، احرام کی حالت میں بال ناخن کاٹ تراشنا، جنگلی جانوروں کا شکار کرنا، نکاح کرنا اور کرانا، بیوی سے جماع کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا اور خوشبو لگانا جائز نہیں ہے۔

حرم شریف میں داخل ہونے کے آداب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا تُلْتَقَطُ لُقْطَتُهُ إِلَّا لِمُعَرِّفٍ))

''یہ شہر مکہ حرم ہے یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور نہ یہاں کی گھاس سوائے اذخر کے کاٹی جائے اور نہ شکار بھگایا جائے اور نہ گری پڑی چیز اٹھائی جائے البتہ اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔''

حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت سے یہ شہر مکہ حرم ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام بنایا ہے یہاں قتل و قتال اور جنگ و جدال حلال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے یہ یہاں شکار کرنا جائز ہے یہ کانٹا کاٹنا جائز ہے۔(بخاری: کتاب جزاء الصید)
اس حرم میں داخلہ کے وقت رسول اللہ ﷺ سے کوئی خاص دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حرم میں داخلہ کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

"اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اللہ کے گھر کی زیارت کرنے کی کوشش کرو۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کی دعا

مسجد حرام میں مقام ابراہیم کی طرف آؤ مقام ابراہیم کے پاس باب بنی شیبہ ہے اس دروازے سے داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (ابن ماجه)

"میں اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اور اس کے رسول پر درود و سلام بھیجتا ہوں اے اللہ تو میرے گناہوں کو معاف کر دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔"

طواف

طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے ہیں، خانہ کعبہ کے اردگرد گھومنے اور چکر لگانے کو "طواف" کہتے ہیں۔

طواف کی فضیلت حدیث میں بہت آئی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ))

(ابن ماجه كتاب المناسك: ٢٩٥٦)

"جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو ایک غلام آزاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا ثواب ملے گا۔"

طواف کی قسمیں

طواف کی چھ قسمیں ہیں۔(۱) طواف قدوم جو آنے کے وقت سب سے پہلے کیا جاتا ہے، اس کو طواف الورود اور طواف اللقاء اور طواف التحیۃ بھی کہتے ہیں یہ آفاقی یعنی مکہ سے باہر والوں کے لئے (۲) طواف الزیارت جو دسویں تاریخ کو کیا جاتا ہے یہ حج کا رکن ہے اس کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں (۳) طواف صدر جو بیت اللہ سے واپسی کے وقت کیا جاتا ہے، اس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں (۴) طواف العمرہ جو عمرہ کی ادائیگی کے وقت کیا جاتا ہے، یہ عمرہ کا رکن ہے۔(۵) طواف نذر، جو نذر ماننے والے پر ضروری ہے (۶) طواف النفل جو نفلی طور پر ہر وقت کیا جاتا ہے۔

طواف قدوم کی ترکیب

(۱) وضو کر کے مرد اپنے احرام کی چادر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانہ پر ڈال دیں (دایاں شانہ کھلا رکھیں) حجر اسود کے پاس آ کر اس کا بوسہ لیں یا استلام کریں، استلام کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (مسند احمد) کہیں یعنی اللہ کے نام سے طواف کرتا ہوں اللہ بہت بڑا ہے۔طواف کے دوران ذکر و اذکار اور دین یا آخرت کی بھلائی کے لئے دعاؤں میں مشغول رہیں۔

رکن یمانی کی دعا

اس کونے کو صرف چھونا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس کونے پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں جب ذیل کی دعا پڑھی جاتی ہے تو اس پر وہ آمین کہتے ہیں رکن یمانی پر استلام کے بعد اس دعا کو دونوں رکنوں کے درمیان پڑھو، نبی کریم ﷺ اس کو اس جگہ پڑھتے تھے:

((رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

"اے میرے رب! تو مجھے دنیا میں نیکی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی فرما اور دوزخ کے عذاب سے مجھے بچائیو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دعا کو پڑھتے ہوئے حجر اسود پر آئیں، اب یہ ایک چکر ہوا، اگر حجر اسود کو بوسہ لینے کا موقع ملے تو بوسہ لیں ورنہ ہاتھ سے اشارہ کر کے ذکر واذکار کرتے ہوئے دوسرا پھیرا شروع کر دیں اس میں بھی آہستہ دوڑ کر چال چلیں اور مذکورہ دعائیں پڑھیں، تیسرا پھیرا بھی اسی طرح کریں، رمل واضطباع نہ کریں جب سات پھیرے پورے ہو جائیں تو ایک طواف پورا ہو گیا، حجر اسود سے طواف شروع کیا تھا اور حجر اسود پر ہی ختم کریں اگر حجر اسود پر بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لیں ورنہ استلام کر کے مقام ابراہیم کی طرف آ جائیں۔

حدیث شریف میں ہر چکر اور پھیرے کی الگ الگ دعائیں نہیں ہیں، اور اس کے علاوہ بھی قرآن وحدیث سے دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں آج کل کے معلمین نے طواف کے ہر پھیرے کے لئے الگ الگ دعائیں ترتیب دے رکھی ہیں اور حاجیوں کو وہی پڑھاتے ہیں ہر کام میں سنت کی پیروی ضروری ہے قرآن وحدیث کی دعاؤں میں جو تاثیر ہے وہ مصنوعی دعاؤں میں نہیں ہے۔

طواف کے ساتویں پھیرے کو ختم کر کے آیت ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾ پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم پر آ جائیں۔ مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر کے طواف کی دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھیں سلام پھیرنے کے بعد نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے اور اپنے لواحقین کے لئے نیک دعائیں کریں کیونکہ یہ قبولیت کی جگہ ہے اس کے متعلق خاص طور پر کوئی صحیح دعا حدیث مرفوع سے ثابت نہیں قرآن وحدیث کی جو مناسب دعائیں سمجھ کر آپ پڑھ سکتے ہیں۔

دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد پھر حجر اسود کے پاس آ کر اس کو بوسہ دے کر یا استلام کر کے چاہ زمزم کی سبیل کے پاس آ کر زمزم پییں۔

تنبیہ: یہ طواف قدوم کا بیان تھا اس میں رمل اور اضطباع ہے اس کے سوا کسی میں رمل اور اضطباع نہیں کرنا چاہیے اور عورتیں طواف قدوم میں بھی رمل اور اضطباع نہ کریں باقی طواف ایسا ہی کریں جیسا مرد کرتے ہیں حتی الامکان مردوں سے الگ ہو کر طواف کریں مرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ان کو ماں، بیٹی، بہن سمجھیں۔

سعی کی ترکیب

اب آپ صفا کی طرف روانہ ہوں پھر پہاڑی کے قریب پہنچ کر آیت ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ پڑھیں ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں'' اس کے بعد (اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ) پڑھیں، میں اس چیز کے ساتھ شروع کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے یہ کہہ کر سیڑھیوں سے صفا پہاڑی کے اوپر اتنا چڑھیں کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا، (ابوداؤد، مسلم) پھر قبلہ رخ ہوکر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پہلے تین بار اللہ اکبر کہیں پھر یہ دعا پڑھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو یہاں پڑھا تھا:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)) (صحيح مسلم: ١/ ٣٩٥)

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ ایک اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہ ملک کا مالک ہے، اس کے لئے تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندہ کی امداد کی، اس اکیلے نے کافروں کی تمام فوج کو بھگا دیا۔''

قرآن وحدیث کی دعائیں پڑھتے ہوئے مروہ کی طرف آہستہ آہستہ چلیں۔ صفا اور مروہ کے درمیان مروہ کو جاتے ہوئے بائیں جانب دو سبز نشان ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں جب ان میں سے پہلے کے قریب پہنچو تو دوڑنا شروع کردو، جب دوسرے نشان پر پہنچو تو دوڑنا ترک کردو پھر آہستہ آہستہ چلو یہاں تک کہ جب مروہ پر پہنچ جاؤ اور مروہ پر اتنا چڑھ جاؤ کہ اگر سامنے دیوار نہ ہو تو بیت اللہ شریف نظر آنے لگے اب بیت اللہ نظر نہیں آتا اور داہنی جانب مائل ہوکر خوب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور مروہ کی دعائیں اور یہاں بھی اس طرح پڑھو، جس طرح صفا میں پڑھی تھیں اور دیر تک ذکر و دعا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغول رہو، کیونکہ یہاں پر دعا مقبول ہوتی ہے یہ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوا، اسی طرح آپ سات چکر 'مروہ' پر مکمل ہو جائیں گے۔ سعی سے فراغت کے بعد مرد اپنی حجامت کرائیں اور مستورات اپنے بالوں کا تھوڑا سا شروع کا حصہ ایسی عورت سے کترو الیں جو احرام میں نہ ہو یا اُس کا اپنا محرم یا خاوند حلال ہونے کے بعد یہ کام سرانجام دے سکتا ہے۔

مختصر احکام حج

۸ ذوالحجہ: اپنی رہائش گاہ سے حج کی نیت کر کے حج کا احرام باندھ لیں اور تلبیہ شروع کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

۹ ذوالحجہ: میدان عرفات کا وقوف حج کا سب سے اہم رکن ہے یعنی آپ غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کو روانہ ہو جائیں اور مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کریں۔ رات کو آرام کریں۔ چنے کے برابر کنکریاں اٹھالیں۔

۱۰ ذوالحجہ: فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کریں پھر طلوع شمس سے قبل منٰی کو روانہ ہو جائیں۔ راستے میں ''وادیٔ محسّر'' سے تیزی کے ساتھ نکل جائیں۔ چاشت کے بعد بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے سے قبل تلبیہ بند کر دیں اور بڑے شیطان کو کنکریاں ماریں۔ قربانی کریں (آپ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ کو بھی قربانی کر سکتے ہیں)۔ احرام کھول دیں۔ حجامت بنوائیں۔ کعبہ کا طواف ''افاضہ'' اور سعی کریں۔ ان امور کے لئے ''تقدیم و تاخیر'' کی اجازت ہے۔ منٰی واپس آ جائیں۔

۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ: منٰی میں گذارنا واجب ہے۔ اگر ۱۲ ذوالحج کو مکہ واپس آنا چاہیں تو جمرات (شیطانوں) کو کنکریاں مارنے کے بعد غروب شمس سے پہلے منٰی کی حدود سے نکل جائیں۔ مکہ مکرمہ سے واپسی سے پہلے ''طواف الوداع'' کرنا واجب ہے۔ (مسلم)

نوٹ: تفصیلات کے دیکھیے کتاب ''مسنون حج'' از مکتبہ دارالسلام، لاہور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد فی سبیل اللہ

لغوی معنی: لغوی اعتبار سے جہاد کے دو معانی ہیں:

☆ (جَهَدَ) اس نے پوری طاقت کو صرف کیا۔ اس لحاظ سے جہاد کا معنی ہے:

''پوری طاقت وقوت کو کھپا دینا یا مشقت برداشت کرنا۔'' (القاموس)

☆ ''دشمن کے ساتھ لڑنا'' (ایضاً)

شرعی اور اصطلاحی معنی: جہاد کا شرعی معنی خود رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيْتَهُمْ۔ (مسند احمد)

''ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! جہاد کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد یہ ہے کہ تو کفار کے مقابلہ میں جنگ کرے۔''

جہاد فی سبیل اللہ: قرآنی آیات کی روشنی میں

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ (۹/ التوبۃ:۷۳)

''اے نبی! کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر خوب سختی برتو (یعنی قتال کرو (کیونکہ سختی کا استعمال جنگ اور قتال ہی میں ہوتا ہے) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔''

﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾ (٤/ النساء:۹۵)

''مومنوں میں سے گھروں میں بیٹھ رہنے والے، ماسوائے معذور اور نابینا کے، اور اللہ کے راستے میں اپنے مال وجان سے جہاد کرنے والے کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (٩/ التوبة:٤١)

''مسلمانو! تم ہلکے ہو یا بھاری ہر حالت میں نکلو اور اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ (یعنی قتال کرو کیونکہ ہلکے یا بھاری پن کے ساتھ نکلنا اور جان و مال کھپا دینا صرف جنگ و قتال کے لیے ہی ہوا کرتا ہے) یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جان لو۔''

''رسول اللہ سے پیچھے چھوڑے گئے لوگ پیچھے بیٹھ رہنے پر بہت خوش ہوتے ہیں اور انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد (قتال کرنا) ناگوار سمجھا اور لوگوں کو کہنے لگے گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجیے جہنم کی آگ گرم ترین ہے اگر وہ سمجھتے۔'' (٩/التوبۃ:٨١)

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (٨/ الانفال:٣٩)

''اور تم کفار سے فتنہ فساد ختم ہونے تک اور پورا دین اللہ کے لیے خالص ہو جانے تک قتال کرو۔ اگر وہ (کفار) باز آ جائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں دیکھنے والا ہے۔''

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾

(٢٢/ الحج:٤١)

''وہ لوگ (یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ کرنے والے) اگر ہم ان کو زمین میں قوت و اقتدار عطا کریں تو نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، بلائیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے باز رکھیں گے۔ اور تمام معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔''

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (۹/ التوبۃ:۲۹)

''ان لوگوں سے قتال کرتے رہو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اللہ اور اس کے رسول کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں جانتے اور دین حق کو اختیار نہیں کرتے، وہ لوگ جو اہل کتاب سے ہیں، حتی کہ وہ ذلیل ہوکر ہاتھوں کے ساتھ جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔''

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ......﴾ (۸/ انفال:۶۰)

''دشمنان دین کے لیے ہر ممکن قوت جمع کرو اور گھوڑے باندھو جس سے تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو خوفزدہ رکھو گے اور کچھ دوسرے لوگوں کو جو ان (ظاہری دشمنوں) کے علاوہ ہیں جن کو تم نہیں جانتے اللہ خوب جانتا ہے اور تم جو بھی چیز اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تمہارے اوپر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (٤/ النساء:۷۵)

''اور تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر قتال کیوں نہیں کرتے ہو؟ جو بے بسی میں پکارتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے باہر نکال لے جس کے باشندے ظالم و جابر ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور مددگار عطا فرما۔''

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ (۲/ البقرۃ:۲۵۱)

''اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں (کفار و مشرکین) کو بعض لوگوں (مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدوں) کے ساتھ (جنگ وقتال کے ذریعے) سے نہ روکتا تو ساری زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اہل دنیا پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔"

﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (۲۲/ الحج:۴۰)

"اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے سے بذریعہ جنگ وقتال دور نہ ہٹاتا تو خانقاہیں، گرجے، یہود کے عبادت خانے اور مساجد۔ جن میں کثرت سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ گرا دیئے جاتے اور البتہ اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد کرتا ہے جو اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔"

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (۳/ آل عمران:۲۰۰)

"اے ایمان والو! صبر کرو اور جنگ وقتال میں ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

﴿وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۳/ آل عمران:۱۴۰)

"(غزوہ اُحد میں مسلمانوں کا کثرت سے زخمی ہونا اور قتل ہونا) اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو دیکھ لے اور تم میں سے چند لوگوں کو شہداء کے مرتبے پر فائز کر دے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ (۳/ آل عمران:۱۶۹)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد، احادیث کی روشنی میں

﴿اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا اِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ، اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)) (بخاری)

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو ذمہ اٹھاتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتا ہے۔ اس کو اللہ پر ایمان اور رسولوں کی تصدیق کے سوا کوئی چیز نہیں نکالتی۔ (اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ) میں اس کو اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس (اس کے اہل خانہ مین) لوٹاؤں گا یا پھر اس کو جنت میں داخل کردوں گا۔''

نیز محشر میں اعمال ناموں کے تولے جانے سے قبل ہی سبز رنگ کے پرندوں میں روحیں ڈال کر اللہ تعالیٰ شہدا کو بہشتوں کی سیر وسیاحت کراتا ہے۔ شہداء ان بہشتوں کی بیش قیمت نعمتوں سے لذت حاصل کرتے اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَرْوَاحُهُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شَاءَتْ)) (مسلم)

''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے جسموں میں ہوتی ہیں۔ جہاں جاہتی ہیں جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں (اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی رہتی ہیں)۔''

''مجھے لوگوں کے ساتھ مسلسل قتال کرنے کا حکم دیا گیا حتی کہ وہ اللہ کے وحدہ لاشریک معبود ہونے اور محمد کے رسول ہونے کی شہادت دینے لگیں، نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کردیں۔ ایسا کرکے وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے سوائے کسی اسلامی حق کے۔'' (بخاری)

((اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ)) (مسلم)

''اللہ کی راہ میں قتل ہوجانا قرض کے علاوہ تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ)) (ابو داؤد)

''مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرتے رہو۔''

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) (بخاری)

''جس نے کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے قتال کیا تو وہ ہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔''

کیا اسلام تلوار سے پھیلا ہے؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جس شان وشوکت اور رعب ودبدبہ والے خلیفہ تھے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کا ایک غلام اسبق نامی عیسائی تھا۔ وہ چونکہ سمجھدار اور ہوشیار آدمی تھا لہٰذا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم مسلمانوں کے کام میں تم سے مدد لیں گے۔ یہ واضح اشارہ تھا کہ آپ اسے کوئی اچھا منصب دینا چاہتے تھے۔ لیکن جب اس پر اسلام پیش فرماتے تو وہ انکار کر دیتا اور آپ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کہہ کر چپ ہو جاتے (الجہاد فی الاسلام ص ۱۶۳) گویا تلوار یا دباؤ کے ذریعہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو بھی مسلمان نہ بنا سکے پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ وسیع وعریض مفتوحہ علاقہ میں انہوں نے مفتوحین کو تلوار کے ذریعہ مسلمان بنا لیا ہوگا؟ اور عقلی اعتبار سے یہ مفروضہ اس لیے غلط ہے کہ تلوار کے ذریعہ کسی سے کوئی بات منوائی جا سکتی اور کوئی شخص وقتی طور پر دباؤ کے تحت کوئی بات مان بھی جائے تو اس بات پر قائم ودائم نہیں رکھا جا سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ مسلمان ہوئے وہ دل وجان سے اسلام کے اس طرح فدائی وشیدائی بن گئے کہ کفار کے ظلم اور مصائب برداشت کرتے رہنے کے باوجود اس دین سے باز نہیں آتے تھے اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تلوار یا دباؤ سے بات منوائی نہیں جا سکتی۔ کیونکہ اس وقت تلوار یا دباؤ کفار مکہ کے ہاتھ میں تھا اور آج بھی اگر کوئی شخص یا کوئی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کو تلوار کے ذریعے پھیلانا ممکن ہے تو اپنا دین پھیلا کر دکھا دے۔

اور تاریخی لحاظ سے یہ اس لیے غلط ہے کہ اگر اس نظریہ کو تسلیم کر لیا جائے تو مندرجہ ذیل سوالات ذہن میں ابھر آتے ہیں:

۱۔ ابتداء میں جو لوگ مسلمان ہوئے اور ۱۳ سال تک مکہ میں ظلم و ستم کی چکی میں پستے رہے، انہیں کونسی تلوار نے مسلمان بنایا گیا تھا؟

۲۔ مکہ میں مسلمانوں کے دشمن صرف قریش مکہ تھے لیکن مدینہ میں دشمنوں کی تعداد ایک سے چار ہو گئی تھی۔ قریش مکہ یہود مدینہ منافقین اور عرب بھر کے مشرک قبائل اور مسلمان ان کے مقابلہ میں انتہائی کمزور تھے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں شامل ہونے والوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی جب کہ ایک سال بعد جنگ احد میں خاص مسلمانوں کی تعداد سات سو تھی یعنی دگنی سے بھی زیادہ۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے پاس کونسی تلوار تھی کہ اسلام اس تیزی سے بڑھنے لگا تھا؟

۳۔ مزید دو سال بعد جنگ خندق میں لڑنے والے مسلمانوں کی تعداد تین ہزار یعنی چار گنا سے زیادہ ہو گئی تھی۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس کونسی تلوار یا قوت تھی جو لوگوں کو مسلمان بنائے جا رہی تھی؟

۴۔ صلح حدیبیہ میں کون سی تلوار چلائی گئی تھی جس کے نتیجہ میں لوگ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہونے لگے تھے؟

۵۔ فتح مکہ میں تلوار تو چلائی ہی نہیں گئی تاہم فتح کے بعد جب لوگوں کو عام معافی دی گئی تھی تو انہیں اسلام لانے پر کونسی تلوار نے مجبور کیا تھا؟

۶۔ یہود سے جو جنگیں ہوئیں تو ان کے نتیجہ میں کوئی یہودی مسلمان بنا تھا؟

۷۔ محاصرہ طائف میں محاصرہ اٹھا لینے کے بعد اہل طائف کو کونسی مجبوری پیش آ گئی تھی کہ وہ از خود اسلام لے آئے تھے؟

اشاعت اسلام کے اصل اسباب

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلنے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریہ غلط ہے لیکن اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ ''اسلام واقعی نہایت کثرت سے پھیلا تھا۔'' لہٰذا ہمیں وہ اسباب تلاش کرنے چاہئیں جو اس کثرت اشاعت کا سبب بنے۔ ہمارے خیال میں یہ اسلام کی ذاتی خصوصیات ہیں۔ (تیسیر القرآن ص ۲۰۷/ ۲۰۶)

رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا مکلف ٹھہرایا گیا کہ وہ زندگی بھر اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں اور پھر اسلام کی طرف دعوت کا طریقہ کار بھی متعین کر دیا۔ سب سے پہلے یہ فرمایا کہ آپ ﷺ لوگوں کو وعظ، ارشاد اور تبلیغ کے ذریعے حلقہ اسلام میں داخل کریں۔ اگر اس پر بھی لوگ آپ ﷺ کی بات نہ مانیں تو پھر ان کفار اور مشرکین کی خاطر (جہنم کا ایندھن نہ بننے کے لئے) ان کے خلاف تلوار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا تاکہ وہ اس طرح حلقۂ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے'' یہ نہیں فرمایا کہ میں یہ کام خود اپنی مرضی سے کر رہا ہوں بلکہ فرمایا کہ ''مجھے اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں کے خلاف جہاد کروں جب تک کہ مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ لوگ دین اسلام کو قبول کر لیں گے۔''

جہاد کے بہت سے طریقے ہیں اور ان میں ترتیب و ترویج بھی ہے۔ زبان سے بھی جہاد ہوتا ہے، مال سے بھی، قلم سے بھی اور تلوار سے بھی اور اسلام میں تلوار سے جہاد سب سے آخری صورت ہے۔ اس مفہوم کی اور بھی بہت سی احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدِ اعْتَصَمُوْا وَعَصَمُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند احمد)

اس حدیث سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مجاہدین کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ غیر مسلموں کو اسلام پیش کریں اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ہم سب ایک ہو گئے ان کے وہی حقوق ہوں گے جو کہ مسلمانوں کے ہیں اور ان کے وہی فرائض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے جو کہ مسلمانوں کے فرائض ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے جس قدر خطوط غیر مسلم بادشاہوں کو لکھے ان سب میں اس بات کی گارنٹی ان الفاظ میں دی جاتی تھی "اَسْلِمْ تَسْلَمْ" (تم اسلام قبول کرلو تمہاری جان و مال محفوظ ہو جائیں گے) اور اس طریقہ سے ان کے جان و مال کی ذمہ داری بھی اسلامی ریاست پر ہوگی اور اگر غیر مسلم مسلمان ہونے سے انکار کریں تو پھر وہ ذمی بن کر رہیں اور جزیہ دینا قبول کریں۔ اس لحاظ سے بھی ان کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ ریاست پر ہوگا اس سے ممکن ہے کہ وہ اسلام کے عدل و انصاف اور اسلام نظام کی برکتوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ خود دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ لیکن اگر غیر مسلم کسی بھی صورت میں دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوں یا ذمی بن کر رہنے کی شرط کو قبول نہ کریں اور اسلام کے خلاف معاندانہ رویہ رکھیں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ان کے خلاف انہی کی بہتری کے لئے جہاد کیا جائے۔

اس پر قرآن مجید کی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں:

﴿فَإِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾

(۹/ التوبۃ: ۱۱)

"اگر وہ (کفر سے) توبہ کرلیں نماز قائم کریں (اور) زکوٰۃ ادا کرنے لگ جائیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔"

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ﴾

(۲/ البقرۃ: ۱۹۳)

"تم ان کافروں سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک فتنہ و فساد کی آگ ٹھنڈی نہ ہو جائے اور اللہ کا دین مکمل طور پر غالب نہ آجائے۔"

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ (۹۸/ البینۃ: ۱۹۳)

"اور مسلمانوں کو خالصتاً اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور وہ نماز ادا کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی پختہ دین ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی وجہ سے اس حدیث میں کلمہ طیبہ، نماز اور زکوٰۃ کو اسلام کی شرائط ٹھہرایا گیا ہے اگر چہ دوسرے دو ارکان حج اور روزہ بھی اسی کا حصہ ہیں مگر یہاں ان کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ روزمرہ کے اعمال سے ہی انسان کے اسلام کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ رمضان شریف سال میں ایک مرتبہ آتا ہے اور وہ زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے اور بحیثیت مسلمان، کسوٹی کے لئے صرف کلمہ طیبہ، نماز اور زکوٰۃ کا ادا کرنا ہی کافی تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کسی قوم کے خلاف جہاد کے لئے نکلتے تو صبح تک اس قوم پر حملہ آور نہ ہوتے اور اگر صبح کی اذان سنائی دے دیتی تو پھر اس احتمال پر کہ یہ لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرتے۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ کی تمام سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ جب وہ کسی بستی کی طرف بڑھیں تو نماز کے وقت تک کسی پر حملہ آور نہ ہوں۔ اگر کسی بستی سے اذان سنائی دے یا مسجد نظر آ جائے تو پھر ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کی ممانعت تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور سے بھی ہمیں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین سے یہ عرض کیا:

> ''آپ لوگوں سے کس طرح لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس وقت تک کہ وہ کلمہ طیبہ نہ پڑھ لیں اور اگر وہ کلمہ طیبہ پڑھ لیں تو ان کے جان و مال مجھ سے بچ جائیں گے سوائے اسلام کی خاطر اور باقی ان کا معاملہ اللہ عزوجل کے ساتھ ہے۔''

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ اس مقام پر رسول اللہ ﷺ نے نماز، زکوٰۃ کا ذکر نہیں کیا تو پھر آپ ان کے خلاف جہاد کیسے کریں گے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ((وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا)) (بخاری، مسلم)

''اللہ کی قسم! جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، میں اس کے خلاف ضرور لڑوں گا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! انہوں نے اونٹ کے پاؤں کی رسی بھی مال زکوٰۃ میں سے مجھے ادا نہ کی، جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے ضرور لڑوں گا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی آغوش تربیت میں پلے بڑھے۔ جو بصیرت ایمانی آپ رضی اللہ عنہ کو میسر تھی کوئی صحابی اس معاملے میں ان کے ہم پلہ وہم پایہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں حضور ﷺ کی یہ حدیث موجود تھی:

((لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا زَکٰوۃَ لَهٗ))

''جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز بھی قابل قبول نہیں ہے۔''

اس حدیث کی بنیاد پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کو منکرین صلوٰۃ سے تعبیر کیا۔ اور منکرین صلوٰۃ اور منکرین کلمہ شہادت تسلیم کرتے ہوئے مرتد جانا اور ان کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں اس بات کو تسلیم کیا:

فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔

''اللہ کی قسم میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا ہے اور میں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہ حق پر ہیں۔''

جہاد اسلام اور دہشت گردی......؟

جہاد ''جہد'' سے مشتق ہے جس کے معنی ''کوشش'' ہیں۔ اسلام میں ''جہاد'' وسیع تر مفاہیم اور معنوں میں مستعمل ہے لہٰذا ہر مسلمان کا دینی واصلاحی تمام تر عمل جہاد کے زمرے میں آتا ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ''قتال'' آخری چوٹی کا عمل ہے۔ قرآن حکیم نے یوں وضاحت فرمائی:

﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَقَدِيْرُنِ، الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ...... ﴾ (۲۲/ الحج: ۳۹، ۴۰)

''جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے ہیں (انہوں نے کوئی قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے......''

قرآن نے اجازت جہاد میں سب سے اہم بات یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جہاد کی اجازت اس لئے عنایت فرما رہا ہے کہ ''مظلوموں کو م ظالم کے پنجہ استبداد سے نجات دلانا مقصد ہے'' کہ وہ اپنے گھروں سے ناحق دیس نکالا دیئے گئے اور یہ ظلم اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں ''کہ ہمارا پروردگار صرف اکیلا اللہ ہی ہے۔'' اس طرح جہاد ایک مقدس فریضہ ہے، امن ہے، دعوت وارشاد ہے اور مظلوموں کے لئے ''حفظ وامان'' ہے۔ فتنہ وفساد کے خاتمے کا ذریعہ اور ''مذاہب باطلہ'' کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا ضامن ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ مسیحی مشنوں کی سرگرمیوں کا ایک بڑا اہم مقصد سادہ لوح تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اپنے دین سے برگشتہ کرنا ہے کہ اگر وہ اسلام سے بدظن ہو جاتے ہیں تو یہ ''باطل قوتیں اس میں اپنی کامیابی سمجھتی ہیں۔ خاص طور پر (امریکہ میں 11 ستمبر 2001ء کے واقعہ کے بعد) ''جہاد کے خلاف زہریلا اور گمراہ کن پروپیگنڈہ مسلسل کر رہے ہیں کہ (خاکم بدھن) اسلام نے جہاد کے ذریعے دنیا میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے۔ اس سفید جھوٹ کا جواب ہم آئندہ سطور میں دیتے ہیں:

☆ مسلمان صرف ''اعلائے کلمۃ اللہ'' یعنی اُن کی جنگ صرف دین کے لئے ہوتی ہے نہ کہ حصول دنیا و جاہ وحشمت کے لئے بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے مال کا بہترین حصہ اور اپنی قیمتی جانیں رضائے الٰہی کے لئے خرچ کیں اور جو قوم اس عظیم مقصد کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتی ہیں اُسے قرآن وسنت میں فتح ونصرت کا وعدہ اور بشارتیں دی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جہاد میں نصرت الٰہی کا وعدہ دوسرے تمام وعدوں کی طرح برحق ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں نے عہدِ رسالت مآب ﷺ میں عرب کی فتوحات میں دیکھا اور بعد کی فتوحات جو خلافت راشدہ میں ہوئیں یا اس کے بعد قیامت تک ہوں گی۔

☆ اسلام کے سوا دنیا کے کسی اور مذہب میں اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کا تصور مفقود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے مذاہب نے شہید کا لفظ مسلمانوں سے مستعار لے رکھا ہے۔ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے جنگ کرتے ہوئے مسلمان مارا جائے تو شہید اور زندہ رہے تو غازی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فتنہ وفساد، قتل سے بدتر ہے اس لئے جہاد ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو فتنہ وفساد پر مائل ہوں اور اسلام کو ختم کر دینے کی سازشیں اور تدبیریں کرتے ہوں اور جنگ سے باز نہیں آتے۔ اسی لئے حالت جنگ میں دشمن کے قتل کا حکم ہے۔ جنگی قیدیوں کو صلح ہو جانے کے بعد احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ دشمن کے ہتھیار ڈال دینے پر مفتوحہ علاقے میں امن وامان بحال کرنے کے لئے شہری آبادی کے جان و مال کو امان ملتی ہے۔ بلکہ ان کی حفاظت کا ذمہ فاتح مسلمان لے لیتے ہیں۔ اس کے عوض مفتوحہ رعایا سے جو ذمّی کہلاتی تھی قابل برداشت حد تک معاوضہ لیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کو جزیہ کہتے ہیں۔ ذمّی رعایا کی حفاظت کی ذمہ داری نہ لے سکنے کی صورت پیدا ہونے پر جزیہ کی وصول کی گئی رقم واپس کر دی جاتی تھی۔ قرآن مجید میں جنگی احکام اس طرح ہیں:

ا۔ ”جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرنا اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“ اور ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو۔ اور فساد قتل وخونریزی سے بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد محترم کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کر ڈالو، کافروں کی یہی سزا ہے۔ اور اگر وہ باز آ جائیں تو خدا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور ملک میں خدا کا ہی دین (امن وسلامتی) ہو جائے اور اگر وہ فساد سے باز آ جائیں تو ظالموں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔(۲/ البقرۃ: ۱۹۰، ۱۹۳)

۲۔ ''جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اُڑا دو یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو جو زندہ پکڑے جائیں ان کو مضبوطی سے قید کر لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہیے یا کچھ مال لے کر، یہاں تک کہ فریق مقابل لڑائی کے ہتھیار رکھ دے یہ حکم یاد رکھو اور اگر خدا چاہتا تو اور طرح سے ان سے انتقام لیتا لیکن اس نے چاہا کہ تمہاری آزمائش ایک دوسرے سے لڑوا کر کرے اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو خدا ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ (محمد: ۴) ان آیات میں ''تمہاری آزمائش ایک دوسرے سے لڑوا کر کرنے سے مراد یہ معلوم کرنا ہے کہ جنگ میں فتح حاصل کر لینے پر مسلمان مغلوب دشمن کے ساتھ ظلم وزیادتی کا سلوک کرتے ہیں یا خدا کا حکم مانتے ہوئے امن وآشتی کا پیغام دیتے ہیں۔ نیز لونڈی غلام بنانے کے برعکس جنگی قیدیوں کو چھوڑ دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

۳۔ ''دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔'' (البقرۃ ص ۲۵۶)

آج دنیائے مسیحیت امن عالم کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے حالانکہ دشمن سے کوئی انتقام نہ لینے کی درج ذیل دردمندانہ نصیحت کرنے والا یسوع کہ ''تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔''

لیکن شاگردوں کو تبلیغی مشن پر بھیجتے وقت یہ نصیحت کی کہ ''یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اُس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں سے اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کر دوں''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(متی: ۳۴، ۳۵)۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں میں کہتا ہوں نہیں بلکہ جدائی کرانے" (لوقا: ۱۲: ۴۹)۔ تو معلوم ہوا کہ مسیحیت اقوام عالم میں بائبل کی رو سے جنگ و جدل کرانے کا نام ہے جیسا کہ آج اُن کے عمل سے واضح ہے (افسیوں ۶: ۱۰ تا ۱۰) (لوقا: ۱۰: ۱۹)

انکار جہاد پر بنی اسرائیل کو سزا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (۵/ المائدہ: ۲۶)

"فرمایا کہ یہ سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام ٹھہری یہ لوگ زمین یں بھٹکتے پھریں گے پس تو ان نافرمان لوگوں کا غم نہ کھا۔"

تورات نے بھی اس کا ذکر کیا ہے "اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا میں کب تک اس خبیث گروہ کو جو میری شکایت کرتا رہتا ہے برداشت کروں۔ بنی اسرائیل جو میرے برخلاف شکایتیں کرتے رہتے ہیں "میں نے سب شکایتیں سنیں" سو تم ان سے کہہ دو خداوند کہتا ہے مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ جیسے تم نے میری سنتے کہا میں تم سے ضرور ایسا ہی کروں گا۔ تمہاری لاشیں اس بیابان میں پڑی رہیں گی اور تمہاری ساری تعداد میں سے یعنی بیس برس سے لے کر اس سے اوپر اوپر کی عمر کے تم سب جتنے گنے گئے اور مجھ پر شکایت کرتے رہے اُن میں سے کوئی اس ملک میں جس کی بابت میں نے قسم کھائی تھی کہ تم کو وہاں بساؤں گا، جانے نہ پائے گا، سوائے یفنہ کے بیٹے کالب اور نون کے بیٹے یشوع کے اور تمہارے بال بچے جن کی بابت تم نے یہ کہا کہ وہ تو لوٹ کا مال ٹھہریں گے، ان کو میں وہاں پہنچاؤں گا اور جس ملک کو تم نے حقیر جانا وہ اس کی حقیقت پہچانیں گے اور تمہارا یہ حال ہوگا کہ تمہاری لاشیں اس بیابان میں پڑی رہیں گی اور تمہارے لڑکے بالے چالیس برس تک بیابان میں پھرتے اور تمہاری زناکاریوں کا پھل پاتے رہیں گے، (گنتی باب ۱۴: ۲۷، ۳۴)

دراصل قتل و غارت گری اور ظلم و زیادتی کے ذریعے مسیحیت پھیلنے کی حقیقت کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظروں سے اوجھل رکھنے اور مسیحیوں کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھنے کی مسیحیت کے پیرو کاروں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ اپنے بد اعمال کو مسلمانوں کے ساتھ منسوب کر دیا جائے اور کثرت کے ساتھ اور تسلسل کے ساتھ جھوٹ بولنے کے فن سے اسے سچ بنا دیا جائے۔

صلیبی جنگیں

آج کے گلوبل دور میں مسیحیت کی مسلمانوں کے خلاف فکری اور ثقافتی یلغار کی تباہی جنگوں اور گولہ بارود کی تباہی سے کہیں زیادہ خوفناک ہے۔ یہی وہ سب سے بڑا چیلنج ہے جو اس وقت عالم اسلام کو درپیش ہے۔ اب عیسائی قوتوں کی ساری جدوجہد کا رخ اس طرف ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کر کے انہیں ان کے دین سے متنفر کر دیا جائے۔ انہیں ذہنی طور پر اس قدر مرعوب کر دیا جائے کہ وہ عیسائیت قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گویا آج عیسائیوں کا سب سے بڑا ہدف مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے!

عیسائی مشنز دین اسلام کو اب دیگر ادیان سے پہلے اپنا نشانہ بناتے ہیں کیونکہ ان کی تاریخ انہیں بتاتی ہے کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے انہیں ہمیشہ شکست وریخت سے دوچار کیا اور انہیں اپنا مغلوب بنایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ صلیبی عیسائیوں نے اسلام کا سامنا کرنے اور مسلمانوں سے ٹکر لینے سے ہمیشہ گریز کیا، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مسلمان جب ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام تھام کر گھوڑے کی پشت پر سوار ہو جاتا تو پھر وہ اس عزم سے نکلتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی۔

جب بھی کفر اور اسلام کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے اپنے مقصد کو سامنے رکھا، اللہ کی نصرت پر بھروسہ کیا تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں ہزیمت سے دوچار نہ کر سکی۔ جب بھی مسلمان اپنے دین کی طرف لوٹے تو وہ ایک ناقابل شکست قوت بن کر اُبھرے اور صلیبی اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے۔

عیسائی منصوبہ سازوں نے اسلامی ممالک میں اپنی سازشوں کے جال بچھا رکھے ہیں کیونکہ وہ تنہا اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں اس لیے انہیں بدھ مت، ہندومت اور یہودیت سے کوئی خطرہ نہیں درحقیقت یہ تمام مذاہب قومیت پرستی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم اور اپنے ماننے والوں کے حصار سے باہر نکلنا ان مذاہب کی فطرت میں شامل نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ تمام مذاہب ترقی کے لحاظ سے نصرانیت سے بہت پیچھے ہیں۔ لیکن اسلام کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک عالمگیر متحرک دین ہے۔ عیسائیوں کی ذہنیت کا نقشہ قرآن حکیم نے یوں کھینچا ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾

(۲/ البقرة: ۱۰۹)

''اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر (تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے)''

اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرنا

عیسائی مشنری کا قلم اور زبان اسلام کے خلاف زہر اگل رہے ہیں، کیونکہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے سے زیادہ انہیں یہ فکر لاحق ہے کہ کہیں ان کی اپنی قوم اسلام کی حقانیت سے آشنا ہو کر دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ (اسلام سے خوف) ہر وقت ان کے ذہنوں پر سوار رہتا ہے اور وہ ہمیشہ یہ شور مچاتے ہیں کہ دین اسلام ان کے لئے خطرہ ہے اور وہ اسلام کو اس قدر بدنما بنا کر پیش کر رہے ہیں کہ مغربی معاشرہ، لادینیت، الحاد اور کلیسا سے شدید نفرت کے باوجود عیسائی ہونا اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے۔

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو روکنے کے علاوہ وہ ایمان و ہدایت کی بنیادوں کو بھی مضمحل کر رہے ہیں اور مغرب جس چیز پر سب سے زیادہ اسلام کو مطعون ٹھہراتا ہے، وہ یہ الزام ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام نے بڑی خونریزی کی ہے، حالانکہ یہ سراسر دروغ گوئی اور بدنیتی ہے اور اس خلاف حقیقت پروپیگنڈے اور جعل سازی کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ خود تلوار سونت کر مسلمانوں کو تہ تیغ کرنے کا قانونی جواز پیدا کیا جا سکے۔ مغرب اسلام کی وسعت کے روکنے کی اہمیت نہیں دیتا جتنی اس بات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہمیت دیتا ہے کہ لوگوں کو عیسائی بنانے کے پردہ میں قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کا قانونی جواز پیدا کیا جائے۔ درحقیقت مغرب یہ سمجھتا ہے کہ خواہ کتنے ہی عیسائی مراکز قائم کر لئے جائیں لیکن تلوار استعمال کئے بغیر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روکا جا سکتا کیونکہ لوگوں کے سامنے اسلام میں داخل ہونے کے مواقع عیسائیت کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔

عیسائی مشنریز جس طرح آج سیاسی وحدت کے نظریہ کے زیر سایہ نصرانیت کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہیں، اسی طرح اس سے پہلے انہوں نے یورپی عسکری استعماریت کے ذریعے نصرانیت کو پھیلایا اور اس سے پہلے صلیبی جنگوں میں انہوں نے مسلمانوں کو عیسائیت قبول کرنے پر مجبور کیا اور وہ حربے استعمال کئے جس کے ذکر سے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ اب صلیبی جنگیں ختم ہو چکیں۔ ایسا ہرگز نہیں، صلیبی جنگیں ختم نہیں ہوئیں۔ صرف ان جنگوں کا انداز اور طریق کار تبدیل ہو گیا ہے۔ میدان جنگ میں عیسائیوں کو ہونے والی مسلسل ناکامیوں نے ان کی جنگ کا رخ ثقافتی اور علمی و تہذیبی انقلاب کی طرف موڑ دیا ہے۔ صلیبیوں نے اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کو ہمیشہ جاری رکھا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو شکوک و شبہات کا شکار کرنا عیسائی مشنریوں کا خاص ہدف ہے اب وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے یا انہیں عیسائیت کی ترغیب دینے کی بجائے اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ بس انہیں دین اسلام سے بیگانہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کا غالب نظریہ یہ ہے کہ عیسائیت کو قبول کرنا اس قدر بڑا شرف ہے جس مسلمان مستحق نہیں ہو سکتا۔ دنیائے مسیحیت کے سرخیل یہ لوگ شاطرانہ طریقوں سے سینٹ پالی عیسائیت کو دلکش بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اس کام کے لئے میڈیا کے تمام جدید ذرائع کو بروئے کار لاتے ہیں وہ کھلم کھلا شعائر اسلام پر ناروا تنقید کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسلام کو رجعت پسندی اور دہشت گردی کا طعنہ دیتے ہیں حالانکہ دہشت گرد دراصل وہ خود ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواری جو "Humen rights" کے نام نہاد چیمپین بنے ہوئے ہیں ان کے ہاتھ انسانی خون سے رنگین ہیں۔ ناگاساکی، ہیروشیما، افغانستان اور عراق ان کی خونخواری کی زندہ مثالیں ہیں۔ عیسائیوں کی یہ حکومتیں چند مٹھی بھر یہودیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ عیسائی حکومتیں ڈرپوک اور کند ذہن ہیں کہ حکومتیں ان کی ہیں اور ریموٹ کنٹرول یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ افغانستان اور عراق کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اب ان کی نگاہیں عالم اسلام کی زندہ مملکتوں پر ہیں۔ ان کے نشریاتی ادارے Zee News, BBC, CNN اور Fox News و دیگر ادارے وسیع پیمانے پر یہی راگ الاپ رہے ہیں کہ اسلام ایک "False and Terriorest Religion" ہے اور پورے عالم کے لئے شدید خطرے کا باعث ہے۔ ان اداروں نے مساجد و مدارس میں مسلمانوں کو نماز پڑھتے اور درس و تدریس کرتے ہوئے دکھاتے ہیں اور تبصرہ کچھ یوں کرتے ہیں کہ ''دہشت گردی کا اڈا'' اسلامی ممالک میں مراکز اسلامی کے خلاف یہ مہم چلائی کہ یہ ''مذہبی جنگ کے منصوبہ بندی'' کے مراکز ہیں اور یہ کہ یہودیت وعیسائیت کے مظالم کی داستان اوائل اسلام سے جاری ہے۔ خاص طور پر یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو متعدد مرتبہ قتل کرنے کی بار بار سازشیں کیں جن میں وہ ناکام ضرور ہوئے مگر اپنی ان کاروائیوں کو کبھی بھی بند نہیں کیا اور اہل کلیسا بھی اس ''ظلم'' کے کاروبار میں شامل ہو گئے جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

لا اکراہ فی الدین

تاریخ عالم شاہد ہے کہ مسلمان فاتحین نے کبھی دوسری اقوام کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا، جب تک وہ مسلمانوں کے زیر نگین رہے، انہیں مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ صرف حکمت و دانش ہی نہیں تھی بلکہ ایک اللہ کی طرف سے ایک (دستورِ حیات) تھا جو ان سے تقاضا کر رہا تھا کہ: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (۲/ البقرۃ: ۲۵۶) ''دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے'' ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اہل حمص پر جزیہ فرض کرنے کے بعد یرموک کی طرف بڑھے تو حمص کے عیسائیوں نے روتے ہوئے کہا کہ:

> ''اے مسلمانوں کی جماعت! رومی اگرچہ ہمارے ہم مذہب ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ہمیں ان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ عہد وفا کرتے ہیں، نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں، انصاف و مساوات برتتے ہیں۔ آپ کی حکمرانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب ہے لیکن رومیوں نے ہمارے اموال پر قبضہ کیا اور ہمارے گھروں کو لوٹا۔" (فتوح البلدان، ص:۱۳۷)

اللہ کا فرمان ہے "کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" اگر کوئی حکم سب سے زیادہ لائق اتباع ہوسکتا ہے تو وہ اللہ کا ہی حکم ہے۔ اگر کوئی وصیت سب سے زیادہ حفاظت ونگہبانی کی مستحق ہے تو وہ رسول اللہ کی ہی وصیت ہے۔ چنانچہ پیغمبر ﷺ کا فرمان۔ "جو کسی ذمی پر ظلم کرے گا، اس کی طاقت سے زیادہ اسے تکلیف دے گا، میں روز قیامت اس سے جھگڑوں گا۔" (سنن ابی داؤد: ۲٦۲٦)

جب عیسائیوں نے مسلمانوں سے اندلس چھینا تو ان کے لئے عیسائیت کو مقبول کرنا لازمی قرار دیا اور ارض اندلس سے مسلمانوں کے وجود کو مٹانے کے لئے انہیں لرزہ خیز مظالم سے دوچار کیا۔ پھر صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف وحشت کی وہ داستانیں رقم کیں جن کا اعتراف یورپ کی آئندہ نسلوں کو بھی کرنا پڑا۔ اس کے بعد استعمار کا زمانہ آیا جس میں مسلمانوں کو سامراجیت کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا...... مذکورہ بالا تمام تاریخی حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ اگر دنیا کا کوئی قانون انصاف وامن مہیا کرسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے اس سے انحراف کرۂ ارض کے چپہ چپہ کو ظلم وفساد سے بھر دے گا۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کی مثال

انگریزوں سے پہلے مسلمانوں نے برصغیر پاک وہند میں ایک ہزار برس تک حکومت کی تھی۔ آگرہ اور دہلی پایۂ تخت تھے۔ اس کے باوجود نہ صرف ان شہروں میں بلکہ سارے ہندوستان میں مسلمان اقلیت کی صورت ہی میں رہے۔ جس طرح سے سات سو سال تک حکومت کرنے کے باوجود سپین میں مسلمان اسلامی رواداری کی وجہ سے اکثریت نہ بن سکے۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ "دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔" اس حکم اور جہاد کے احکام کی پیروی میں ہر جگہ مسلمانوں نے اپنی غیر مسلم رعایا پر وسیع القلبی، رواداری اور حسن سلوک کے ساتھ حکومت کی تھی۔

غزوہ ہند: جیسا کہ اس بات کی وضاحت ہم کرچکے ہیں کہ جہاد کا مقصد نہ حکومت ودولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حصول ہے اور نہ دنیاوی اقتدار و بالا دستی کے لئے جنگ کرنا ہے بلکہ اس کا مقصد وحید دنیا کی قوموں کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اسلام کو عام کرنا اور انسانوں کو فلاح و نجات کی دعوت دینا ہے۔ اسی حوصلہ اور جذبہ کے ساتھ مجاہدین اسلام اپنے جان و مال کی بے دریغ قربانی کر کے غزوات وفتوحات میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اسے افضل عبادت سمجھتے ہیں۔ اور اس راہ کی موت کو شہادت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اسلامی فوجیں جس قوم کے پاس جاتی تھیں انہیں اسلام اصول حرب کی رو سے تین باتیں پیش کرتی تھیں سب سے پہلی بات یہ کہ وہ اسلام قبول کر کے ان کے بھائی بن جائیں اور جو حقوق و مراعات ہر مسلمان کے لئے ہیں وہی ان لوگوں کے لئے بھی ہوں گی، اسی طرح ذمہ داری بھی یکساں ہوگی، اور اسلامی عقائد واعمال کے تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ تو دوسری بات یہ کہ تم جزیہ ادا کر کے ہماری امان و حفاظت میں آ جاؤ۔ نابالغ بچے عورتیں اور معذور قسم کے لوگ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اگر اس حقیر رقم پر ہماری خطیر خدمت بھی نامنظور ہے تو پھر تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ جنگ ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گی اور ہم تم سے مقابلہ کریں گے اور دیگر ممالک کی طرح ہندوستان کے تمام غزوات وفتوحات ان ہی اصولوں کے ماتحت ہوئے ہیں۔

جیسا کہ امام نسائی نے سنن کے باب غزوۃ الہند میں امام طبرانی نے معجم میں سند جید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِي اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ))

''میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے نار جہنم سے محفوظ رکھا ہے ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کریگا اور دوسرا وہ گروہ ہو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگا۔''

امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اسی حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

''غزوہ ہند کے بارے میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے جسے حافظ ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی غزوہ ہند کی پیشین گوئی اور نارِ جہنم سے آزادی کی بشارت کو سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس میں شرکت کی آرزو بایں الفاظ کی تھی۔ کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے، اگر میں اس میں شریک ہو سکا تو اپنے جان و مال کو خرچ کروں گا اس کے بعد اگر شہید ہو گیا تو افضل شہدا قرار پاؤں گا، اور اگر واپس ہوا تو میں نارِ جہنم سے آزاد ابو ہریرہ رہوں گا۔ (سنن نسائی / ایضا)

دعوت توحید و رسالت

ہندوستان میں مجاہدین اسلام کی آمد توحید و رسالت کی تبلیغ کے لئے تھی۔ ان کو خوب معلوم تھا کہ مکران وطوران اور سندھ کا علاقہ زندگی کے وسائل سے محروم ہے چہ جائیکہ وہاں سے مال غنیمت کی توقع کی جائے اس لئے یہاں کے غیر متمدن اور قبائلی انسانوں کو دولت اسلام دے کر ایک جوان بخت اور بلند اقبال قوم میں شامل کرنا ان کا اصلی مقصد تھا چنانچہ مجاہدین اسلام نے اپنے ان دینی و اسلامی جذبات کا اظہار بھی کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے داور کو فتح کر کے اس کے بت خانہ زور میں رکھے ہوئے سونے کے بت کا ایک ہاتھ توڑ دیا اور اس کی یاقوت کی دونوں آنکھیں نکال کر وہاں کے حاکم سے کہا:

دُوْنَكَ الذَّهَبُ وَالْجَوَاهِرُ وَاِنَّمَا اَرَدْتُّ، اَنْ اُعَلِّمَكَ لَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ۔ (فتوح البلدان ص:٣٨٦)

"یہ سونا اور جواہر تم لے لو، میں نے صرف اس ارادہ سے اس کو توڑا ہے کہ تم کو دکھادوں کہ یہ بت نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

اس واقعہ میں اہل ہند کو دکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز میں نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں ہے اور معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، یہ کام ایک مسلمان مجاہد و مبلغ ہی کر سکتا ہے کہ یاقوت و جواہر اور سونے چاندی سے مٹھی بھر کر اسے پھینک دے اور ان کے پجاریوں سے کہے کہ تم اسے لے لو مجھے تو تمہاری چیز سے اپنا عقیدہ ثابت کرنا تھا مال و دولت کی حریص قوم سے ایسے بلند کردار کا ظہور نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت محمدیہ

ہمارے نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف (ﷺ) ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ آنحضرت ﷺ مکہ میں دوشنبہ کے دن نو ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تب ماں نے انتقال کیا۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے۔ ان کا نسب تین پشت اوپر جا کر حضور ﷺ کے دودھیال سے جا ملتا ہے۔ جب آنحضرت ﷺ آٹھ سال دو مہینے دس دن کے ہوئے تو دادا فوت ہوئے۔ ابو طالب جو آنحضرت ﷺ کے والد عبداللہ کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا، سرپرست متعین ہوا، تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چچا کے ساتھ گئے تھے مگر راہ میں سے واپس آ گئے، جوان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔ پچیس سال کی عمر پوری ہونے پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضور اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلائی میں پورا کرتے رہے۔ پینتیس سال کی عمر میں جب قریش میں کعبہ کی عمارت میں حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا ہوا۔ سب نے آنحضرت ﷺ کو صادق اور امانت والا جان کر منصف بنایا۔

نبوت

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ کی وحی ہوئی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا (بیوی) علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (بھائی عمر دس سال) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (دوست) زید بن حارث رضی اللہ عنہ (مولیٰ آنحضرت) فوراً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے عثمان غنی، عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے۔ ابو عبیدہ، ابوسلمہ، ارقم، عثمان بن مظعون اور عبداللہ بن مسعود، عبیدہ بن الحارث، سعید بن زید، یاسر، عمار، بلال رضی اللہ عنہم ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کے بعد ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی) مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں۔ پھر اسماء رضی اللہ عنہا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی) پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن)۔

تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپکے چپکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلا سکھلانے لگے جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجمع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔ مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے، وہ بت پوجنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بری تکلیفیں سہتے رہے پھر انہوں نے تنگ آ کر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔

مسلمانوں کا وطن چھوڑنا

سنہ۵ نبوت: رجب میں سب سے پہلے عثمان غنی رضی اللہ عنہ گھر بار چھوڑ کا اپنی زوجہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کر حبش کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت لوط علیہ السلام پیغمبر کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔'' ان کو سمندر تک پانچ عورتیں اور بارہ مرد مزید جا ملے ان کے پیچھے بہت سے مسلمان حبش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے جو حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔

سنہ۶ نبوت: حمزہ رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) اور ان سے تین دن پیچھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

سنہ۷ نبوت: قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ ''کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہ کرے۔ ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین، رشتہ ناطہ بند کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔''

اس ظلم کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ میں (شعب ابی طالب) میں بند رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ گڑھی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے۔ تو ان کے رونے کی آواز شہر تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا تھا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ اللہ کے پاک نام اور سچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

سنہ ۱۰ نبوت: آنحضرت ﷺ طائف پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے لگے۔ جب آنحضرت ﷺ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے، حضور ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے، لہو بہہ بہہ کر جوتے میں جم جاتا، پاؤں سے جوتا اتارنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑکنے سے ہوش پایا، پھر نبی اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے اور یہ فرمایا کہ ''اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔ (آٹھ برس کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا)۔

سنہ ۱۱ نبوت: آنحضرت ﷺ راستوں اور گزرگاہوں پر جایا کرتے۔ آتے جاتے کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ اُدھر ہی گئے۔ وہاں مدینہ کے چھ آدمی اترے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا تو وہ مسلمان ہو گئے۔

سنہ ۱۲ نبوت

(۱) ۲۷/ رجب کو ۵۱/ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت ﷺ کو معراج ہوئی۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو نمازیں فجر اور عصر کی پڑھی جاتی تھیں۔

(۲) موسم حج میں اٹھارہ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے وعظ سے بنو نجار اور بنو اشہل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سارے لوگ ایک ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

سنہ ۱۳ نبوت:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمایا کہ مدینہ رہا کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم اسلام پر پکے رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

(۲) جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرت ﷺ کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

ہجرت

نبی کریم ﷺ گھر سے نکل کر تین دن رات غار ثور کے اندر رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ دوشنبہ یکم ربیع الاول ۱/ھ کو غار سے نکلے۔ دو اونٹ سفر کے لئے موجود تھے۔ ایک پر نبی ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے۔ دوسرے اونٹ پر عامر بن فہیرہ صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام اور ایک راستہ کا واقف شخص تھا، یہ سب مدینہ کو روانہ ہوئے۔ جب دشمنوں نے آنحضرت ﷺ کا جانا سنا تو انہوں نے اس شخص کے واسطے بڑے بڑے انعام مقرر کئے جو آنحضرت ﷺ کو پکڑ لائے یا سر کاٹ لائے۔ انعام کے لالچ سے بہت سے لوگ پیچھے لگے۔ مگر دو شخص حضور ﷺ تک پہنچے۔ ایک سراقہ بن مالک یہ تو اپنے قصور کی معافی لے کر واپس آ گیا۔ دوسرا بریدہ اسلمی اس کے ساتھ ستر سوار بھی تھے۔ یہ چہرہ مبارک کو دیکھتے اور کلام پاک سنتے ہی مسلمان ہو گیا اور حضور ﷺ کے ساتھ آگے کو چلا گیا۔

سنہ ۱ ہجری یا ۱۴ نبوت

۱) آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی اللہ کی عبادت کے لئے مسجد بنائی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت پر کھجور کے پتھے ڈالے گئے۔

۲) ظہر، عصر، عشاء کی نماز میں اب تک دو رکعت فرض کے تھے، یہاں چار چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔

۳) مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴) جو مسلمان مکہ سے آئے تھے (مہاجرین) ان کا مدینہ کے رہنے والے مسلمانوں (انصار) سے بھائی چارہ (مؤاخات) قائم کیا گیا۔ یہ دین کے بھائی سگے بھائیوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اپنی جائیدادیں برابر بانٹ لیتے تھے۔

سنہ ۲ ہجری یا ۱۵ نبوت

۱) نماز کے لئے اذان دینے لگے۔

۲) اللہ کے حکم سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اب تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

۳) ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔

سنہ ۳ ہجری یا ۱۶ نبوت: زکوۃ فرض ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مالدار مسلمان ہے، سال بعد اپنی کمائی میں سے چالیسواں حصہ غریبوں کو ضرور خیرات دیا کرے۔

سنہ ۴ ہجری یا ۱۷ نبوت: مسلمانوں پر شراب کا پینا حرام ہوا۔

سنہ ۵ ہجری یا ۱۸ نبوت: عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہوا۔

سنہ ۶ ہجری یا ۱۹ نبوت: آنحضرت ﷺ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ آئے، جب مکہ سے سات کوس رہے تو قریش نے آنحضرت ﷺ کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ آنحضرت ﷺ ٹھہر گئے مگر یہاں پر ٹھہرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ قریش کے ساتھ (ان باتوں پر) عہد ہو گیا۔

۱) دس برس تک صلح رہے۔ آپس میں آنا جانا، لین دین جاری رہے۔ جو قبیلہ چاہے مسلمانوں سے مل جائے جو چاہے قریش سے ملا رہے۔

۲) مسلمان اگلے سال آ کر کعبہ میں نماز پڑھ سکیں گے۔

۳) اگر قریش کا کوئی شخص مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس جا پہنچے تو اسے قریش کے پاس واپس بھیج دیا جایا کرے اور اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو وہ واپس نہیں دیا جائے گا۔ یہ بات سن کر مسلمان گھبرا اُٹھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ہنس کر اسے بھی منظور فرما لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر آئندہ کوئی شخص مسلمان نہ ہوگا لیکن ابھی عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل (جو مکہ والوں کی طرف سے عہد کرنے آیا تھا) کا بیٹا ابوجندل وہاں پہنچ گیا، یہ مسلمان ہوگیا تھا، قوم نے قید کر رکھا تھا۔ اب موقع پا کر بھاگ آیا تھا۔ لوہے کی زنجیر ابھی تک اس کے پاؤں میں تھی۔

سہیل نے کہا "عہد کے موافق اسے واپس کر دو۔"

مسلمانوں نے کہا کہ "ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے، اس کی شرطوں پر عمل نہیں ہوسکتا" سہیل نے بگڑ کر کہا "تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔"

نبی ﷺ نے ابوجندل رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اس کو پھر قید میں ڈال دیا۔ اس نے جیل ہی میں اسلام سکھلانا شروع کر دیا اور اس طرح تین سو آدمی ایک سال کے اندر مکہ ہی میں مسلمان ہو گئے۔ ہر شخص جسے تھوڑی بہت سمجھ ہے اس بات سے جان سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی اور اسلام کی خوبی کس طرح دلوں کو اپنا بنا رہی تھی کہ عزیزوں پیاروں کی جدائی، وطن کی دوری اور تکلیفوں کا ڈر اور قید کا ڈر بھی لوگوں کو مسلمان ہونے سے نہیں روک سکتا تھا۔

دعوتِ اسلام شاہی درباروں میں

سنہ ۶ ہجری: نبی ﷺ نے اپنے وقت کے مشہور بادشاہوں کے پاس سفیر بھیجے ان کو اسلام لانے کی ہدایت فرمائی۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

۱) حبش کا بادشاہ اصحمہ نجاشی تھا۔ وہ حضور ﷺ کے خط پر مسلمان ہوگیا۔

۲) بحرین کا بادشاہ منذر تھا۔ مسلمان ہوا۔ اس کی بہت سی رعایا بھی مسلمان ہوگئی۔

۳) عمان کا بادشاہ جیفر تھا وہ اور اس کا بھائی مسلمان ہوگئے۔

۴) خسرو ایران کا بادشاہ تھا۔ اس نے حضور ﷺ کا مراسلہ چاک کر دیا اور یمن کے حاکم کو لکھا کہ "آنحضرت ﷺ کو قید کر کے بھیج دے" حاکم کا نام باذان تھا۔ ان نے نبی ﷺ کے ٹھیک ٹھیک حالات معلوم کئے اور مسلمان ہوگیا۔ ملک بھی مسلمان ہوگیا۔

۵) اسکندریہ کا بادشاہ مقوقس تھا۔ مسلمان نہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے قیمتی قیمتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفے بھیجے۔

۶) ملک شام کا حاکم حارث تھا، مسلمان نہ ہوا۔

۷) ملک یمامہ کا حاکم ہوذہ تھا، اسلام نہ لایا۔

۸) روم کا قیصر ہرقل تھا اس نے پہلے تو آنحضرت ﷺ کے حالات معلوم کیے۔ پھر اپنے درباریوں سے کہا کہ مسلمان ہو جانا چاہیے لیکن جب اس نے دیکھا کہ سردار لوگ نہیں مانتے اور سارا دربار بگڑ جانے کو تیار ہے تو ڈر گیا کہ میرا تخت بھی نہ جاتا رہے، اس لئے مسلمان نہ ہوا۔

قیصر نے آنحضرت ﷺ کے حالات اس طرح دریافت کیے تھے، حکم دیا کہ جو کوئی شخص مکہ سے آیا ہوا شام میں ملے اسے دربار میں حاضر کیا جائے۔ تلاش کرنے والوں کو ابو سفیان اموی ملا۔ اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے۔ یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کئی لڑائیاں بھی لڑ چکا تھا اور ان دنوں میں بھی وہ حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔

ابو سفیان کا بیان ہے کہ "اسے شہر ایلیا میں لے گئے، دربار سرداروں سے بھرا ہوا تھا اور ہرقل تاج پہنے بیٹھا تھا، ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا "پوچھو کہ تم میں سے اس شخص کا قریبی کون ہے جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے؟"

ابو سفیان: "میں قریبی ہوں۔"

www.KitaboSunnat.com

قیصر: "کیا قرابت ہے۔"

ابو سفیان: "وہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ قافلہ میں میرے سوا اور کوئی عبد مناف کی نسل سے نہ تھا"

قیصر: "اسے آگے بلاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے مونڈھے کے برابر کھڑا کر دو۔ میں اس سے کچھ باتیں پوچھوں گا۔ ساتھیوں کو سمجھا دو کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو بتلا دیں۔"

ابو سفیان کہتا ہے کہ مجھے شرم آئی کہ میرے ساتھی مجھے جھٹلائیں گے۔ نہیں تو میں بہت باتیں بناتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیصر: ''اس کا نسب کیسا ہے؟''

ابوسفیان: ''وہ عالی نسب ہے''

قیصر: ''کسی اور نے بھی پہلے ایسا دعویٰ کیا ہے؟''

ابوسفیان: ''نہیں''

قیصر: ''اس شخص کو کبھی جھوٹ کی تہمت بھی دی گئی ہے؟''

ابوسفیان: ''نہیں''

قیصر: ''اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟''

ابوسفیان: ''نہیں''

قیصر: ''سردار لوگ اس کا مذہب مان رہے ہیں یا غریب لوگ؟''

ابوسفیان: ''غریب لوگ''

قیصر: ''وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟''

ابوسفیان: ''بڑھ رہے ہیں''

قیصر: ''کوئی شخص بیزار ہو کر اس کے دین کو چھوڑ بھی دیتا ہے؟''

ابوسفیان: ''نہیں''

قیصر: ''وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے؟''

ابوسفیان: ''نہیں۔ ہاں اب ہمارا عہد ہوا ہے اور ڈر ہے کہ وہ توڑ دے گا''

(ابوسفیان کہتا ہے کہ میں اتنی بات سے زیادہ کوئی بات ایسی نہ کہہ سکا۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں کمی نکلتی اور میرے ساتھی مجھے نہ جھٹلاتے)

قیصر: ''کبھی تمہاری اس کی جنگ ہوئی؟''

ابوسفیان: ''ہاں''

قیصر: ''پھر نتیجہ کیا رہا؟''

ابوسفیان: ''کبھی وہ جیتا اور کبھی ہم''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیصر: ''وہ کیا تعلیم دیتا ہے؟''

ابوسفیان: ''وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ باپ دادا کے ٹھاکروں بتوں کی پوجا نہ کرو، نماز پڑھو، صدقہ دو، پرہیزگار رہو، عہد پورا کرو، امانتیں ادا کرو''

قیصر نے ترجمان سے کہا اسے بتلا دو:

''تو کہتا ہے کہ وہ عالی نسب ہے، بیشک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ وہ اسی کی نقل کر رہا ہے۔

تو کہتا ہے کہ دعویٰ سے پہلے کوئی بھی اسے جھوٹا ہونے کی تہمت نہ دیتا تھا۔ تو اب یہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص نے کبھی انسان پر جھوٹ نہیں باندھا وہ اللہ پر جھوٹ باندھے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس بہانے سے باپ دادا کا ملک چاہتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے مذہب میں غریب مسکین داخل ہو رہے ہیں۔ بے شک یہی لوگ پہلے پہل نبیوں کے ماننے والے ہوتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں۔ بیشک ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ وہ بڑھتا رہتا ہے۔ جب تک وہ پورا کمال حاصل نہ کر لے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے دین سے کوئی بیزار نہیں ہوتا۔ بیشک ایمان کی یہی حالت ہے کہ جب دل کے اندر جا پہنچتا ہے تو پھر دل سے جدا نہیں ہوتا۔

تو کہتا ہے کہ وہ کبھی عہد سے نہیں پھرتا۔ بے شک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ ہم میں جنگ ہوئی ہے۔ ایک دفعہ وہ غالب رہا اور ایک دفعہ تم۔ ہاں نبیوں کی بھی آزمائش ہوتی ہے۔ مگر آخر نبی کی فتح ہوتی ہے۔

تو کہتا ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرنے اور شرک نہ کرنے کو کہتا ہے۔ وہ باپ داداؤں کے جھوٹے معبودوں سے روکتا ہے۔ نماز، سچائی، پرہیزگاری، وفائے عہد اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائے امانت کا حکم دیتا ہے۔ بیشک نبی کے یہی طریقے ہیں۔"

قیصر نے پھر کہا: "میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ مگر یہ گمان نہ تھا کہ ملک عرب میں ہوگا۔ دیکھ! اگر تیرے جواب سچے ہیں تو وہ اس جگہ کا بھی مالک بن جائے گا۔ جہاں میں بیٹھا ہوں۔ کاش! میں اس تک پہنچ سکتا۔ کاش میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔"

۶/ ہجری کے بعد اور بھی بہت سے نامی گرامی رئیس مسلمان ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے پہلے اسلام کی بابت سنا۔ پھر خود بھی پڑتال کی اور جب سچائی کا پتہ لگ گیا تب مسلمان ہوئے۔ مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں:

☆ ثمامہ والی نجد۔ (۷ھ) میں مسلمان ہوا۔

☆ جبلہ شاہ غسان۔ بھی (۷ھ) میں مسلمان ہوا۔

☆ فروہ بن عمرو جذامی قیصر کی طرف سے ملک شام کا گورنر تھا۔ (۷ھ) میں مسلمان ہوا۔ جب قیصر نے سنا کہ وہ مسلمان ہوگیا تو فروہ کو بلایا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے، اس نے نہ مانا۔ قیصر نے قید کرلیا۔ پھر بھی وہ پکارتا رہا تب پھانسی چڑھا دیا۔ وہ پھانسی پر چڑھتا ہوا بھی شکر کرتا تھا کہ اسلام پر مرتا ہوں۔

☆ خالد بن ولید، عثمان بن ابوطلحہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم مکہ کے مشہور سردار تھے۔ خود مدینہ پہنچے اور (۸ھ) میں مسلمان ہوئے۔

☆ مشہور دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بڑا بہادر نامی سردار تھا۔ (۸ھ) میں مسلمان ہوا۔

☆ عدی اپنے علاقہ کا رئیس تھا۔ مشہور سخی حاتم طائی کا بیٹا تھا۔ بڑا بہادر تھا۔ (۹ھ) میں مسلمان ہوا۔

☆ اکیدر دومتہ الجندل کا والی تھا۔ (۹ھ) میں مسلمان ہوا۔

☆ ذی الکلاع یہ طائف اور کچھ حصہ یمن اور قبائل حمیر کا بادشاہ تھا۔ خدا کہلایا کرتا۔ سجدے کرایا کرتا۔ جب مسلمان ہوا تو سلطنت چھوڑ کر غریبانہ رہا کرتا۔ (۹ھ) میں مسلمان ہوا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائل کا مسلمان ہونا

بادشاہوں، حکمرانوں کے سوا عرب کے بڑے بڑے قبیلے جو اسلام کی ہدایت سے دل کے شوق اور محبت سے مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو دور دور سے مدینہ آئے وہ بھی بہت ہیں۔ ان کے حالات کو کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں پڑھنا چاہیے۔

سنہ ۸ ہجری یا ۲۰ نبوت: مکہ جہاں سے کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا تھا۔ جہاں کسی غریب مسلمان کا زندہ رہنا مشکل تھا۔ جہاں اسلام کی بات کرنا بھی کسی کے لئے آسان نہ تھا۔ اس سال فتح ہوگیا۔ کعبہ جہاں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے۔ بتوں سے پاک ہوا اور جس کام کے لئے یہ مسجد چار ہزار سال سے بنائی گئی تھی۔ یعنی خدائے واحد کی عبادت۔ اب وہی اس میں جاری ہوئی۔

سنہ ۹ ہجری یا ۲۱ نبوت

۱) اس سال حج فرض ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کے قافلے کا امیر بنایا اور کئی سو مسلمانوں نے حج ادا کیا۔

۲) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے میدان حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اعلان کیا کہ اب آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہوگا۔ کوئی عورت یا مرد ننگا ہو کر کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ جن لوگوں نے عہد شکنی کی ہے، ان کے ساتھ کوئی عہد باقی نہ سمجھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوات

نبی ﷺ جب مدینہ آ بسے تھے تب دشمنوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور کئی دفعہ مسلمانوں پر چڑھ چڑھ کر گئے تھے۔ چار برس تک مسلمانوں نے صبر کیا۔ پھر انہوں نے بھی کئی دفعہ آگے بڑھ کر دشمن کی حملہ آور فوجوں کو تتر بتر کیا۔ یہ جھگڑے ۲/ھ سے شروع ہوئے اور ۹/ہجری تک سات سال رہے/ مشہور مشہور غزوات یہ ہیں۔

۱) غزوۂ بدر۔۲ھ ۲) غزوۂ احد۔۳ھ

۳) غزوۂ خندق۔۵ھ ۴) غزوۂ خیبر۔۷ھ

۵) غزوۂ فتح مکہ۔۸ھ ۶) غزوۂ حنین۔۸ھ

۷) غزوۂ تبوک۔۹ھ

سنہ ۱۰ ہجری یا ۲۲ نبوت: نبی ﷺ نے حج کیا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمان شامل حج تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر اسلام کے سارے اصول سمجھائے۔ جاہلیت کی رسموں، شرک کی باتوں کا ملیا میٹ کیا۔ امت کو الوداع کہا۔

۱۱ ہجری: نبی ﷺ نے ۲۳ برس پانچ دن تک اللہ کے حکم بندوں کو پہنچا کر خدا کا سچا، سیدھا راستہ دکھا کر تریسٹھ (۶۳) برس پانچ دن کی عمر میں بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن دنیا سے کوچ فرمایا۔

○ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ

وفات سے ایک مہینہ پہلے سب کو بلا کر حضور ﷺ نے فرمایا ’’مسلمانو! خدا تم کو سلامتی سے رکھے، تمہاری حفاظت فرمائے، تمہیں بچائے۔ تمہاری مدد کرے۔ تم کو بلند کرے۔ ہدایت اور توفیق دے۔ اپنی پناہ میں رکھے۔ آفتوں سے بچائے۔ تمہارے دن کو تمہارے لئے محفوظ بنائے۔ میں تم کو تقویٰ کی اور اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

امید ہے کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراؤ گے۔ تم کو چاہیے کہ خدا کے بندوں اور بستیوں میں سرکشی، تکبّر، اور اکڑ کر چلنے کو نہ پھیلنے دو۔ آخرت کا گھر انہی کے لئے ہے جو دنیا میں اکڑ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے، اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔ فرمایا ’’جو بڑی بڑی حکومتیں تم کو ملیں گی، میں ان کو دیکھ رہا ہوں، مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے۔ لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔

انتقال سے کچھ دن پہلے پھر سب مسلمانوں کو بلایا۔ انصار و مہاجرین کی بابت ہدایتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔

پھر فرمایا ’’اگر کسی شخص کا حق مجھ پر ہو تو بتا دے۔‘‘ ایک نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایک مسکین کو مجھ سے تین درہم دلائے تھے، وہ نہیں ملے۔ یہ درہم آنحضرت ﷺ نے اسی وقت ادا کر دیئے۔ پھر بہت سے لوگوں کے حق میں دعائیں کیں۔ بیماری کے دنوں میں فرمایا ’’لوگو! لونڈی، غلام کی بابت خدا کو یاد رکھو۔ ان کو خوب پہناؤ، خوب کھلاؤ، ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔‘‘

نزع کی حالت میں فرمایا ’’نماز، نماز، غلام کے حقوق‘‘ آخری لفظ جو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر فرمائے یہ تھے:

’’اللہ برتر بہ رفیق!‘‘

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنبہ کے حالات

نبی ﷺ کے نو چچا تھے۔ان میں سے حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے۔ابو طالب آنحضرت ﷺ کے فدائی اور ناصر تھے۔ چھ پھوپھیاں تھیں، جن میں صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں۔ بارہ غلام تھے، سب کو آزاد فرما دیا تھا۔لونڈیاں تین۔ ان میں ایک ام ایمن رضی اللہ عنہا تھی جس نے حضور ﷺ کو گود کھلایا تھا۔آنحضرت ﷺ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ بیٹے تین، قاسم، عبداللہ، ابراہیم سب بچپن ہی میں فوت ہوئے۔ بیٹیاں چار (۱) زینب رضی اللہ عنہا ان کے شوہر ابو العاص بن ربیع تھے۔ (۲،۳) رقیہ رضی اللہ عنہا اور کلثوم ان دونوں کے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ (ام کلثوم کا نکاح رقیہ کی وفات کے بعد ہوا تھا) (۴) فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے شوہر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان ہی کے بطن سے ہیں۔

بیویاں

نبی ﷺ کی ہر ایک بیوی کا لقب خدا کے حکم سے ام المؤمنین (مومنوں کی ماں) ہے، ہر ایک کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) **ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:** نبی ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔حضور ﷺ کی دیانت، کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں نے شادی کی درخواست خود کی تھی۔ ابراہیم کے سوا آنحضرت ﷺ کی کل اولاد ان ہی سے ہے۔ان کی سچائی اور غمگساری کو آنحضرت ﷺ ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے رہے۔ (۱۰/ نبوت میں وفات ہوئی)

(۲) **ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا:** یہ اپنے پہلے شوہر سکران کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں۔ ان کی ماں بھی مسلمان ہو گئی تھی۔ پھر تینوں ہجرت کر کے حبش چلے گئے تھے۔ وہاں ان کا شوہر مر گیا۔ نبی ﷺ نے ان سے اپنا نکاح ۱۰/ نبوت میں (سیدہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد) کر لیا۔ (۵۴ھ میں وفات پائی)

(۳) **ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا:** ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دل و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان، زر و مال سے آنحضرت ﷺ اور اسلام کی خدمتیں ایسی کیں کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں سب کی خدمتوں کا بدلہ دے چکا ہوں ۔لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمتوں کا صلہ خدا ہی دے گا'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی نبی ﷺ کو دینی چاہی اور کہا کہ ''میری زندگی بھر کی تین آرزوئیں ہیں ۔اور ایک یہ ہے کہ میری بیٹی نبی ﷺ کے گھر میں ہو۔ نبی ﷺ نے اپنے یار غار کی عرض کو اللہ پاک کے فرمانے سے منظور کر لیا۔حضرت عائشہ ۲ھ کو حضور ﷺ کے گھر آئیں ۔جیسی باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی تھیں ۔ بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ و فاضلہ ہوئی کہ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم علم کی مشکل باتیں ان سے پوچھا کرتے تھے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی روایت ان سے منقول ہے۔(۵۷ھ میں فوت ہوئیں)۔

(۴) ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔اپنے پہلے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ان کا شوہر غزوہ احد میں زخمی ہوا اور انہی زخموں سے فوت ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۳ھ میں شادی کر لی۔ یہ اللہ کی بندی عبادت گذار بھی حد درجہ کی تھی ۔(۴۵ھ میں انتقال ہوا)۔

(۵) ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے، پھر عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا۔ یہ دونوں نبی ﷺ کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔تیسرا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ یہ نبی ﷺ کے پھوپھی زاد تھے۔ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔آنحضرت ﷺ نے ان سے ۳ھ میں نکاح کر لیا وہ نکاح کے بعد صرف تین مہینے زندہ رہیں، یہ بی بی غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں کہ ان کا لقب ام المساکین پڑ گیا تھا۔(۴ھ میں شہادت پائی)۔

(۶) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ان کا پہلا نکاح ابوسلمہ عبد بن الاسد سے ہوا تھا۔ جو نبی ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے اور دودھ کے بھائی تھے۔انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی تھی اور پھر ہجرت مدینہ۔ مکہ سے مدینہ تک تنہا سفر کیا تھا۔ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے زخموں سے وفات پائی تھی ۔چار بچے یتیم چھوڑے۔ نبی ﷺ نے بے کس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں اوران کی حالت پر رحم کھا کر ان سے ۳ھ میں نکاح کرلیا۔ (تمام امہات المؤمنین سے آخر میں ۵۹ھ میں وفات پائی)۔

(۷) ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: یہ نبی ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح کوشش کر کے اپنے آزاد کیے ہوئے غلام زید رضی اللہ عنہ سے کرا دیا تھا۔لیکن شوہر کی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہ بنی اور بیوی کو چھوڑ دیا۔اگر چہ حضور ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو سمجھایا بھی بہت کہ بیوی کو نہ چھوڑے۔زینب رضی اللہ عنہا کی اس مصیبت اور ذلت کا بدلہ خدا نے یہ دیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ۵ھ میں کروادیا۔اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن یکا یک زینب رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا تھا۔اس لئے منہ بولے سے چھڑا کر اپنا نکاح اس سے کیا۔یہ لوگ تین باتیں بھول جاتے ہیں:

۱) زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔آنکھوں کے سامنے پلی اور بڑھی۔ان کی شکل وصورت کی بات آنحضرت ﷺ سے کچھ بھی چھپی نہ تھی۔

۲) ان کا پہلا نکاح زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ خود نبی ﷺ نے بڑی سعی سے کرایا تھا۔

۳) اسلام متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنانے کو باطل ٹھہراتا ہے۔

(نبی ﷺ کی وفات کے بعد تمام امہات المؤمنین سے قبل ۲۰ھ میں وفات پائی)

(۸) ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا: لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔وہ بیس سالہ جوان تھے۔مگر انہوں نے کچھ روپیہ ان کو لگا دیا (مکاتب کر دیا) جس کے ادا کرنے سے وہ چھوٹ جاتی۔جویریہ چندہ مانگنے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آئی اور یہ بھی ظاہر کیا میں مسلمان ہو چکی ہوں۔آنحضرت ﷺ نے اس کا سارا روپیہ ادا کر دیا۔(آزاد ہوگئی) پھر فرمایا: ''بہتر یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کرلوں'' (یہ اس خیال سے فرمایا کہ اگر اور اسیر آئے انہوں نے بھی چندہ مانگا تو کیا کیا جائے گا۔جب لشکر نے یہ سنا کہ یہ قیدی اب آنحضرت ﷺ کے رشتہ دار بن گئے تو انہوں نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔اس چھوٹی سی تدبیر سے آنحضرت ﷺ نے ایک سو سے زیادہ انسانوں کو لونڈی غلام بنائے جانے سے بچادیا۔یہ نکاح ۵ھ میں ہوا۔۵۶ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا: ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کا باپ نبی ﷺ کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا۔ یہ مسلمان ہوئی تھیں۔ اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لے کر حبش کی ہجرت کی۔ وہاں جا کر ان کا شوہر مرتد ہو گیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں پکی بی بی کے لئے یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ اسلام کے واسطے باپ، بھائی، خاندان قبیلہ اور اپنا ملک وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا، اس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی ﷺ نے ایسی صابرہ کے ساتھ ۵ھ میں خود نکاح کر لیا۔ یہ نکاح حبش ہی میں پڑھا گیا۔ تا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی مصیبتوں کا جلد خاتمہ ہو جائے۔ (۴۴ھ میں فوت ہوئیں)۔

(۱۰) ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا: ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بہن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے، ایک بہن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک بہن حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھی۔ ایک بہن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ماں تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے آنحضرت ﷺ سے ان کی بابت کہا اور آنحضرت ﷺ نے چچا کے کہنے پر ۷ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

یہ سب نکاح اس آیت سے پہلے ہو چکے تھے۔ جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (بشرط عدل) چار تک مقرر کی گئی ہے۔ (۵۱ھ میں وفات ہوئی)۔

(۱۱) ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا: آپ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپ کی ماں کا نام ضرہ تھا۔ آپ کا اصل نام زینب تھا۔ پہلی شادی سلام بن مشکم سے ہوئی تھی۔ جس نے آپ کو طلاق دے دی۔ دوسرا نکاح کنانہ سے ہوا۔ غزوہ خیبر میں قید ہو کر رسول اکرم ﷺ کے حصہ میں لونڈی کی حیثیت سے آئیں تو آپ ﷺ نے آزاد فرما کر ان سے نکاح کر لیا اور آپ کا نام صفیہ رکھا۔ (۵۰ھ میں انتقال ہوا)۔

خلق محمدی

نبی ﷺ نے فرمایا ”خدا نے مجھے اس لئے نبی بنایا ہے کہ میں پاکیزہ اخلاق اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک اعمال کی تکمیل کروں۔'' صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟'' فرمایا ''قرآن مجید ان کا خلق ہے'' مطلب یہ ہے کہ درخت پھل سے اور انسان اپنی تعلیم سے پہچانا جاتا ہے۔تم قرآن مجید سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت کرو۔قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کہا ہے اور زمانہ کی سچی تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بالکل رحمت تھا۔ایک حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاہد خلق ہیں۔حکم ماننے والوں کو خوشخبری سناتے اور نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔انجانوں کی پناہ، اللہ کے بندے اور رسول، سب کام کو اللہ پر چھوڑ دینے والے۔نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت، چیخ کر نہیں بولتے۔بدی کا بدلہ ویسا ہی نہیں دیتے۔ان کا کام قوم اور مذہب کی خامیوں کو درست کر دینا ہے۔اور ایک اللہ کی وحدانیت کو قائم کر دینا۔ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان، دیتی ہے اور غافل دلوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے۔ہر ایک خوبی سے آراستہ، ہر ایک خلق کریم سے عطا یافتہ، سکینہ ان کا لباس ہے، نکوئی ان کا شعار ہے۔ان کا ضمیر (پاک دل) تقویٰ ہے۔ان کا کلام حکمت ہے۔صدق و وفا ان کی طبیعت ہے۔عفو و احسان ان کی عادت ہے۔عدل ان کی سیرت ہے۔سچائی ان کی شریعت ہے اور ہدایت ان کی راہ نما ہے۔ملت ان کی اسلام ہے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام ہے۔

وہ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے ہیں۔گمناموں کو رفعت دینے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔خدا نے ان کے ذریعے سے اختلاف کی بجائے اتفاق بخشا۔پھٹے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی۔گونا گوں خواہشوں اور بوقلموں قوموں کو وحدت ارزانی فرمائی۔ان کی امت بہترین امت ہے۔اس کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔

صبر و حلم

۱) طائف والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر پر پتھر مار کر زخمی اور بیہوش کر دیا تھا۔فرشتہ نے آ کر کہا کہ حکم ہو تو یہ بستی الٹ دوں؟ فرمایا ''نہیں نہیں۔اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو امید ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔"

۲) ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اس نے راہ چلتے آنحضرت ﷺ کا گریبان آ کر پکڑ لیا کہ "میرا قرض ادا کر دو" فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ گستاخ قتل ہونا چاہیے" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "نہیں تم مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو اور اسے تقاضے کا اچھا ڈھب بتلاؤ۔" پھر اسے ہنس کر فرمایا "ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔"

۳) ایک گنوار نے پیچھے سے آ کر زور سے آنحضرت ﷺ کی چادر کھینچی، گردن سرخ ہو گئی۔ نبی ﷺ نے لوٹ کر دیکھا تو وہ بولا کہ "میری مدد کرو۔ میں غریب ہوں" فرمایا: "ایک اونٹ جو کا" "ایک کھجور کا لا دیا دو۔"

ادب اور تواضع

۱) لوگوں کے اندر پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے۔

۲) اپنی تعظیم کے لئے مسلمانوں کو کھڑے ہونے سے روکا کرتے۔

۳) دست مبارک کو کوئی شخص پکڑ لیتا تو آپ اس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

۴) کسی کی بات نہ کاٹتے۔

۵) سوار ہو کر پیدل کو ساتھ نہ لیتے یا تو سوار کرا لیتے یا واپس کر دیتے۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "ایک دن نبی ﷺ خچر پر بلا پالان کے سوار تھے۔ میں مل گیا۔" فرمایا: سوار ہو جاؤ۔" میں حضور ﷺ کو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ آپ تو نہ چڑھ سکا۔ ہاں حضور ﷺ کو گرا دیا۔ آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر دوبارہ فرمایا، میں پھر نہ چڑھ سکا اور حضور ﷺ کو پھر گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر فرمایا۔ "سوار ہو جاؤ، میں نے کہا "مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا۔ حضور کو کہاں تک گراؤں گا۔"

جود و سخاوت

☆ سوالی کو کبھی رد نہ فرماتے زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگرچہ کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تو سوالی سے عذر کرتے، جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔

۲) ایک نے آ کر سوال کیا۔ فرمایا "میرے پاس تو ہے نہیں۔ تم بازار سے میرے نام پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض لے لو" فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: "خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپ کر گئے۔ ایک نے پاس سے کہہ دیا کہ "خدا کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے۔" اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

شرم وحیا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیا تھی۔

☆ اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے، مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔

☆ کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے تو جو پسند نہ ہوتا تو اس شخص کا نام لے کے کچھ نہ فرماتے۔ عام طور پر لوگوں کو اس کام سے روک دیا کرتے۔

مہربانی اور محبت

۱) نفلی عبادت چھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کا کرنا مشکل نہ بنے۔

۲) ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے۔

۳) فرمایا "میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کی طرف سے میری صاف دلی میں فرق آ جائے۔"

۴) وعظ اور نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے، تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔

۵) بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری ساری رات امت کے لئے دعا کیا کرتے اور زار زار روتے۔

صلہ رحم

۱) فرمایا "میرے دوست تو ایمان والے ہیں لیکن صلۂ رحم سب کے ساتھ ہے۔"

۲) ایک جنگ میں ایک عورت قیدی ہو کر آئی۔ اس نے کہا کہ "میں آپ کی دایہ کی بیٹی ہوں" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اوپر سے اتار کر اس کے بچھا دی۔

۳) مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو سیکڑوں دکھ رنج دے کر وطن سے نکالا تھا۔ بیسیوں سچے مسلمانوں کو قتل کیا تھا کہ کیوں یہ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بلا کر کہہ دیا کہ "تمہارے سب قصور معاف کئے جاتے ہیں۔"

عدل واعتدال

۱) جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اس میں عدل فرماتے۔ اگر کسی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی معاملہ ہوتا تو وہاں رحم فرماتے۔

۲) مکہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے چوری کی۔ لوگوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے، جو نبی ﷺ کو بہت پیارے تھے، سفارش کرائی۔ فرمایا "کیا تم تعزیرات الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو! اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا کرتی تو میں تعزیر ہی دیتا۔"

۳) اعتدال کی بابت حضور ﷺ کا ارشاد ہے: خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا اس سے ہر ایک بات میں درمیانہ پن رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق وامانت

۱) جانی دشمن بھی حضور ﷺ کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

۲) بچپن ہی سے سارا ملک حضور ﷺ کو صادق (سچا) اور امین کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

۳) ایک دن ابوجہل نے کہا "اے محمد (ﷺ) میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیرے دین پر میرا دل نہیں جمتا۔"

۴) جس رات نبی ﷺ گھر سے مدینہ کے لئے نکلے تھے دشمنوں نے اس رات حضور ﷺ کے قتل کا سامان پورا بنایا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے پیارے بھائی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس لئے مکہ میں پیچھے چھوڑا تھا کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں وہ دے دینا۔

عفت وعصمت

۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ "مکہ میں لوگ کہانیاں کہا کرتے تھے۔ مجھے بھی سننے کا شوق ہوا۔ اس وقت عمر دس برس سے کم تھی۔ میں اس ارادہ سے چلا۔ راستہ میں آرام کے لئے ذرا بیٹھ گیا۔ وہیں نیند آ گئی۔ جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی۔

۲) "اس عمر کا ذکر ہے، کسی کے ہاں بیاہ تھا۔ عورتیں گا رہی تھیں۔ دف بجتی تھی۔ میں سننے کے لئے چلا۔ چلتے چلتے نیند نے غلبہ کیا سو گیا۔ دن چڑھے اٹھایا بیدار ہوا۔ ان دونوں باتوں کے سوا کبھی کسی مکروہ کام کا میں نے ارادہ بھی نہیں کیا۔"

زہد

۱) نبی ﷺ کی دعا تھی۔ الٰہی ایک دن بھوکا رہوں۔ ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ کھا کر تیرا شکر کروں۔

۲) صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کنبہ مہینہ دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گذران کرتا۔ چولہے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔

۳) صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ''میرے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کھجور کے پٹھوں سے بھرا ہوا تھا۔

۴) حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ''میرے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر صرف ٹاٹ تھا۔ اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک دن ہم نے چار تہہ کر دیا۔'' فرمایا بستر نرم ہو گیا۔ آئندہ ایسا نہ کرنا''

۵) ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری رات دنیا میں کاٹی، اس رات صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کے لئے تیل ایک پڑوسن سے ادھار لیا تھا۔

۷) وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ یہودی کے پاس تھی جو اناج کے بدلہ گروی تھی۔

۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زہد خود فرماتے، ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنور کی آگ سے جھلسے ہوئے، چکی پیسنے سے چھالے پڑے ہوئے اور ایک لونڈی مانگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کو خوب یاد کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔''

۹) دعا فرمایا کرتے ''الٰہی! آل محمد کو صرف اتنا دے، جسے پیٹ میں ڈال لیں۔

۱۰) زہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھیں۔

عبادت

۱) نفلی نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشے ہوئے ہیں پھر اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا ''کیا اب میں اس کا شکر نہ کروں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲) سجدہ میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے کہ دیکھنے والوں کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا۔

۳) مناجات کے وقت سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا۔

۴) آیت رحمت پڑھ کر دعا مانگتے اور آیت عذاب پڑھ کر کانپ اٹھتے۔

۵) کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے اوروں کو ایسے روزہ سے منع فرماتے۔

عام برتاؤ

۱) سب سے ہنس مکھ ہو کر ملتے۔

۲) یتیموں کو پالتے، بیواؤں کی مدد کرتے۔

۳) غریبوں مسکینوں سے پیار کرتے، ان میں جا کر بیٹھا کرتے۔

۴) سفید زمیں پر بیٹھ جاتے۔ اپنے لئے کوئی سامان امتیاز کا پسند نہ فرماتے۔

۵) لونڈی غلام بھی بیمار ہو جاتے تو خود جا کر ان کی خبر لیتے۔

۶) کوئی مسلمان مر جاتا اس پر قرض ہوتا تو بیت المال سے اس کا قرض دفن کرنے سے پہلے ادا کرتے۔

۷) کوئی مخلص مرتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوتے۔

۸) منافق لوگ سامنے آ کر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے۔ مگر آنحضرت ﷺ کبھی ان سے بدلہ نہ لیا کرتے۔

۹) ایک دفعہ نجران کے عیسائی آ گئے۔ ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی میں اپنے طریقہ کی نماز پڑھ لیں۔

۱۰) جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا ''میں ذبح کر دوں گا'' ایک بولا ''میں گوشت کاٹ دوں گا'' ایک بولا ''میں پکا دوں گا'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''میں لکڑیاں لے آؤں گا'' عرض کی گئی ''ہم سب خدمت کو حاضر ہیں۔ حضور ﷺ کیوں تکلیف کریں۔ فرمایا: ''میں بھائیوں میں نکما نہیں رہنا چاہتا۔''

عفو و رحم

۱) آنحضرت ﷺ کے پیارے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو وحشی نے مارا۔ ناک کان وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاٹے، کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اس نے معافی کی بابت عرض کیا تو معاف کر دیا۔

۲) ہبار نے آنحضرت ﷺ کی بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کے نیزہ مارا، وہ ہودج سے گر گئیں۔ حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ ان کی موت کا سبب بنا۔ ہبار نے سامنے آ کر معافی مانگی معاف فرما دیا۔

۳) ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے سو گئے، تلوار ٹہنی سے لٹکا دی۔ ایک دشمن آیا۔ تلوار اٹھا لی اور آنحضرت ﷺ کو گستاخی سے جگایا اور پوچھا "اب کون تم کو بچائے گا۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اللہ" وہ شخص چکر کھا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے تلوار اٹھا لی۔ فرمایا "اب تجھے کون بچا سکتا ہے" وہ حیران ہو گیا۔ فرمایا "جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔"

۴) فرمایا "جاہلیت کے جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے، میں سب باتوں کو مٹاتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعویٰ چھوڑتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے میرے چچا نے قرض لینا ہے ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات مصطفویہ

نبی ﷺ کی پاک تعلیم، اعتقادات، عبادات، عادات، معاملات، مہلکات، منجیات، ریاضیات، احسانیات کے بارے میں بحر ناپیدا کنار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بزرگی اور اسلام کی برتری اسی تعلیم پر ہے۔ میرا مطلب اس چھوٹی سی کتاب میں اس پاک تعلیم کا نمونہ دکھلا دینا ہے۔

تہذیب نفس، اپنے آپ کی درستی

۱) دانا وہ ہے جو خود کو چھوٹا سمجھتا ہے اور کام وہ کرتا ہے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ نادان وہ ہے جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور خدا پر امیدیں باندھتا ہے۔

۲) پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ پہلوان وہ ہے جو نفس کو اپنے بس میں کر لیتا ہے۔

۳) قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں ہوتا۔

۴) غیر ضروری کام چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔

۵) مشورہ بھی امانت ہے۔ جھوٹی صلاح دینا خیانت ہے۔

۶) شر (بدی یا فساد) کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

۷) حیا سراپا خیر ہے۔ (شرم وحیا میں نیکی ہی نیکی ہے)

۸) صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

۹) گذران میں میانہ روی رکھنا نصف روزی ہے۔ (سمجھ سوچ کر خرچ کرنا آدھی کمائی کے برابر ہے)۔

۱۰) تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔

۱۱) جو عہد کا پکا نہیں، وہ دیندار نہیں۔

۱۲) عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

۱۳) مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴) جہالت سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں۔

۱۵) جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

۱۶) اچھے خلق کے برابر محبت کی کوئی تدبیر نہیں۔

۱۷) تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

۱۸) خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

۱۹) اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی حال میں پھنس جاؤ۔

۲۰) جس طرح سرکہ سے شہد خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بد خلقی سے ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں۔

ماں باپ کی اطاعت

۱) خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے۔ خدا کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔

۲) سب عملوں سے بہتر نماز کا وقت پر پڑھنا ہے، پھر ماں باپ کی اطاعت۔

۳) سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی۔ پھر جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنا۔

رشتہ داروں سے برتاؤ

رحم (قرابت) رحمٰن سے نکلا ہے، جو قرابت کو قائم رکھتا ہے۔ خدا اسے ملاتا ہے، جو اسے چھوڑتا ہے۔ خدا اس کو چھوڑتا ہے۔

لڑکیوں کا پالنا

۱) اگر کسی کی تین یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور اللہ سے ڈر کر ان کی اچھی تربیت کرے وہ بہشتی ہے۔ (خواہ ایک ہی ہو)۔

۲) لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے جو اس میں پورا اُترا، دوزخ سے بچا رہے گا۔

یتیموں کا پالنا

یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے ساتھ یوں رہے گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ وقت کی اطاعت

۱) بادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہے۔
۲) اگر حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے تو اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔
۳) سلطنت کفر سے نہیں جاتی، بلکہ ظلم سے جاتی ہے۔

رحم دلی

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہ کیا جائے۔

بھیک مانگنے کی برائی

۱) جو کوئی لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ اپنے لئے آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ اب بہت اکٹھی کر لے یا تھوڑی۔
۲) سب سے بُرا آدمی وہ ہے جو خدا واسطے کہہ کر مانگتا ہے اور پھر بھی اسے کچھ نہیں ملتا۔ دیکھو خدا کا واسطہ دے کر لوگوں سے مت مانگوں۔ خدا ہی سے مانگو۔

باہمی برتاؤ

۱) جو چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔
۲) تم اہل زمین پر مہربانی کرو۔ خدا آسمان پر مہربان ہوگا۔
۳) ایک مومن دوسرے کے لئے آئینہ ہے۔ اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے بتلا دو۔
۴) آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھ، جس کی ایک اینٹ دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔
۵) ہنس کر ملنا، نیک بات کہنا، بری بات سے ہٹا دینا، بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا تھوڑی نظر والے کو راستہ بتانا، راستہ میں سے کانٹا، پتھر، ہڈی ہٹا دینا، کسی کو پانی کا ڈول نکال دینا۔ یہ سب کام صدقہ جیسے ہیں۔
۶) سلام کرنا، (غریبوں کو) کھانا کھلانا، رات کو چھپ کر نماز پڑھنا، اسلام کی اچھی نشانیاں ہیں۔
۷) جس کا خلق اچھا ہے۔ قیامت کے دن وہی مجھے پیارا اور میرے پاس ہوگا۔ جس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلق بُرا ہے میں اس سے بیزار اور دور رہوں گا۔ جو لوگ بیہودہ بکتے، گپیں لگاتے، تکبر کرتے ہیں، میں ان سے بیزار رہوں۔

۸) اچھی حالت میں رہنے کا نام تکبر نہیں، لوگوں کو حقیر جاننا، سچائی کو رد کر دینے کا نام تکبر ہے۔

۹) سب سے محبت رکھو اسی میں آدھی عقل ہے۔

۱۰) یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے۔ اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم ان سے احسان کرو اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم ان پر ظلم نہ کرو۔

علم کی بزرگی

۱) جو کوئی علم کی تلاش میں چلتا ہے اسے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

۲) تم جب تک علم کی تلاش میں ہو راہ خدا میں ہو۔

۳) علم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۴) تحقیقات کا شوق آدھا علم ہے۔

۵) عبادت کی بزرگی سے علم کی بزرگی بہتر ہے۔

۶) حکمت و دانائی کو اپنی گم شدہ چیز سمجھو، جہاں مل جائے لے لو۔

۷) جو کوئی علم کو چھپاتا ہے اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

۸) جہاں علم اور حلم اکٹھے ہوں ان سے بہتر کوئی دو چیزیں کہیں ایک جگہ اکٹھی نہ ملیں گی۔

لونڈی، غلام اور خادم سے سلوک

۱) لونڈی غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارا ماتحت بنا دیا ہے۔ جس کے پاس لونڈی یا غلام ہو وہ اسے برابر کا کھلائے، برابر کا پہنائے۔ طاقت سے بڑھ کر اس سے کام نہ لے۔ مشکل کام میں آپ اس کو مدد دیں۔

۲) لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا اپنے آپ کو دوزخ سے چھڑا لینا ہے۔

۳) ایک نے پوچھا "خدمت گار کو کہاں تک معاف کیا جائے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا "دن میں ستر دفعہ۔"

(مہر نبوت، صفحات ۳۶-۹، از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتخب آیات کا ترجمہ

اخلاقیات

یہ جہاں نظر آئیں گے ذلت (کو دیکھو گے کہ) ان سے چمٹ رہی ہے۔ بجز اس کے کہ یہ اللہ اور (مسلمان) لوگوں کی پناہ میں آ جائیں اور یہ لوگ اللہ کے غضب میں گرفتار ہیں اور ناداری ان سے لپٹ رہی ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے۔ اور (اُس کے) پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیتے تھے۔ یہ اس لئے کہ یہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے۔ (۳/ آل عمران:۱۱۲)

مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (اُن الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو۔ نماز کے پاس نہ جاؤ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کر لو۔ ہاں اگر بحالت سفر رستے چلے جا رہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کر سکو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو اور منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے) تیمّم کر لو۔ بیشک اللہ معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ (٤/ النساء:٤٣)

تم کچھ اور لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اُس میں اوندھے منہ گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور نہ تمہاری طرف (پیغام) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو۔ ان لوگوں کے مقابلے میں ہم نے تمہارے لئے سند صریح مقرر کر دی ہے۔ (٤/ النساء:٩١)

اے بنی آدم! (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہاری پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سنایا کریں (تو اُن پر ایمان لایا کرو کہ) جو شخص (اُن پر ایمان لا کر اللہ سے ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔(۷/ الاعراف: ۳۵)

(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو اس اُمت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں، بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو۔ اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو، وہی تو میرا پروردگار ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اُسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔(۱۳/ الرعد: ۳۰)

اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور جب اللہ سے عہد (واثق) کرو تو اُس کو پورا کرو۔ اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو اُن کو مت توڑو کہ تم اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔(۱۶/ النحل: ۹۰، ۹۱)

اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کرلو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔(۱۷/ بنی اسرائیل: ۲۹)

اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔ اِن سب (عادتوں) کی بُرائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔(۱۷/ بنی اسرائیل: ۳۷، ۳۸)

جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی اور ضد بھی جاہلیت کی۔ تو اللہ نے اپنے پیغمبر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اُن کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے مستحق اور اہل تھے۔ اور اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔(۴۸/ الفتح: ۲۶)

قتل

اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر غلطی سے۔ اور جو غلطی سے بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کر دے اور (دوسرے) مقتول کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارثوں کو خون بہا دے۔ہاں اگر وہ معاف کر دیں (تو اُن کو اختیار ہے) اگر مقتول تمہارے دشمنوں کی جماعت میں سے ہو اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جن میں اور تم میں صلح کا عہد ہو تو وارثانِ مقتول کو خون بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے۔اور جس کو یہ میسر نہ ہو وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یہ (کفارہ) اللہ کی طرف سے (قبول) توبہ (کے لیے) ہے اور اللہ سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اُس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اُس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لئے اُس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔(٤/ النساء:٩٣، ٩٢)

کہو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور اُن کو ہم ہی رزق دیتے ہیں۔اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُس کے پاس نہ پھٹکنا۔اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ سمجھو۔(٦/ الانعام:١٥١)

قصاص

مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔اور اگر قاتل کو اُس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرار داد کی) پیروی (یعنی مطالبۂ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربانی ہے۔جو اِس کے بعد زیادتی کرے اُس کے لئے دُکھ کا عذاب ہے اور اے اہل عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(قتل وخونریزی سے) بچو۔(۲/ البقرۃ: ۱۷۸، ۱۷۹)

حرابہ

اِس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اُس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا۔ اور جو اُس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔ اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی اُن میں بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں اُن کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا اُن کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں اُن کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اِس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آ جائیں، توبہ کر لی تو جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(۵/ المائدہ: ۳۲، ۳۴)

سرقہ

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ اُن کے فعلوں کی سزا اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے۔ اور اللہ زبردست (اور) صاحب حکمت ہے۔

(۵/ المائدہ:۳۸)

www.KitaboSunnat.com

شراب نوشی

تم سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کونسا مال خرچ کریں کہہ دو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔(۲/ البقرۃ:۲۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (اُن الفاظ، کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو۔ نماز کے پاس نہ جاؤ۔ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کر لو۔ (٤/ النساء: ٤٣)

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں، سو اِن سے بچتے رہنا تا کہ نجات پاؤ۔ (٥/ المائدہ: ٩٠)

ارتداد

اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر (کر کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں۔ جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (٢/ البقرۃ: ٢١٧)

اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑی کشایش والا (اور) جاننے والا ہے۔ (٥/ المائدہ: ٥٤)

شہادت

اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ (٥/ المائدہ: ٨)

خلوت

دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لئے اور اُن کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم یہ نصیحت اس لئے کرتے ہیں کہ) شاید تم یاد رکھو۔ اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مت داخل ہو۔ اور اگر (یہ) کہا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے۔ (ہاں) اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی نہ بستا ہو، اس میں تمہارا اسباب (رکھا) ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے۔

(٢٤/ النور: ٢٧، ٢٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسلامی تعلیمات

برائے طلبہ و طالبات

بی ایس سی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، بی ٹیک پاس